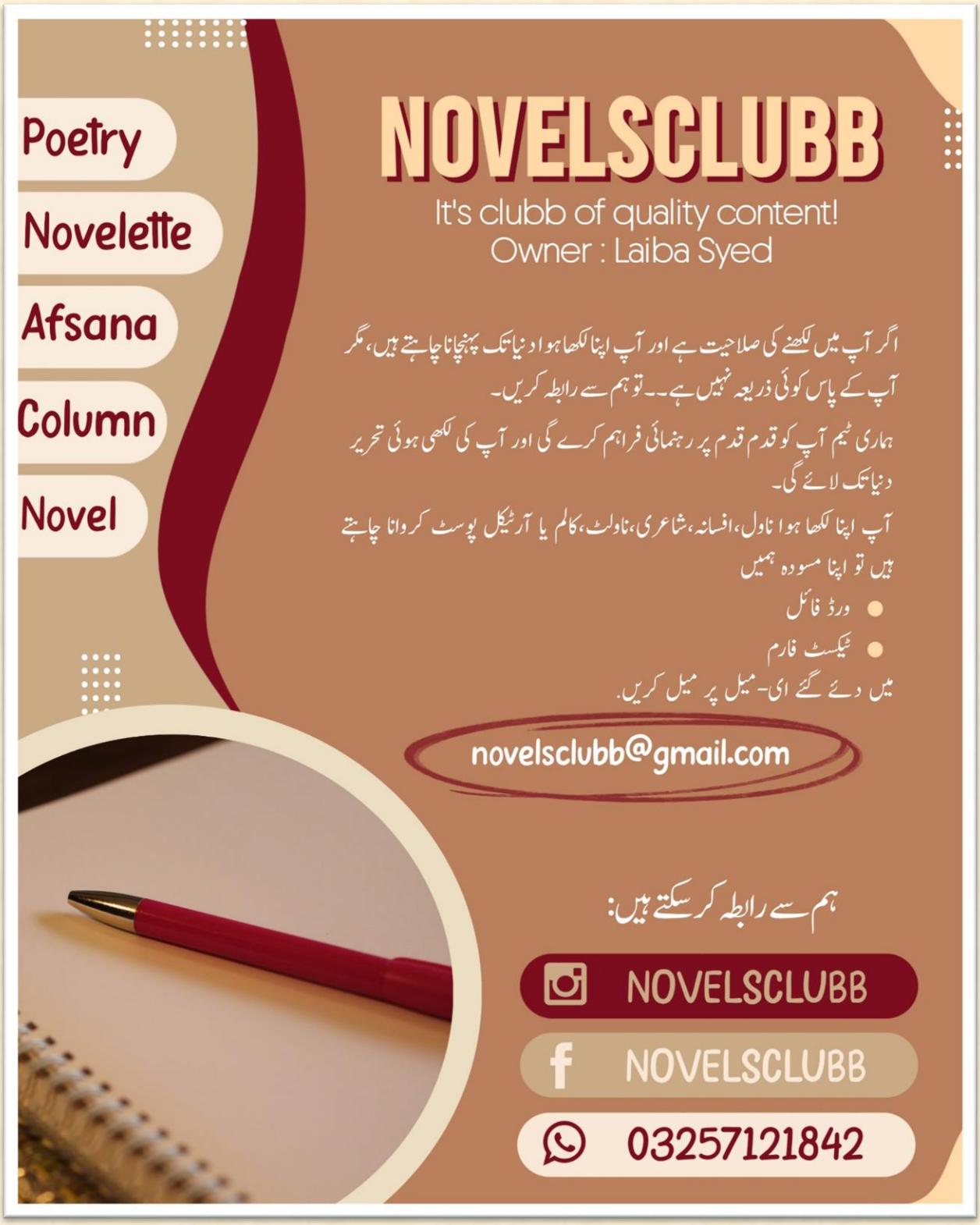

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

رنگِ جاں

از قلم

ملائکہ فرمان

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رنگِ جاں

از قلم

ڈاکٹر ملائکہ فرمان

Episode 9 & 10

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نومبر 1995

کراچی کا شور ہمیشہ کی طرح اپنے عروج پر تھا۔ جیسے پورا شہر ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوتا۔ سڑکوں پر گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ، رکشوں کے ہارن، بسوں کے کنڈکٹروں کی چیخیں، سمندر کے کنارے سے اٹھتی نمکین ہوا، اور فضا میں گھلتا دھواں، سب کچھ مل کر کراچی کی مخصوص آہٹ پیدا کر رہے تھے۔

سردیوں کی آمد کا موسم تھا، مگر شہرِ کراچی میں سردی کبھی ویسے نہیں اترتی جیسے ملک کے دوسرے حصوں میں۔ یہاں کے دن اب بھی گرم تھے۔ سورج کی کرنیں جیسے عمارتوں کے شیشوں سے ٹکرا کر چمکتی اور ہوا میں پھیلے گرد کے ذروں پر ناچتی تھیں۔

شہر کے بیچوں بیچ، جہاں شور کے باوجود ایک عجیب سا سکون بسا ہوا تھا، وہاں نواب ریاست کا بنگلہ موجود تھا۔ سفید سنگِ مرمر سے بنا، اونچی دیواروں میں گھرا ہوا، جس کے گیٹ پر پرانی طرز کا لوہے کا نشان لگا ہوا تھا، نواب ہاؤس۔ باہر کے درختوں پر لٹکتی زرد بلبوں کی روشنی شام ہوتے ہی چمکنے لگتی تھی۔ گیٹ کے پاس پہرہ دینے والا گارڈ اپنی کرسی پر نیم دراز اونگھ رہا تھا، ہاتھ میں اخبار تھا جو ہوا کے ساتھ کبھی کبھی اس کے چہرے پر آ لگتا۔

بنگلے کے اندر داخل ہوں تو ایک وسیع صحن ملتا۔ بیچ میں لگا نیم کا پرانا درخت جیسے کئی نسلوں کی کہانیاں سمیٹے کھڑا ہو۔ اس کے نیچے تخت پر بچپن میں نواب ریاست کے بچے بیٹھ کر کھیلتے تھے۔ آج وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صرف ہوا کے جھونکوں کے ساتھ سوکھے پتوں کی سرسراہٹ سنائی دیتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گھر کے اندرونی حصے میں چمکتی ہوئی لائٹیں، صوفوں کے سر پر سفید کڑھائی والے کور، دیواروں پر فوجی اعزازات کے فریم، اور ایک بڑی دیوار پر نواب ریاست کی جوانی کی تصویر، وردی پہنے، سینہ تان کر کھڑے، چہرے پر جوانی کی سختی اور آنکھوں میں عزم کی چمک۔

اسی بنگلے کے داخلی دروازے سے میں نواب ریاست اندر داخل ہوئے۔ دروازے سے اندر آتے ہی انہوں نے گھر کی غیر معمولی خاموشی محسوس کی۔ جوتے اتارتے ہوئے ایک لمحہ رک گئے۔ ان کے چہرے پر حیرانی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہال میں لگی بڑی گھڑی کی ٹک ٹک، باورچی خانے سے آتی برتنوں کی ہلکی سی کھنک، اور کہیں دور پنکھے کے گھومنے کی سرسراہٹ کے سوا کوئی آواز نہیں تھی۔

ان کے قدموں کی چاپ جیسے خود اس خاموشی کو توڑنے لگی۔ ان کے دل میں ہلکی سی بے چینی جاگی۔

"حلیمہ سعدیہ کہاں ہو، آواز میں وہی وقار، وہی گہرائی تھی جو برسوں کی محبت سے پیدا ہوئی تھی۔"

چند لمحوں بعد باورچی خانے کے دروازے سے حلیمہ نمودار ہوئیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک تولیہ تھا جس سے وہ ہاتھ خشک کر رہی تھیں۔ دوپٹہ سر پر ذرا ڈھیلا سا تھا، چہرے پر تھکن مگر آنکھوں میں مانوس محبت بھری چمک تھی۔

نواب صاحب نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بچے کہاں ہیں، آج نظر نہیں آ رہے۔ ہر روز ڈیوٹی سے آتے ہی یہی پہلا سوال ہوتا تھا۔"

حلیمہ نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ بتایا کہ تانیہ اور رخسار اپنے کمروں میں ہیں، اور نفیس اور التمش تو سکول سے آتے ہی سو گئے تھے۔

نواب صاحب نے سکون کا سانس لیا۔ چہرے پر ہلکی سی نرمی آئی۔ پھر دھیرے سے بولے، میں نے سوچا آج گھر اتنا خاموش کیوں ہے، لگا جیسے کچھ کمی ہے۔

حلیمہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا، آپ یونیفارم بدل لیں، میں کھانا لگاتی ہوں۔

نواب ریاست کے چہرے پر وقت کی لکیرے صاف نمایاں ہو چکی تھیں۔ بالوں میں چاندی کی چمک تھی، مگر آنکھوں کی روشنی اب بھی جوانی کی طرح تیز اور پُرعزم تھی۔ چہرے پر تھکن کے باوجود وقار کا ایک سایہ ہمیشہ موجود رہتا۔ وہ انسان جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ وطن کی خدمت میں گزار دیا، آج ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنے فرض سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔ صبح سویرے وردی استری کر کے، جوتے چمکا کر وہ دفتر نکل جاتے جیسے اب بھی میدانِ عمل میں ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سب انہیں سمجھاتے، کہ اب آرام کا وقت ہے۔ حلیمہ سعدیہ بھی اکثر کہتیں کہ اب گھر پر رہیں، بچے آپ کے پاس ہیں، آرام کریں، مگر نواب صاحب کا دل نہیں مانتا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ فوج سے ریٹائر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ فرض ختم ہو گیا۔ جب تک سانس باقی ہے، ملک کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا انسان کا قرض ہے۔ ان کے لہجے میں وہی غیرت، وہی سختی جھلکتی جو ان کے رگ و پے میں رچی بسی تھی۔

نواب صاحب نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے قدموں کے نیچے ماربل کا فرش ٹھنڈا اور چمکدار تھا۔ چلتے ہوئے ان کے جوتوں کی ہلکی سی آواز کوریڈور میں گونج رہی تھی۔

فریش ہو کر وہ تھوڑی دیر بعد کمرے سے باہر نکلے۔ حلیمہ سعدیہ نے میز پر کھانا لگا دیا تھا۔ کھانا ہمیشہ کی طرح سادگی مگر وقار سے لگایا گیا تھا۔ سالن کی خوشبو، تازہ روٹیوں کی بھاپ، اور پس منظر میں ٹی وی پر چلتی خبروں کی آواز۔

نواب صاحب کھانا کھانے لگے۔ بچے ابھی تک اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔ نواب صاحب کبھی بھی اپنے بچوں کے آرام میں خلل نہیں ڈالتے تھے۔ اس لیے خاموشی سے وہ اکیلے کھانا کھانے لگ گئے۔ حلیمہ سعدیہ کچن سے اُن کے لیے تازہ چپاتی بنا کر لا رہی تھی۔ میز پر رکھی اور خود بھی نواب صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگیں۔ دونوں میاں بیوی نے کھانا خاموشی سے کھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھانے سے فارغ ہو کر نواب صاحب کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مطالعے کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ یہی ان کا معمول تھا۔ کتابوں میں گم رہنا ان کی عادت بن چکی تھی۔

کچھ وقت گزرا، گھڑی نے سات بجائے۔ باہر فضا میں ہلکی سی نمی چکی تھی۔ کبھی کبھی تو بادلوں کی اوٹ سے بوندا باندی کی ٹھنڈی مہک آتی۔ درختوں کے پتے ہلکے ہلکے ہل رہے تھے، اور بنگلے کے صحن میں روشنی جیسے دھیرے دھیرے دھندلا رہی تھی۔

نواب ریاست اپنے مطالعے کے کمرے میں بیٹھے تھے۔ میز پر کھلی کتاب رکھی تھی مگر نظریں اس پر نہیں تھیں۔ کمرے میں ان کی موجودگی ایک عجب سا سکون پیدا کر رہی تھی — جیسے ہر شے ضبط کے دائرے میں سانس لے رہی ہو۔

دروازے کے باہر کسی کے قدموں کی ہلکی چاپ ہوئی۔ رخسار وہاں کھڑی تھی۔ دروازے کے شیشے سے اندر کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ بیس سالہ رخسار کے چہرے پر

ایک نرم سنجیدگی تھی۔ دوپٹے کا کنارہ وہ اپنے ہاتھوں میں مروڑ رہی تھی، جیسے دل میں کوئی ایسی بات ہو جو زبان تک آتے آتے رک جاتی ہے۔

نواب ریاست نے سر اٹھایا۔ ان کی نگاہوں میں نرمی ابھری۔ رخسار کو دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرائے۔ وہ ان کے دل کا بہت قریب تھی۔ ان کی زندگی میں اگر کسی کے ذکر پر چہرے پر مسکراہٹ آتی تھی تو وہ رخسار ہی تھی۔

رخسار نے قدم اندر رکھے۔ نرم قالین پر اس کے پاؤں کی چاپ دب گئی۔ کمرے میں روشنی کا دائرہ اس کے گرد پھیل گیا۔ اس کے لہجے میں ایک کپکپاہٹ تھی جب اس نے آہستہ سے کہا کہ

ابا، مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

نواب ریاست نے کتاب بند کر کے عینک میز پر رکھی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ ان کے لہجے میں شفقت تھی، جیسے وہ اس جھجک کو فوراً بھانپ گئے ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی وقت دروازہ آہستہ سے کھلا۔ حلیمہ سعدیہ چائے کی ٹرے لے کر اندر آئیں۔ سفید دوپٹہ سر پر تھا، ہلکی سی بھاپ ان کے چہرے کے قریب لہرا رہی تھی۔ انہوں نے میز پر پیالی رکھی، چائے کی خوشبو نے پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ان کی نظریں رخسار پر پڑیں تو چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی۔

"یقیناً آج کوئی بات منوانے آئی ہے، کیونکہ جب رخسار کچھ چاہتی ہے تو ایسے ہی ڈرے سہمے لہجے میں آتی ہے، اور بات منوا کر پھر سے شیرنی بن جاتی ہے۔"

حلیمہ سعدیہ نے چائے میز پر رکھ دی اور خود بیڈ کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی تھیں۔ وہ بیٹھی کب سے رخسار کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھی۔ رخسار کے کچھ نہ بولنے پر وہ خود ہی بول اٹھیں۔

نواب ریاست نے ان کی بات پر ہنسی دبائی۔ اور پھر نرمی سے کہا کہ

"اب تم میری لاڈلی کو ایسے نہ چھیڑو حلیمہ"۔ وہ چائے کی پیالی پکڑ کر رخسار کی طرف دیکھنے لگے۔ حلیمہ مسکرا کر بولیں کہ لاڈلے تو سب ہیں، مگر آپ کی لاڈلی ہمیشہ رخسار ہی رہی۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ التمش سب سے چھوٹا ہے اور سارے ناز اس کے ہیں۔

نواب ریاست کے لبوں پر نرمی سے ہنسی ابھری۔ ان کی نظریں رخسار پر گئیں جو اب بھی خاموش بیٹھی دوپٹے کا کنارہ مروڑ رہی تھی۔ ان کے لہجے میں محبت تھی۔ کہتے ہیں نہ کہ کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی معصومیت سے دل کے قریب ہو جاتے ہیں، رخسار انہی میں سے تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ مجھے سب بچے بہت لاڈلے اور پیارے ہیں۔ لیکن کچھ بچے ہوتے ہیں جو سب سے بڑھ کر عزیز ہوتے ہیں۔ ان کی معصومیت ان کی عادات اتنی پیاری ہوتی ہیں کہ وہ خود بخود ہی لاڈ لیتے ہیں۔ اور رخسار ان بچوں میں سے ہی ہے۔ نواب صاحب رخسار کو دیکھ کر بولیں۔

کافی دیر رخسار خاموش رہی تو حلیمہ سعدیہ بیڈ سے اٹھ گئی۔ میز سے ٹرے پکڑی اور باہر نکلنے کی تیاری کرنے لگی تھی۔

حلیمہ ٹرے اٹھا کر جانے لگیں تو رخسار نے ایک دم ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آواز میں لرزش تھی مگر لہجہ پُرعزم۔ اس نے آہستہ سے کہا کہ امی، آپ بھی رکیں، مجھے آپ دونوں سے کچھ بات کرنی ہے۔

حلیمہ چونک گئیں، ان کے چہرے پر ایک لمحے کو پریشانی کی لکیر کھنچی۔ وہ واپس کرسی کے قریب آئیں۔ نواب ریاست نے کتاب ایک طرف رکھی، رخسار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

ان کے لمس میں باپ کا پیار اور تحفظ تھا۔ رخسار کے دل کی دھڑکن جیسے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ اس کے لب کپکپا رہے تھے۔ باہر سے ایک بوند کھڑکی پر آ گری۔ پھر دوسری۔ اور پھر بارش کے چند قطرے تیزی سے زمین کو چھونے لگے۔

کھڑکی کے شیشوں پر بوندوں کی ٹپک ٹپک، ہوا کے ساتھ ہلتے پردوں کی سرسراہٹ، اور اندر بیٹھے تین لوگوں کے درمیان چھائی خاموشی نے ماحول کو مزید گہرا کر دیا۔

نواب ریاست نے رخسار کے چہرے پر نظر ڈالی۔ ان کی آنکھوں میں سوال بھی تھا اور نرمی بھی۔

رخسار نے گہری سانس لی، نظریں جھکائیں، دوپٹے کا کنارہ مضبوطی سے تھاما جیسے دل کے اندر کوئی بھاری بات ہلچل مچا رہی ہو جو اب باہر آنا چاہتی ہو

رخسار خاموشی سے بیٹھی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں دوپٹے کے کنارے سے ابھی تک کھیل رہی تھیں، جیسے دل کی گھبراہٹ ان انگلیوں میں سمٹ آئی ہو۔ اس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے چمک رہے تھے حالانکہ موسم میں نہ گرمی تھی نہ تپش۔ اس کے لیے یہ صرف بات نہیں تھی، ایک طوفان تھا جو وہ اپنے اندر دبائے بیٹھی تھی۔

نواب ریاست گہری نظر سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں شفقت بھی تھی اور تجسس بھی۔ وہ جانتے تھے، بیٹی کچھ بڑا کہنے والی ہے۔ وہ وہی رخسار تھی جو بچپن میں اپنی ہر خواہش ان سے منواتی تھی، مگر آج اس کے لبوں پر جیسے کوئی بھاری بوجھ رکھا ہو۔

کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے۔

پھر وہ لمحہ آیا، رخسار نے نظریں جھکائیں، سانس بھری، اور جیسے اندر کے طوفان کو ایک جملے میں قید کرنے کی کوشش کی۔

"ابا، میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔"

لفظ بہت سادہ تھے، مگر ان کے گرنے کی آواز اتنی گہری تھی کہ جیسے پورے کمرے کی فضا تھم گئی ہو۔ چائے کی بھاپ رک گئی، بادلوں کی گرج بھی جیسے ٹھہر گئی۔ نواب ریاست کے چہرے پر ایک لمحے کو حیرانی کا سایہ ابھرا۔ ان کی پلکیں ہلکی سی جھپکیں۔

حلیمہ سعدیہ نے جیسے ابھی سنا ہی نہ ہو۔ مگر اگلے لمحے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ اچانک کھڑی ہو گئیں۔ ان کے دوپٹے کا کنارہ کندھے سے پھسلا اور زمین کو چھو گیا۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو رخسار؟ یہ بات کرنے کے لیے تم نے مجھے روکا تھا؟ تمہیں شرم نہیں آتی؟

آواز میں وہی پرانی نسلوں کی سختی، وہی روایتوں کا بوجھ۔ رخسار نے نظریں مزید جھکا لیں۔ آنکھوں کے کنارے کانپے۔ نواب ریاست نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

حلیمہ، رک جاؤ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آواز میں نرمی تھی مگر وزن ایسا کہ پورا کمرہ خاموش ہو گیا۔

انہوں نے آہستہ سے کہا،

"بچے کو ڈراؤ گی تو وہ غلط راستہ اختیار کر لے گا۔ پہلے تحمل سے بات سنو، پھر فیصلہ کرو۔"

حلیمہ کے قدم وہیں رک گئے۔ ان کی سانس تیز تھی، مگر وہ چپ ہو گئیں۔

نواب ریاست نے رخسار کا چہرہ دیکھا۔ ان کے لہجے میں ایک باپ کی وہی شفقت تھی جو ہر خوف کو توڑ دیتی ہے۔

"رخسار، کھل کر بات کرو میری بچی۔"

رخسار نے لرزتی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"ابا، میں کئی دنوں سے آپ کو بتانا چاہتی تھی۔ ہر روز آپ کے کمرے کے دروازے تک آتی تھی، مگر قدم آگے نہیں بڑھتے تھے۔ دل میں سوچتی تھی کہ شاید یہ بات آپ سن کر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناراض ہو جائیں۔ لیکن ابا، میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھانا چاہتی تھی، اس لیے آج ہمت کر کے کہنے آئی ہوں۔ اگر میں خاموش رہتی تو شاید ساری زندگی خود کو ملامت کرتی رہتی۔"

نواب ریاست کے چہرے پر ایک ہلکی سی نرمی آئی۔ ان کی نظریں اپنی بیٹی پر ٹک گئیں۔

"میرا بچہ، پسند کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ ہمیں اکثر کوئی اچھا لگ جاتا ہے۔ اور کالج، یونیورسٹی لیول پر ایسی باتیں تو عام ہیں۔ اور تم نے کوئی غلط قدم اٹھائے بغیر مجھ سے بات کرنا مناسب سمجھا مجھے یہ بات اچھی لگی۔ انسان کے دل میں کوئی بات آجائے تو اسے چھپانے کے بجائے بات کرنی چاہیے۔ اور تم نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا، یہ بات ہی تمہیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔"

حلیمہ کا صبر اب ٹوٹ چکا تھا۔

"آپ ہی کے لاڈ نے بگاڑا ہے اسے۔ میں کب سے کہتی آ رہی تھی کہ یونیورسٹی بھیجنے سے پہلے اس کا رشتہ طے کر دیتے ہیں۔ لیکن نہیں، آپ کو تو میری باتیں پرانی لگتی تھیں۔ دیکھ لیا اب؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نواب ریاست نے سر جھکا کر ہلکی سانس لی۔ پھر دھیرے سے بولے۔

"حلیمہ، بچوں کی بات تحمل سے سننا سیکھو۔ اگر بیٹی اپنی دل کی بات ماں باپ سے کہہ رہی ہے تو یہ اس کے بھروسے کی علامت ہے۔ ہمیں اس پر غصہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ سمجھنا چاہیے۔"

انہوں نے رخسار کی طرف دیکھا۔

بیٹا، تم بتاؤ، وہ کون ہے؟ کیا تمہارے ساتھ پڑھتا ہے؟ یونیورسٹی سے ہے؟

رخسار نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں ابا، وہ یونیورسٹی کا نہیں ہے۔

نواب ریاست کی بھنویں ہلکی سی سمٹ گئیں۔

"تو پھر کون ہے؟ کہاں کا رہنے والا ہے؟ کچھ تو بتاؤ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار کے لب خشک ہو گئے۔ دل کی دھڑکن جیسے پسلیوں سے ٹکرا رہی تھی۔ آواز بمشکل نکلی۔

ابا، وہ ہمارے خاندان کا ہی ہے۔

حلیمہ کا غصہ ایک دم بھڑک اٹھا۔

"ہمارے خاندان کا؟ کون ایسا ہے ہمارے خاندان میں جو رخسار کے قابل ہو گیا کہ اسے دل دے بیٹھو؟ آپ کیوں سن رہے ہیں اس کی یہ باتیں؟"

نواب ریاست نے اب بھی تحمل رکھا۔ چہرے پر سختی آئی مگر لہجے میں وقار قائم رہا۔

"کون ہے وہ، رخسار؟ صاف صاف بتاؤ۔"

رخسار نے نظریں جھکائیں۔ دوپٹے کا کنارہ انگلیوں سے مضبوطی سے پکڑا۔ آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ لب کانپے، اور آخر کار وہ بولی۔

"تایا ابا کا بیٹا۔"

بس اتنا کہنا تھا کہ کمرے کی فضا جیسے پتھر بن گئی۔

بارش کی بوندیں کھڑکی کے شیشے سے ٹکرا کر نیچے بہنے لگیں۔ ہوا کے ساتھ درختوں کی ٹہنیاں جھولنے لگیں،اور نواب ریاست کے اندر جیسے کوئی خاموش دھماکہ ہوا۔

ان کی پلکیں بند ہو گئیں۔ چہرے پر ایک گہری تھکن اتر آئی۔ انہوں نے سر پیچھے ٹیک دیا اور ایک لمبی، بھاری آہ بھری۔ وہ آہ جس میں ایک باپ کی بے بسی،ایک سپاہی کی ہار،اور ایک انسان کا بکھرتا سکون چھپا تھا۔۔ان کو لگا کہ آج ان کی لاڈلی کی وہ یہ پہلی خواہش ہو گی جو وہ پوری نہیں کر سکیں گے۔

رخسار کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔اس نے دھیرے سے کہا،

ابا،کچھ تو بولیں۔

نواب ریاست نے نظریں اٹھائیں۔ان کی آنکھوں میں دکھ کی نمی چمک رہی تھی۔

بیٹا،تم ابھی اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں تھوڑا آرام کرنا چاہتا ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ کا لہجہ بھی بدل گیا۔

ہاں رخسار، تم جاؤ اپنے کمرے میں۔ اس بارے میں پھر بات ہو گی۔

رخسار نے ایک لمحے کے لیے دونوں کو دیکھا۔ دل چاہا کہ کچھ اور کہے، مگر لبوں سے آواز نہ نکلی۔

آنسو گالوں سے بہہ گئے۔ وہ آہستہ سے دروازے کی طرف بڑھی۔ قدموں کی چاپ جیسے کمرے کے سکوت کو کاٹتی ہوئی باہر نکل گئی

وہ کرسی پر بیٹھے سر جھکائے دیر تک خاموش رہے۔

ان کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے تھے، انگلیاں بے چینی سے ایک دوسرے میں الجھی ہوئی تھیں۔

دل کے اندر جیسے کوئی زلزلہ برپا تھا، مگر چہرہ اب بھی سپاہی کی طرح مضبوط، جیسے برسوں کی تربیت اب بھی انہیں ٹوٹنے نہیں دے رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ سعدیہ آہستہ سے نواب صاحب کے پاس آئیں۔ان کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی، مگر غصے اور دکھ کا امتزاج ضرور تھا۔

آواز میں نرمی بھی تھی اور چبھن بھی،وہ نواب صاحب کو کرسی پر بیٹھا دیکھ کر بولیں،

"آج پوری رات جاگ کر ہی کاٹیں گے آپ؟"

نواب صاحب نے سر اٹھایا، آنکھوں میں نمی تھی، مگر انہوں نے جیسے وہ دکھ چھپا لیا۔

تم سو جاؤ حلیمہ، مجھے نیند نہیں آئی۔

حلیمہ نے بے اختیار ایک لمبی سانس لی۔

"نیند آئے گی بھی تو کیسے؟ جس بھائی سے آپ ساری زندگی دور رہے، آج اسی کے بیٹے سے شادی کرنا چاہتی ہے آپ کی لاڈلی۔اگر آپ نے وقت پر اس کا رشتہ طے کر دیا ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔۔ابھی بھی زیادہ دیر نہیں ہوئی، میری نظر میں تین چار اچھے رشتے ہیں،اگر آپ کہیں تو میں کل ہی یہ رشتے والی بات چلاتی ہوں۔تانیہ کا اچھے وقت میں رشتہ کیا ہے نہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تو آج اس کی طرف سے ہم سکون میں ہیں۔ لڑکیوں کا معاملہ ویسے بھی بہت نازک ہوتا ہے نواب صاحب۔"

نواب ریاست نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بس خاموشی سے سنتے رہے۔ جیسے ہر لفظ تیر بن کر ان کے دل میں اتر رہا ہو۔

حلیمہ کہہ رہی تھیں، لیکن نواب صاحب کی سماعت اب جیسے کہیں دور جا چکی تھی۔ وہ سن تو رہے تھے مگر دل کہیں اور تھا، اس شام میں، جب رخسار نے نظریں جھکائے کہا تھا "ابا میں کسی کو پسند کرتی ہوں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جملہ ان کے دل پر نقش ہو گیا تھا۔

نواب ریاست آہستہ سے اٹھے۔ قدم بھاری تھے، جیسے ہر قدم میں صدیوں کا بوجھ ہو۔ حلیمہ نے پیچھے سے پکارا،

اتنی ٹھنڈ میں کہاں جا رہے ہیں؟ کمرے میں رہیں۔

انہوں نے ایک لمحے کو رک کر مڑ کر دیکھا،

"تم آرام کرو حلیمہ۔ میں کچھ دیر چہل قدمی کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ دروازے سے باہر نکل گئے۔

باہر رات پوری طرح بھیگی ہوئی تھی۔ ہوا میں نمی تھی، درختوں کے پتے چمک رہے تھے۔ لان کی گھاس پر بارش کے قطرے چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح لگ رہے تھے۔ ان کے قدم نرم مٹی میں دھنسے جا رہے تھے۔

لان کے بیچوں بیچ وہ بیٹھنے کی جگہ تھی جہاں تین چار کرسیاں تھیں، اوپر شیڈ لگا تھا۔ بارش کی بوندیں شیڈ پر ٹکرا کر ایک مدھم سا نغمہ پیدا کر رہی تھیں۔

نواب صاحب ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔ ان کے سامنے اندھیرا تھا، مگر دل کے اندر روشنی بھی نہیں رہی تھی۔

انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا۔بادل چھائے ہوئے تھے،جیسے قدرت بھی آج ان کے دل کی کیفیت سمجھ رہی ہو۔

ہلکی ہلکی بارش اب بھی ہو رہی تھی۔بوندیں ان کے ہاتھوں پر گر رہی تھیں،مگر وہ انہیں صاف نہیں کر رہے تھے۔شاید وہ چاہتے تھے کہ یہ بوندیں ان کی آنکھوں کے نمکین آنسوؤں کو چھپا لیں۔

دل کے اندر ایک بھاری پن تھا۔ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے ان کے سینے میں پتھر رکھ دیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے آنکھیں بند کیں،ماضی کے کئی مناظر آنکھوں کے سامنے آنے لگے۔

چھوٹی سی رخسار،ان کے کندھوں پر بیٹھ کر چہک رہی ہے۔

پھر وہی رخسار،جوان ہو کر ان کے سامنے نظریں جھکائے کھڑی ہے،اور کہہ رہی ہے،ابا میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔

نواب صاحب کے اندر کچھ ٹوٹا۔

وہ ایک فوجی تھے، دشمن کی گولی کا سامنا کرنے والا دل رکھتے تھے، مگر آج اپنی بیٹی کے الفاظ نے انہیں وہ چوٹ دی تھی جو کسی گولی سے زیادہ کاری تھی۔

یہ چوٹ انا کی نہیں تھی، یہ چوٹ اس محبت کی تھی جس میں انہوں نے کبھی دراڑ آنے نہیں دی تھی۔ بارش تیز ہونے لگی۔ ٹھنڈی ہوا ان کے سفید بالوں میں الجھ رہی تھی۔

ان کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور دھیرے سے بولے۔

یا اللہ، یہ امتحان بھی میری بیٹی کے نصیب میں لکھنا تھا کیا؟

ان کی آواز بھاری، لرزتی ہوئی، ٹوٹی ہوئی تھی۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ لان میں صرف بارش کی آواز باقی رہی۔

رات بیتتی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نواب ریاست اسی کرسی پر بیٹھے سوچتے رہے۔ کبھی رخسار کی ہنسی یاد آتی، کبھی بھائی کا چہرہ جو برسوں سے نہیں دیکھا۔

ان کے دل میں تکرار چل رہی تھی،

ایک طرف باپ کا پیار، دوسری طرف ایک بڑے خاندان کا وقار۔

جب فجر کی اذان ہوئی تو وہ اٹھے۔ ٹانگیں اکڑ چکی تھیں، پھر بھی وہ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے اندر گئے۔ وضو کیا، مصلیٰ بچھایا۔

نماز میں ان کا چہرہ جھکا ہوا، دل لرزتا ہوا، اور زبان پر صرف ایک دعا تھی،

"یا اللہ، میری اولاد کو سیدھا راستہ دکھا، اور مجھے اتنا حوصلہ دے کہ میں ان کے حق میں درست فیصلہ کر سکوں۔"

نماز کے بعد وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑکی کے باہر آسمان ہلکا سا نیلا ہو رہا تھا۔ پرندوں کی آوازیں آنے لگیں۔ مگر ان کے دل پر رات کی تاریکی ابھی باقی تھی۔

آنکھیں بند کرتے ہوئے ان کے لبوں پر صرف ایک لفظ آیا۔

رخسار۔

اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔ نیند نہیں آئی، بس تھکن نے ان پر غلبہ پا لیا تھا۔

(*******)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوپہر کا وقت تھا۔

کراچی کی فضا میں وہی مخصوص سی نمی اور بوجھل سا سکوت پھیلا ہوا تھا۔ دھوپ کھڑکی کے پردوں سے چھن کر فرش پر پڑ رہی تھی۔ کمرے میں ہلکی سی گرمی تھی، یا پھر رخسار کو گرمی لگ رہی تھی۔ پنکھا چل رہا تھا مگر ہوا میں پھر بھی ٹھہراؤ سا تھا۔

رخسار اپنے بستر کے کنارے بیٹھی تھی۔ سامنے پڑا فون اس کے ہاتھ میں تھا، وہ کبھی فون اٹھاتی تھی اور پھر وہ رکھ دیتی۔ پھر اٹھاتی۔ دل میں ایک بے چینی تھی، جیسے ہر لمحہ دل کے اندر کچھ کھٹک رہا ہو۔

بال کھلے تھے، دوپٹے کا ایک سرا کندھے سے پھسل کر گود میں آ گرا تھا۔ چہرے پر الجھن صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کھڑکی کے باہر نیم کے درخت کے پتوں پر دھوپ چمک رہی تھی، جیسے دنیا اپنی چمک میں مصروف ہو اور رخسار کا دل اندھیرے میں ڈوبا ہو۔

آخر کار اس نے فون اٹھایا، اور کال ملا دی۔

دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

دوسری طرف فون بجا، اور پھر وہ مانوس آواز سنائی دی، وہی آواز جس پر دل کبھی سکون پاتا تھا، مگر آج اس آواز کے پیچھے اضطراب چھپا ہوا تھا۔

دوسری طرف سے آواز آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تم نے چچا جان سے بات کی ہے؟

رخسار کی طرف سے تھوڑا توقف ہوا۔ پھر وہ بولی،

ہاں، میں نے کل بات کی تھی۔ رخسار کی انگلیاں کانپ گئیں۔

تو کیا کہا انہوں نے؟

انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ میری بات سنی، خاموش ہو گئے۔ بس اتنا کہا کہ آج بات کریں گے۔ کل کوئی جواب نہیں دیا تھا،

اچھا، تو کیا ردِ عمل تھا ان کا؟ وہ بولا،

پتہ نہیں، وہ بس خاموش ہو گئے تھے۔ شاید حیران ہوئے ہوں، یا شاید انہیں یقین نہیں آیا۔ ابھی تک میرا ان سے سامنا نہیں ہوا۔ رخسار بولی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے گہری سانس لی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی گھبراہٹ تھی۔ کمرے میں ہوا جیسے رک گئی ہو۔ باہر دور مسجد کی اذان گونجی، مگر رخسار کے کانوں میں اس کی آواز کی بازگشت ہی گونج رہی تھی۔

پھر دوسری طرف سے وہ بولا،

"رخسار، میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر والے نہیں مانے تو ہم بھاگ جائیں گے۔"

یہ سنتے ہی رخسار کا دل جیسے رک گیا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے۔ آنکھوں میں حیرت اور غصہ دونوں آ گئے۔

آواز بھاری تھی مگر بھرائی ہوئی،

تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں اپنے ابا کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گی۔

دوسری طرف سے لہجہ سخت ہوا،

شادی کے بعد کیا تم نے اپنے ابا کے ساتھ رہنا ہے؟ تب بھی تو گھر چھوڑنا ہی ہو گا نا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار کی سانسیں تیز ہو گئیں۔ آواز میں لرزش کے باوجود استقامت تھی،

"میں سب کی رضامندی سے شادی کرنے کے حق میں ہوں۔ اگر بھاگ کر شادی کرنی ہے تو تم مجھے بھول جاؤ۔ میں یہ نہیں کر سکتی۔ اور اگر اتنی ہی محبت ہے تو آؤ، میرے گھر والوں کو مناؤ۔"

ایک لمحے کے لیے فون کے اس پار خاموشی چھا گئی۔ وہ تھوڑا تلخ ہنسا، اور پھر بولا،

رخسار، تم جانتی ہو، چچا جان مجھے گھر میں داخل ہونے بھی نہیں دیں گے۔

رخسار کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ آواز بھاری ہو گئی تھی۔

ایسا کیا ہوا تھا دونوں بھائیوں میں، جو ابا آج تک تایا جان سے نہیں ملے؟

اس کے لہجے میں معصومیت بھی تھی، درد بھی۔

وہ بولا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے خود نہیں معلوم۔ جب بھی پوچھتا، ابا کہہ دیتے، کہ چچا جان کو میرے کام سے اختلاف تھا۔

رخسار نے پوچھا،

ایسا کون سا کام کرتے ہیں تایا جان، جس سے ابا کو مسئلہ تھا؟

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ پھر وہ بولا،

مجھے نہیں معلوم۔ کبھی اتنی تفصیل نہیں پوچھی۔

کمرے میں پنکھے کی گھوں گھوں گونج رہی تھی۔ رخسار کی نظریں کھڑکی سے باہر جا چکی تھیں۔

"تم آج چچا جان سے پھر بات کرو، اور پھر مجھے بتانا۔" وہ بولا،

اور تمہارے گھر والے مان گئے ہیں؟ رخسار نے معصومیت سے پوچھا

نہیں ابھی۔ میں ابا کو منا رہا ہوں،

"اگر نہ مانے تو بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچے گا۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا رخسار۔"

رخسار کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ لیکن آواز مضبوط تھی،

"اور میں تمہارے ساتھ بھاگ کر نہیں جاؤں گی۔ میں اپنے ابا کی عزت کو روند نہیں سکتی۔"

دوسری طرف سے غصے بھرا لہجہ آیا،

"تو پھر یہ وعدے، یہ محبت کی باتیں بس یہی تک تھیں رخسار؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم ساتھ دو گی میرا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے گہری سانس لی۔ اس کے لب کپکپا رہے تھے۔

"آواز میں درد تھا، مگر وقار بھی، میں اب بھی پیچھے نہیں ہٹی۔ طریقے سے سب کرو، میں ساتھ ہوں۔ لیکن اگر غلط راستہ چننے کو کہو گے تو نہیں۔ میں تمہارے نام ساری زندگی گزار سکتی ہوں، مگر غلطی کے نام پر نہیں۔"

دوسری طرف سے پھر وہی ضدی آواز،

"کچھ نہیں ہوتا رخسار۔ ایک دفعہ شادی ہو جائے، بعد میں سب مان جائیں گے۔ میں کسی اور کے لیے تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔"

رخسار نے تھکے لہجے میں کہا،

"میں ابا سے پھر بات کر کے دیکھتی ہوں، شام کو کال کرتی ہوں۔"

وہ بولا،

"میں انتظار کروں گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فون بند ہو گیا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔۔ رخسار نے فون میز پر رکھا۔ دل میں ایک ہی دعا تھی،

یا اللہ، میرے ابا کو راضی کر دے، ورنہ میرا دل دو ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔

(*****)

ڈائننگ ایریا میں کھڑکی کے پار دھوپ کسی چمکتی تلوار کی طرح اندر آ رہی تھی، جو میز پر رکھے اسٹیل کے برتنوں سے ٹکرا کر چمک رہی تھی۔ کھانے کی خوشبو فضا میں بسی ہوئی تھی، مگر گھر میں ایک عجیب سا بوجھ تھا، ایک خاموشی جو کسی نے لفظوں میں بیان نہیں کی، مگر سب نے محسوس کی۔

سب کھانے کی میز کے گرد بیٹھے تھے۔ تانیہ بے دلی سے نوالے توڑ رہی تھی، اور رخسار کے چہرے پر وہی سوچوں کی چادر تنی ہوئی تھی جو صبح سے ہٹی نہیں تھی۔

نواب ریاست صاحب میز کے سرے پر بیٹھے تھے۔ وہ بظاہر کھانا کھا رہے تھے، مگر نوالہ ہاتھ تک نہیں جا رہا تھا۔

ان کی نظریں پلیٹ پر نہیں، کہیں خلا میں تھیں۔ جیسے کوئی پرانا منظر ان کی آنکھوں کے سامنے بار بار پلٹ کر آ رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے بھی نوالہ منہ تک لے جا کر واپس رکھ دیا۔ التمش پانی پینے کے لیے گلاس پکڑنے لگا تھا کہ گلاس اُسکے ہاتھ سے ٹکرایا اور پانی چھلک کر نیچے گر گیا،پانی گرنے سے حلیمہ سعدیہ چونک کر بول اٹھیں،

التمش!یہ کیا کیا تم نے؟ہر جگہ پانی گرا رکھا ہے تم نے۔ ٹھیک سے نہیں کھا سکتے کیا۔؟؟

ان کا لہجہ سخت تھا،مگر وہ غصہ التمش پر نہیں،دراصل اندر جمع بیچینی پر اتار رہی تھیں۔

چھوٹا سا التمش بوکھلا گیا،

امی،اتنا بھی پانی نہیں گرا جتنا آپ مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔ ابو دیکھیں نا،امی مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔

نواب ریاست کے کان جیسے تب جا کر کھلے۔ وہ چونک کر پلٹے،اور التمش کو دیکھ کر ان کے چہرے پر پہلی بار ہلکی سی نرمی آئی۔

انہوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا،التمش مسکراتا ہوا ان کی گود میں چلا گیا۔

نواب صاحب نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا،

چھوٹا سا ہاتھ پکڑ کر کہا، چلو، اب بابا کے ساتھ کھانا کھاؤ۔

انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ میں نوالے ڈالنے شروع کیے۔

ان کی آنکھوں میں ایک چمک تھی، مگر چہرے پر تھکن بھی تھی۔

ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس معصوم سے لمحے میں خود کو تسلی دے رہے ہوں، کہ سب کچھ ابھی ٹھیک ہے، ابھی گھر سلامت ہے۔

تانیہ جو خاموش بیٹھی تھی، نوالہ چباتے ہوئے بولی،

ویسے ابا، رخسار اور التمش کو ہی آپ اتنا پیار دیتے ہیں، ہم دو تو جیسے سوتیلے لگتے ہیں۔ کبھی ہمیں اتنا پروٹوکول نہیں ملا۔

نواب صاحب کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ تم سب مجھے بہت عزیز ہو، تانیہ۔

التمش چھوٹا ہے، اس لیے اس کا لاڈ کرنا تو بنتا ہے نہ۔ کیوں، التمش؟

چھوٹے سے بچے نے خوشی سے ہنستے ہوئے کہا،

جی بابا!

نواب صاحب نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں، مگر رخسار چپ رہی۔ اس کے چہرے پر جیسے کوئی چھپا ہوا اضطراب تھا۔

تانیہ نے رخسار کی طرف دیکھا اور طنز سے بولی،

اور رخسار تو بڑی ہے ان دونوں سے، مگر پھر بھی لاڈ سب سے زیادہ اسے ہی ملتا ہے۔

حلیمہ سعدیہ نے فوراً بات کا رخ موڑنے کی کوشش کی۔

تانیہ، چپ کر کے کھانا کھاؤ۔ اور میرے ساتھ بازار جانا ہے بعد میں، کچھ چیزیں لینی ہیں۔

تانیہ نے فوراً منہ بنایا،

"اماں، ملازم کو بھیج دیں، میں نہیں جاؤں گی۔ آپ تو دکانوں پر جا کر بھول جاتی ہیں کہ گھر بھی آنا ہے۔ رخسار کو لے جائیں، اسے ویسے بھی گھومنے پھرنے کا بہت شوق ہے۔"

رخسار نے نظریں اٹھا کر نرمی سے کہا،

"جی امی، میں چلی جاتی ہوں آپ کے ساتھ۔"

حلیمہ سعدیہ نے رخسار کی طرف ایک لمحے کو دیکھا۔ چہرے پر ایک سردی سی آ گئی۔ آواز میں ہلکی سی سختی تھی،

میں ملازم سے منگوا لوں گی، تم رہنے دو۔

رخسار کا دل جیسے ایک بار پھر ڈوب گیا۔ اس نے خاموشی سے نوالہ پلیٹ میں رکھ دیا۔

میز پر کچھ لمحوں کے لیے پھر وہی خاموشی چھا گئی۔ برتنوں کی کھنک، اور درمیان میں پھیلی ایک ایسی خاموش دیوار، جسے کوئی توڑ نہیں پا رہا تھا۔

کھانے کے بعد سب اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے۔

نفیس ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا، تانیہ صوفے پر ٹانگیں پھیلا کر فون دیکھنے لگی، حلیمہ باورچی خانے کی طرف چلی گئیں۔

نواب ریاست صاحب چپ چاپ اپنی چھڑی اٹھائے، سر جھکائے کمرے کی طرف چل دیے۔ رخسار نے انہیں جاتے دیکھا، دل چاہا کہ آواز دے، مگر لب ہل نہ سکے۔

وہ کچھ لمحے ساکت کھڑی رہی، پھر قدم بڑھانے ہی لگی تھی کہ حلیمہ سعدیہ کی آواز گونجی،

رخسار! تم کہاں جا رہی ہو؟

رخسار چونک گئی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ آواز دب گئی

امی، بس ابا سے کچھ بات کرنی تھی۔

حلیمہ نے تیکھے لہجے میں کہا،

""کل جو کہا تھا، کیا وہ کافی نہیں تھا کہ آج پھر انہیں ٹینشن دینے جا رہی ہوں؟

رخسار وہیں رک گئی۔ قدم جیسے زمین میں پیوست ہو گئے۔

نواب ریاست کا دروازہ آہستہ سے بند ہونے کی آواز آئی، اور رخسار کے دل کے دروازے پر ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ سعدیہ فوراً آگے آئیں اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگیں

"رخسار تمہاری وجہ سے تمہارے ابا بہت پریشان ہیں۔ مہربانی کرو، اتنی ٹینشن نہ دو انہیں۔ اس عمر میں کیوں تم اپنے ابا کی دشمن بنی ہوئی ہو؟"

رخسار نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"امی، ایسے ہاتھ مت جوڑیں۔ بس ایک دفعہ ابا سے بات کرنے دیں۔"

دونوں ماں بیٹی نواب صاحب کے کمرے کے باہر کھڑی بات کر رہی تھیں۔ اسی لمحے نواب صاحب نے اندر سے آواز دی،

"حلیمہ، آنے دو اسے اندر۔"

رخسار نے فوراً قدم بڑھایا اور اندر چلی گئی، حلیمہ بھی اس کے پیچھے چلی گئیں، مگر قدموں میں احتیاط تھی، جیسے ہر حرکت پر نظر ہو۔ کمرے میں ہلکی خوشبو اور خاموشی کا ماحول تھا۔ نواب صاحب کرسی پر بیٹھے، رخسار کے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

Clubb of Quality Content

"بیٹھو، رخسار۔"

رخسار کرسی پر بیٹھ گئی، تھوڑی شرم اور تھوڑی بے چینی کے ساتھ۔ نواب صاحب نے آہستہ مگر پر اثر لہجے میں کہا۔

"تمہیں پتہ ہے، رخسار، تم مجھے سب سے زیادہ لاڈلی کیوں ہو؟"

رخسار نے معصوم آنکھیں اٹھا کر پوچھا۔

"کیوں، ابا؟"

نواب صاحب نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

"تم بتاؤ، بیٹی۔"

رخسار نے اپنے نرم لہجے میں جواب دیا

"میں کیسے بتا سکتی ہوں؟ میں نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں۔ مجھے تو بس آپ کا لاڈ ملتا رہا اور میں اسی میں خوش رہی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نواب صاحب نے رخسار کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم بہت معصوم ہو، رخسار۔ تم ابھی نا سمجھی میں ہو۔ تمہیں جو جیسا بولتا ہے، تم اس کی بات مان لیتی ہو۔ کل جو باتیں کیں، وہ بھی نا سمجھی میں کی تھیں۔ مجھے نہیں پتہ وہ تمہیں کیا سنہرے باغ دکھا رہا ہے۔ کیونکہ میں جتنا اس کے باپ کو جانتا ہوں، اس کا بیٹا بھی اسی پر ہی گیا ہو گا۔ تمہیں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے فیصلے پر خود غور کرو۔ اگر میں انکار کر دوں گا تو تم مجھے ہی غلط سمجھو گی، اس لیے خود پرکھو، بیٹی۔"

رخسار نے فوراً کہا۔

"ابا، وہ تایا ابو جیسا نہیں ہے۔ وہ اچھا ہے، بلکہ بہت اچھا ہے۔"

نواب صاحب کی آنکھوں میں سختی اور فکر کی جھلک تھی، مگر وہ نرم لہجے میں سمجھاتے ہوئے بولے۔

"بظاہر اچھا لگنا سب اچھا نہیں ہوتا، رخسار۔ دنیا میں نے دیکھی ہے، اور اپنے بھائی کو کیا میں نہیں جانتا؟ کیوں وہ ہم سے دور رہتا ہے۔ آج تک کبھی ہمارے گھر نہیں آئے۔ یہی وجہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے کہ وہ غلط کام کرتا ہے اور اس کا بیٹا بھی اسی راہ پر جا سکتا ہے۔ میری بچی، تم ابھی نا سمجھ ہو۔"

رخسار نے تھوڑا دھیما ہو کر کہا۔

"ابا، اگر آپ چاہیں تو ایک دفعہ اس سے مل کر دیکھ لیں۔ آپ خود جان لیں گے کہ وہ تایا ابو جیسا نہیں ہے۔"

نواب صاحب نے رخسار کو اپنی طرف کر کے کرسی آگے کرنے کا اشارہ کیا اور اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"بیٹا، زندگی ایک ایسا سبق ہے جو ہر دن ہمیں کچھ نہ کچھ سکھاتی ہے، اور اس کے سب سے اہم اسباق والدین سے ملتے ہیں۔ سنو اور یاد رکھو ماں باپ کی محبت اور تربیت، اگرچہ الگ لگتی ہیں، دراصل حقیقت میں وہ ایک دریا کے دو کنارے ہیں۔ ایک تمہیں تحفظ دیتا ہے، دوسرا سمت۔""

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے توجہ سے سنا، آنکھوں میں تھوڑے سا خوف اور بڑی سی لگن تھی۔ نواب صاحب آگے بڑھ کر بولے،

"اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب اولاد کو حد سے زیادہ لاڈ ملتا ہے، تو وہ ہر خواہش کی تکمیل کا ذریعہ سمجھنے لگتے ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ چاہے وہ جو مانگیں وہ جو چاہیں، ماں باپ کو انکار کا کوئی حق نہیں اور جب کبھی والدین کسی بات سے روکیں تو فوراً یہ گلہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم پہلے جیسے محبوب نہیں رہے۔ اب ہم آپ کے لاڈلے نہیں رہے۔

لیکن اصل محبت وہی ہے جو تمہاری بہتری کے لیے وقت پر انکار کرنے کی ہمت رکھتی ہے۔ ہر سختی، ہر 'نہ'، تمہاری حفاظت کے لیے ہے۔ تمہیں اس دنیا کی سختی سے بچانے کی کوشش ہے دنیا ماں باپ جتنی مہربان نہیں۔ رخسار!!"

"ماں باپ وہ درخت ہوتے ہیں جن کی چھاؤں میں اولاد سکون محسوس کرتی ہے لیکن اگر وہی درخت بارش۔ آندھی اور دھوپ سے نہ بچائیے تو اس کی جڑوں کی مضبوطی کا کیا فائدہ؟؟"

رخسار کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

نواب صاحب نے آہستگی سے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا،

"ہمیشہ صحیح راستہ چنو، رخسار۔ والدین کی نصیحت سب سے قیمتی ہوتی ہے۔

پھر نواب صاحب نے نرم مگر سنجیدہ لہجے میں رخسار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"رخسار!! دنیا بہت بری ہے اور بے رحم بھی۔ یہ صرف ان بچوں کو عزت دیتی ہے جو وقت پر تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ ورنہ لاڈ پیار کے سائے میں پلنے والے ناسمجھ بچے جب دنیا کی تلخ حقیقت سے ٹکراتے ہیں تو انہیں کوئی سہارا نہیں ملتا۔ جو بچے ہر وقت 'ہاں' سننے کے عادی ہو جائیں، وہ ایک دن کسی کی 'نہ' کو برداشت نہیں کر پاتے، اور پھر وہی نازوں میں پلے بچے اس دنیا میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔"

رخسار اپنے ابا کی ہر بات کو دل سے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نواب صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اس کے رخسار کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور آہستگی سے کہا،

""بیٹا! جو فکریں ماں باپ کو راتوں جگاتی ہیں، جن پریشانیوں کو وہ لفظوں میں نہیں ڈھال پاتے، وہ سب صرف تمہارے لیے ہوتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ اکثر بچے ان فکروں کو 'پابندی' کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، دلوں میں بد گمانیاں پال لیتے ہیں، اور یوں ایک مقدس رشتہ فاصلے کا شکار ہونے لگتا ہے۔"

رخسار کی سانسیں تھوڑی تیز ہو گئی تھیں، وہ اپنے دل میں اس بات کو چھان رہی تھی۔ نواب صاحب کی آنکھوں میں مروت اور فکری جھلک تھی۔

"یاد رکھنا رخسار!! ماں باپ کا دل سمندر سے بھی زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ ان کے الفاظ چاہے تلخ لگیں، مگر ان کی نیت میں کبھی زہر نہیں ہوتا۔ اور ایک دن آئے گا جب تم خود ماں بنو گی، تب تمہیں ہر وہ بات، ہر سختی، ہر فکر سچ لگنے لگے گی جو آج شاید تمہیں ناپسند ہے۔ اس دن تمہیں یہ احساس ہو گا کہ دنیا میں سب رشتے مطلب کے ہو سکتے ہیں، مگر ماں باپ کا رشتہ سب سے سچا، سب سے خالص، اور سب سے بے غرض ہوتا ہے"

رخسار نے آہستہ سے کہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابا۔۔۔ میں آپ کو تنگ نہیں کرنا چاہتی، اور نہ چاہتی ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے اذیت ہو۔ لیکن میں اسے بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ صرف ایک دفعہ میرے کہنے پر اس سے مل لیں ... ابا، پلیز۔"

حلیمہ نے رخسار کے قریب آ کر پیار بھری آواز میں کہا

"رخسار!! جب تمہارے ابا تمہیں انکار کر چکے ہیں تو پھر کیوں بضد ہو؟ ہمارے بڑھاپے میں ہمیں فائدہ نہیں دے سکتی تو کوئی پریشانی بھی مت دو۔"

رخسار نے عاجزی اور لگن کے ساتھ کہا۔

"ابا، صرف ایک دفعہ۔۔ میری آخری خواہش سمجھ کر ایک دفعہ میری بات مان لیں۔

نواب صاحب کچھ لمحوں کے لیے خاموش رہے، اپنے دل کی گہرائی میں سوچ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں لاڈ اور فکر کے جملے ایک ساتھ جھلک رہے تھے۔ پھر آہستہ سے بولے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"صرف ایک دفعہ، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ اپنے ابا جیسا ہوا، تو تم وہی کرو گی جو ہم کہیں گے۔"

رخسار کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں، اور وہ فوراً بولی۔

"مطلب، میں اسے گھر آنے کا کہہ دوں؟"

نواب صاحب نے سر ہلایا،

"ہاں، کل شام کو چائے پر بلا لو اسے۔ باقی باتیں اس سے ملنے کے بعد طے ہوں گی۔"

رخسار خوشی سے ابا کے گلے لگ گئی، آنکھوں میں آنسو اور دل میں سکون کے ساتھ۔ تھوڑی دیر گلے لگنے اور رونے کے بعد وہ خوشی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

پھر آپ نے اسکی بات مان لی۔ پتہ بھی ہے سب کچھ جاننے کے باوجود بھی؟؟ حلیمہ سعدیہ رخسار کے جانے کے بعد بولیں،

نواب صاحب خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہے تھے،دل میں اپنے بیٹی کی حفاظت اور اس کے صحیح راستے کی فکر تھی۔

"پتہ ہے،سب کچھ جاننے کے باوجود،اگر میں ابھی منع کر دیتا تو وہ ساری زندگی یہی سوچتی رہتی کہ ایک دفعہ ابا مل تو لیتے۔ملے بغیر ابا کیسے فیصلہ سنا سکتے ہیں۔اور یہ بات ساری زندگی اُسکے دل میں رہنی تھی۔رخسار نادان ہے۔بہتر ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اُس انسان کی اصلیت دیکھے۔میں چاہتا ہوں کہ وقت اور دنیا کے تھپڑ کھانے سے بہتر ہے کہ اپنی غلطیوں سے خود سیکھے،تاکہ اچھے برے کی پہچان ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سوچ کر نواب صاحب نے ڈائری کھولی اور قلم اٹھایا،خاموشی میں اپنے خیالات لکھنے لگے۔

(******)

رخسار بیگم کا کمرہ نیم تاریک تھا۔صرف کھڑکی سے آتی دھیمی روشنی کمرے میں ہلکی سی سائے دار فضا پیدا کر رہی تھی۔بیڈ پر پھیلے بچھونے اور تکیوں کے ساتھ رخسار بیگم کروٹ

لیے لیٹی تھیں۔ان کے ہاتھ چہرے کے پاس تھے،اور آنکھیں بند تھیں،لیکن ان کی سانسوں میں اضطراب اور دل کی بھاری کیفیت محسوس ہو رہی تھی۔انہوں نے لائٹ بند کر رکھی تھی،اور کمرے کی خاموشی میں صرف ان کی خاموش سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔

خان بابا آنٹی کہاں ہیں؟؟رابیل رخسار بیگم کو لاونج میں نہ پاہ کر بولی۔وہ جب سے آئیں تھی رابیل کے آنے سے پہلے وہ لاونج میں موجود ہوتی تھیں۔لیکن آج لاونج میں کوئی بھی نہیں تھا۔رابیل کو فکر ہوئی اور وہ خان بابا سے پوچھنے لگی۔

پتہ نہیں آج صبح سے کمرے میں ہی ہیں۔میں چائے دینے گیا لیکن دروازہ بند تھا اس لیے میں واپس آ گیا۔

طبیعت ٹھیک ہے آنٹی کی؟؟رابیل فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

نہیں پتہ بی بی جی۔۔کمرا بند ہے۔

اچھا چلیں میں دیکھتی ہوں۔رابیل اتنا کہہ کر رخسار بیگم کی خیریت جاننے کے لیے،اُن کے کمرے کی طرف بڑھی۔اس نے دروازہ ناک کیا،مگر کوئی جواب نہیں آیا۔دوبارہ ناک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کرنے پر بھی مکمل خاموشی رہی۔ رابیل کی آنکھوں میں فکر مندی جھلک رہی تھی، لیکن وہ اپنا صبر برقرار رکھتے ہوئے دوبارہ دروازے کے ہینڈل کو پکڑتی ہے اور آہستہ سے دروازہ کھولتی ہے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اندھیرا دیکھ کر وہ لائٹ آن کرتی ہے۔ رخسار بیگم بیڈ پر کروٹ لیے لیٹی ہوتی ہیں، آنکھیں بند، چہرے پر غم کی سائے۔ رابیل نے پکارا،

"آنٹی۔۔۔۔۔ آنٹی"

رخسار بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا، اور رابیل سمجھ گئی کہ وہ شاید تھوڑی دیر کے لیے آرام کر رہی ہیں۔ تھوڑی سوچ کے بعد، رابیل نے کہا،

"چلو، کوئی نہیں۔ جاتے ہوئے مل لوں گی۔

وہ لائٹ بند کر کے باہر چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے میں خاموشی چھا جاتی ہے۔ رخسار بیگم رابیل کے جانے کے بعد آہستہ سے بیڈ سے اٹھیں،، آنکھوں میں آنسو ابھی بھی موجود تھے۔ آج وہ بلکل بھی باہر جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ تھوڑی دیر کھڑکی کے پار کھڑے رہنے کے بعد وہ پھر سے بیڈ پر آ کر لیٹ گئیں اور آنکھیں موند دیں۔

تھوڑی دیر بعد، سرمد رخسار بیگم کے کمرے میں آیا۔ اُس نے دیکھا کہ رخسار بیگم خاموشی سے بیڈ پر کروٹ لیے لیٹی ہیں۔ سرمد نے رخسار بیگم کو سویا ہوا دیکھ کر آواز نہیں دی۔ وہ خاموشی سے کمرے سے نکلا اور نیچے آ کر رابیل کے پاس بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آپ نے جو گفٹ پینٹنگز بنائی ہیں، وہ دکھائیں مجھے۔

رابیل نے جواب دیا،

سر، وہ تو اندر ہیں۔ میں خان بابا کو کہہ کر منگواتی ہوں۔

کچھ لمحوں بعد، خان بابا تمام پینٹنگز باہر لے کر آئے اور رابیل کے کہنے پر سامنے رکھ دیں۔ سرمد کرسی پر بیٹھا، پینٹنگز کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

چلیں،بتائیں، کیا سوچ کر آپ نے یہ پینٹنگز بنائی ہیں؟ مجھے تھیم سمجھادیں۔باقی میں خود فیصلہ کر لوں گا کہ یہ دوبارہ بنے گی یا یہی ٹھیک ہیں۔

رابیل نے تھوڑی جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا،دوبارہ؟

سرمد نے سنجیدگی سے جواب دیا،"جی ہاں دوبارہ۔ مجھے اگر پسند نہیں آئیں گی، تو جن کو میں نے دینی ہیں،انہیں بھی کیسے پسند آئیں گی؟اس لیے میں دیکھوں گا۔اگر مجھے سمجھ آئے گی تو ٹھیک،ورنہ محنت پھر سے کرنی ہوگی۔"

رابیل نے نرم لہجے میں آہستہ سے کہا،زرا ترس نہیں آتا آپ کو؟

چلے،بتائیں اب۔

رابیل نے سمجھانے سے پہلے گہری سانس لی۔ پھر رابیل نے سرمد طرف دیکھتے ہوئے کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سر، تھیم سمجھانے سے پہلے میں یہ کلیر کر لوں کہ میں نے یہ پینٹنگز اپنے کلچر اور ٹریڈیشن کو دیکھتے ہوئے بنائی ہیں۔ زیادہ تر فارنر کو ہمارا کلچر اٹریکٹ کرتا ہے، اس لیے میں نے کوشش کی ہے کہ ان سے ریلیٹڈ کچھ بنایا جائے۔

'اوکے... اب دیکھائیں مجھے۔

رابیل نے خاموشی سے سر ہلایا اور پینٹنگز کی جانب توجہ مرکوز کی۔ رابیل نے ایک ایک پینٹنگ کو دکھاتے ہوئے وضاحت شروع کی،

سر، جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں، میں نے 'صوفی رقص' کا منظر بنایا ہے جو روحانیت اور امن کو ظاہر کرتا ہے۔

سرمد کی آنکھیں پینٹنگ کی ہر تفصیل پر مرکوز تھیں۔

"یہ ہمارے لاہور کی شان، بادشاہی مسجد کا منظر ہے، جو تاریخی اور ثقافتی اہمیت رکھتا ہے۔ شالیمار باغ اور مغل باغات کا فیوژن بنانے کی کوشش کی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد نے ایک پینٹنگ کو تھوڑا سا جھک کر قریب سے دیکھا، رنگوں کے امتزاج اور روشنی کے کھیل پر غور کیا۔ رابیل نے آگے بڑھتے ہوئے مزید پینٹنگز کی وضاحت دی،

"یہ ناردن ایریا چترال اور گلگت کے حسین مناظر ہیں، جو قدرتی حسن کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اونٹ پر سوار صحرائی منظر بلوچستان اور تھر کی ثقافت کو دکھا رہا ہے۔"

""لوک موسیقی میں رباب اور ستار بجائے جا رہے ہیں، یہ ہمارے لوک کلچر کی نمائندگی کرتا ہے۔

"کلاسیکل آرٹ میں پاکستان کے دیسی کلچر کو پیش کیا۔ کالاش ویلی کا رنگین کلچر میں نے ایسے منظر میں بنایا ہے کہ دیکھنے میں خوشی ہو۔"

"قدیم لاہور کی گلیاں اور بازار شہری زندگی کی جھلک اور رومانوی مناظر دکھاتے ہیں۔"

"یہ اسلام آباد کے کچھ حسین منظر شکر پڑیاں اور فیصل مسجد کو بنایا ہے۔""

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پاکستان ایک خواب کی تعمیر اس میں میں نے نیلا آسمان، پہاڑ اور روایتی لباس کو فن کو شامل کیا ہے"

"ثقافت سے فطرت تک اس میں میں نے اسلام آباد کی روایت اور مارگلہ ہلز کو ایک منظر دینا چاہا ہے۔"

"اور یہ نقشِ پاکستان میں میں نے سندھ کی اجرک، پنجاب کا کھیت اور پہاڑی علاقے کو بنایا ہے۔"

آرٹ آف ہا سپیٹیلٹی میں، چائے کے خوبصورت منظر کو اپنے رنگوں میں رنگا ہے میں نے، اور باقی میں نے کچھ پرندے بنائے ہیں جو قومی اور قدرتی ورثہ کو ظاہر کر رہا ہے۔

یہ بارش میں رکشہ اور ٹرک کا منظر جو کہ دیکھنے میں ہی ایک اولڈ سکول کلچر کی وائب دیتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور یہ لاسٹ کی تین پینٹنگز میں میں نے کچھ کو گاؤں کی زندگی میں اتارا ہے کسان کی محنت اور وہ ساری جدوجہد دیکھائی ہے۔

اور باقی میں نے شہر کی ایڈوانس روبوٹ لائف پہ بنایا ہے

"یہ آئیڈیاز آپکے ہیں یا گوگل کیا ہے سب؟؟"سرمد ساری پینٹنگز کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"سر گوگل سے پہلے انسان کے پاس دماغ آیا تھا۔اور جب شوق جذبہ بنتا ہے تو پھر گوگل سے نہیں بلکہ دل اور دماغ کا سہارا لیا جاتا ہے۔اور میں نے بھی اپنے شوق کو ایک جاب کی نظر سے نہیں بلکہ اپنے جذبے کی نظر دے کر یہ سب بنایا ہے۔رابیل پینٹنگز سے پیچھے ہٹ کر بولی۔"

سرمد نے ساری پینٹنگز کو غور سے دیکھا،وہ ساری قابلِ تعریف تھیں۔سب دیکھنے کے بعد سرمد نے سرسری سا کہا،

اوکے۔

سرمد کے اوکے نے رابیل کو اداس کر دیا تھا۔ رابیل کی آنکھوں میں جھلستی اداسی اور دل میں چھپی چھوٹی سی مایوسی واضح ہوئی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اتنی محنت کے بعد بھی صرف ایک "اوکے" سننا... جیسے اس کی پوری جان، اس کا جذبہ، اور دن رات کی محنت کسی ایک لفظ میں سمٹ گئی ہو۔

رابیل نے سرمد کی طرف دیکھا اور ناگواری سے کندھے اچکا کر کہا،

صرف اوکے؟؟؟

"تو کیا میں اس پر ایوارڈ دوں؟ فارنر کو پسند آئے گی تب ہی فیصلہ ہو گا کہ آپ کا شوق اور محنت کامیاب ہوئی یا نہیں۔ سرمد نے سنجیدگی سے کہا، وہ رابیل کے چہرے پر اوکے کا سن کر ناگواری دیکھ چکا تھا۔"

"انسان کا پرسنل انٹرسٹ بھی ایک چیز ہوتی ہے۔ میں نے اتنی محنت سے یہ کام کیا آپ تعریف کھل کے کر سکتے ہیں۔ جس طرح آپ نقص نکالنے میں پورے قصیدے سناتے ہیں تعریف کرنے میں کیا ہی ہو جائے گا؟ رابیل کو حیرت ہو رہی تھی۔"

"دیکھیں مس کلمبیل، میرے نزدیک وہی کام اچھا ہوتا ہے جو پرفیکٹ نظر آئے۔ اور ہر پرفیکٹ کام تعریف کے قابل ہوتا ہے۔ سرمد کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا،"

رابیل نے تھوڑا سا قدم پیچھے ہٹ کر، گہری سانس لیتے ہوئے کہا،

""تو کیا میری پینٹنگز تعریف کے قابل نہیں؟ یا یہ اتنی پرفیکٹ نہیں کہ آپ دو لفظ تعریف نکال دیں؟ ہر محنت کرنے والے کو داد چاہیے، تاکہ اگلی دفعہ وہ اور بھی جذبے سے اور لگن سے کام کرے۔"

"خیر آپ سے کیا گلہ کرنا میں بھول گئی تھی کہ میں اگر اچھی بناؤں یا بری مجھے یہی اوکے سننے کو ہی ملنا تھا۔ رابیل کا دل واقعی ہی ٹوٹ گیا تھا کیونکہ جو محنت کرتا ہے وہ اس لیے تو کرتا ہے کہ اس کو سراہا جائے اسکو اسکی قابلیت پر داد دی جائے تاکہ اگلی دفعہ وہ اور بر جوش ہو کر اور لگن سے کام کرے۔"

"صائم کل یہ پینٹنگز فارنر کو بھیج دے گا اور ایک ہفتے کے اندر آپ کو آپ کی قابلیت کا تمغہ مل جائے گا۔ پھر آپ اس کو سیلیبریٹ کر لینا۔ جو چیز میری نہیں ہوتی، میں اس پر حق جتانا

ضروری نہیں سمجھتا۔ یہ پینٹنگز بیشک آپ میرے کہنے پر بنا رہی ہیں، لیکن یہ تحفہ کسی اور کا ہے۔ وہی آپ کو بہتر بتا سکتے ہیں کہ اچھی بنی ہے یا بری۔"

سرمد اندر جانے کے لیے پول سائیڈ سے آگے بڑھا جب رابیل نے سرمد کے پیچھے کھڑی ہو کر آہستہ سے کہا،

"کمال صرف اللہ کی ذات کا خاصہ ہے۔ اس کی ذات بے عیب ہے، مکمل ہے اور ہر نقص سے پاک ہے۔"

"ہم انسان مٹی سے بنے، سانس سے جڑے، کبھی خواہشوں میں بکھرے، اور کبھی جذبات میں گم۔ ہم سب میں کہیں نہ کہیں کمی، خامی، یا کمزوری چھپی ہوتی ہے۔

"اور یہی ہماری حقیقت ہے۔ زندگی کی اصل خوبصورتی بھی یہی ہے۔

سرمد نے رخ بدل کر رابیل کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ قدر کی جھلک تھی، رابیل پھر بولی،

"اگر آپ نے اپنے اندر روشنی پیدا کی ہے، خود کو بہتر بنایا ہے، سنوارا ہے، تو یہ آپ کی ریاضت ہے۔ لیکن اگر آپ ہر انسان میں وہی کمال تلاش کریں گے، تو زندگی ایک نہ ختم ہونے والا انتظار بن جائے گی۔"

"انسان کمال کا پتلا نہیں، محبت، معافی اور برداشت کا آئینہ ہوتا ہے۔ رشتے ان خوبیوں سے نہیں بنتے جو ظاہری طور پر نظر آئیں، بلکہ ان خامیوں کو گلے لگانے سے چلتے ہیں جنہیں باقی دنیا ناقدری سے دیکھتی ہے۔"

اور ایک آپ کو فری میں ایڈوائس دینا چاہوں گی جو آپکی پرسنل لائف میں آپ کے کام آئے گی، مجھے پتہ ہے میں آپ کو بتانے کا یا سنانے کا کوئی حق نہیں رکھتی، لیکن میں آپ کو آئینہ ضرور دکھانا چاہتی ہوں۔ اگر کبھی زندگی میں آپ کسی کے ساتھ آگے بڑھے تو یہ بات یاد رکھنا!!

"کسی کو چاہنا، اُس انسان کے کمتر لمحوں میں اس کے ساتھ کھڑا ہونا ہوتا ہے، نہ کہ صرف اس وقت اُس کا ساتھ دینا جب وہ 'بہترین' ہو۔"

"اپنے دل کا آئینہ پر فیکشن کی گرد سے صاف کریں اور دیکھیں زندگی کتنے سچے، خالص اور اچھے رشتوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اکثر مثالی کی تلاش میں ان حقیقی لوگوں کو کھو بیٹھتے ہیں جنہوں نے خاموشی سے محبت کی ہوتی ہے، جو شاید لفظوں کے بادشاہ نہیں، لیکن دل کے سچے ہوتے ہیں۔"

"جو صرف کامل چاہتے ہیں وہ اکثر مکمل خالی رہ جاتے ہیں، اور جو خامیوں میں بھی حسن تلاش کرنا سیکھ لے وہی اصل محبت کے قابل بنتا ہے۔"

کل کو آپ اپنی پرسنل لائف میں آگے بڑھیں گے تو ان باتوں پر ذرا غور کر لیجیے گا،

رابیل کے لہجے میں ایک نرم لیکن مضبوط جذباتی ہلچل تھی۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور سرمد کی موجودگی نے لمحے کو ایک سکون اور کشمکش کا مرکب بنا دیا تھا۔

سرمد نے رابیل کے قریب آ کر، تھوڑا سا جھکتے ہوئے، صاف اور پر اثر انداز میں کہا

"یہ آپ کون سی بات کو کدھر لے گئی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کچھ لمحے کے لیے خاموش رہی۔اس کے دل میں سرمد کی پر فیکشن والی عادت سے جھنجھلاہٹ بھی تھی، مگر وہ اسے لفظوں میں بدلنے سے پہلے سوچ رہی تھی۔ پھر آہستہ اور صاف لہجے میں بولی۔

"میں نے آپ کو زندگی کی حقیقت بتانا چاہی ہے۔اگر آپ کا رویہ ایسا ہی رہا، تو آپ ساری زندگی تنہا رہ جائیں گے۔اور تنہا انسان کی کوئی زندگی نہیں ہوتی۔"

"میں نے آپ سے مشورہ نہیں مانگا،اور نہ آپ کو مجھے سیکھانے کا کہا ہے۔ آپ نے اگر کام کر لیا ہے تو جا سکتی ہیں۔اور مجھے سیکھانے سے بہتر ہے آپ خود سیکھیں۔باقی پراجیکٹ کی انفارمیشن میں آپ کو میل کر دوں گا۔لیکن آج آپ جا سکتی ہیں۔"

سرمد نے ایک لمحے،خاموشی سے اس کے آنکھوں میں دیکھا۔پھر آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے،اندر کی طرف بڑھا اور اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

رابیل نے کچھ دیر وہیں کھڑی رہ کر پینٹنگز کو ایک بار پھر دیکھا،رنگوں کی گہرائی میں چھپی کہانیوں کو محسوس کیا،اور پھر خاموشی سے اپنا بیگ اٹھایا،اور گھر کے لیے نکل گئی۔

(*****)

سرمد اپنی سوچوں میں گم تھا۔ رابیل کی باتیں اس کے ذہن پر بار بار گونج رہی تھیں، اور دل میں ایک عجیب سا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اپنے کمرے سے اٹھ کر رخسار کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ دروازے پر آ کر تھوڑی دیر رکا، پھر آہستہ آہستہ اندر گیا۔

ممی! ممی! آج آپ کمرے سے باہر نہیں آئیں، سرمد نے نرم آواز میں کہا، لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ وہ خاموشی میں رخسار کے بستر کے کنارے بیٹھ گیا۔

رخسار نے سرمد کی موجودگی محسوس کی اور دھیرے سے اٹھ کر بیٹھ گئیں

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ اداس لگ رہی ہیں آپ؟ سرمد نے ان کی آنکھوں میں دیکھ کر فکرمندی سے پوچھا۔"

رخسار نے ایک گہری سانس لی اور کہا،

"نہیں سرمد، کل رات شاید نیند پوری نہیں ہوئی تھی، اس لیے آج دوپہر کو سو گئی۔"

سرمد نے تشویش بھری آواز میں کہا، "اگر طبیعت ٹھیک نہیں تو میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہوں۔"

"نہیں سرمد، میں ٹھیک ہوں،"

رخسار نے مسکراتے ہوئے کہا، لیکن ان کی آنکھوں میں ہلکی سی اداسی چھپی ہوئی تھی۔

سرمد نے اپنا سر رخسار کی گود میں رکھ کر کہا،

"ممی، آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

رخسار نے سرمد کے سر کو سہلاتے ہوئے کہا، ہاں پوچھو، کیا بات ہے؟

سرمد نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد کہا، ممی، کیا میں برا انسان ہوں؟؟

رخسار نے حیرت سے کہا، یہ کیسا سوال ہوا سرمد؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد نے پھر پوچھا،بتائیں نہ؟

رخسار نے نرم لہجے میں کہا،

"نہیں سرمد، تم تو بہت اچھے ہو۔"

سرمد نے اداسی سے کہا،

"میں اچھا انسان نہیں ہوں کیا؟"

رخسار نے سرمد کے بال سہلاتے ہوئے کہا،

"تم بہت اچھے انسان ہو۔ لیکن آج تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو مجھ سے؟"

سرمد نے اپنے دل کی گہرائی سے کہا،

"بس،ایسے ہی دل کیا پوچھنے کو۔ کیا اکیلا انسان زندگی نہیں گزار سکتا؟ کیا زندگی گزارنے کے لیے ہمسفر،ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے؟؟"

رخسار بیگم یہ سن کر خاموش ہو گئیں، آنکھوں میں ایک نرمی سی چھا گئی۔

سرمد نے نرم لہجے میں کہا،

"آپ بھی تو زندگی گزار رہی ہیں نہ، تو پھر میں اکیلے زندگی کیوں نہیں گزار سکتا؟"

"میرے پاس تو تم ہو، تمہارا ساتھ ہے اور مجھے کیا چاہیے۔ تو تمہارے ہوتے ہوئے میں اکیلی کیسے ہوئی؟"

"تو پھر ایسے تو آپ بھی میرے پاس ہیں تو پھر مجھے کسی اور کی کیا ضرورت؟؟"

رخسار نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

"سرمد، کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہم اس انسان سے کرتے ہیں جو ہمارے دل کے بہت قریب ہوتا ہے، جو ہمارے لمحوں کا ساتھی ہوتا ہے، ہمارا ہمسفر ہوتا ہے۔ ہر بات بچے والدین سے نہیں کرتے۔ کچھ باتیں وہ اپنے دوستوں سے کرتے ہیں اور کچھ اپنے ساتھی سے۔ تمہارے تو کوئی دوست بھی نہیں، اس لیے تمہیں ایک اچھے ہمسفر کی ضرورت ہے۔"

سرمد نے نظریں چراتے ہوئے کہا،

"لیکن ممی، میرے پاس تو کوئی بات نہیں ہے شئیر کرنے کو۔ میں ہر بات آپ سے شئیر کر سکتا ہوں۔"

رخسار نے بے اختیار کہا،

"لیکن تم کرتے نہیں۔"

سرمد نے آنکھیں نیچی کر لیں اور کہا،

"ساری باتیں شئیر کرتا ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے نرمی سے کہا،

"لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم شادی کر کے اپنی زندگی میں خوش رہو، بس۔ اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔"

شادی کی بات سن کر سرمد نے مزید کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

""آپ آرام کریں، ممی، اتنا کہہ کر اُس نے بات ہی بدل دی۔

رخسار بیگم آج خود بہت اداس تھی اسلیے انہوں نے سرمد سے مزید کوئی سوال جواب نہیں کیا۔

سرمد نے رخسار بیگم کی گود سے سر اٹھایا،انہیں بیڈ پر آرام سے لٹایا۔لائٹ آف کی۔

اور اپنے کمرے میں واپس آ گیا،ور رابیل کی بات کو سوچتا رہا۔زیادہ سوچنے سے اس کا سر درد کرنے لگا۔وہ کمرے کی تمام لائٹس بند کر کے بستر پر لیٹ گیا اور خاموشی سے رات کی تاریکی میں اپنے خیالات میں کھو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(*****)

رابیل نماز سے فارغ ہو کر خاموشی سے بی جان کے پاس بیٹھی،لیکن اس کے چہرے پر اداسی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔آج اس کی محنت کی قدر نہیں کی گئی تھی،اور یہ خیال اس کے دل کو چبھ رہا تھا۔

بی جان، جو دن بھر ڈوپٹہ بنانے کی مشقت میں مصروف رہتی ہیں، تھکن سے چُور ہو کر بستر پر لیٹ گئی تھیں۔ رابیل نے آہستہ سے بی جان کی جانب دیکھا اور نرم لہجے میں بولی،

بی جان،!!

بی جان نے نرمی سے رابیل کی طرف دیکھا اور کہا،

""رابیل!! آج میں بہت تھکی ہوں۔ کل بات کریں گے، ابھی تم سو جاو۔

بی جان!!، تھوڑی دیر بات تو کر لیں۔ رابیل نے بی جان پر جھکتے ہوئے پیار سے کہا،

"جب تم خود کام سے تھک کر آتی ہو، تو فوراً سو جاتی ہو، اور آج جب میں تھکی ہوئی ہوں تو مجھے سونے نہیں دے رہی تم۔ بی جان نے مسکراتے ہوئے تھکن بھرے لہجے میں کہا۔"

بی جان!!" رابیل نے بی جان کا بازو ایک طرف کیا اور خود اُس بازو پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔"

بی جان کو پتہ تھا کہ بات کیے بغیر یہ رہے گی نہیں اس لیے بی جان بولی،

"ٹھیک ہے، تم بات کرو۔ لیکن اگر میں دورانِ بات سو گئی تو مجھے مت جگانا، اپنے سارے سوال کل پوچھ لینا"

"آپ کو میں سونے نہیں دوں گی۔"

اور پھر اس نے اپنے دل کی بات شروع کی، جو کہ اتنی گہری اور دل کو چھو لینے والی تھی کہ لمحہ بھر کے لیے کمرہ خاموشی کی لپیٹ میں آ گیا۔

بی جان!! مجھے وہ لوگ بہت پسند ہیں، جو دوسروں کی کمزوریوں پر قہقہہ نہیں لگاتے۔

"جو چہروں میں چھپے درد کو لفظوں میں لائے بغیر سمجھ جاتے ہیں۔ مگر وہ درد اپنی زبان کی زینت نہیں بناتے۔ مجھے وہ لوگ اچھے لگتے ہیں جو محفلوں میں چراغ بن کر چمکتے ہیں، مگر کبھی کسی کی روشنی چھین کر خود روشن نہیں ہوتے۔"

"جو جانتے ہیں کہ ہر انسان ایک کتاب ہے، اور ہر کتاب کو آواز میں نہیں، خاموشی سے پڑھا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی موجودگی سے تسلی دیتے ہیں اور زبان سے کبھی دل پر زخم نہیں رکھتے۔"

"جو جانتے ہیں کہ کبھی کبھار ایک تلخ لفظ کسی کی پوری زندگی کو بے رنگ کر سکتا ہے۔"

"مجھے وہ لوگ عزیز ہوتے ہیں جو عزت کے بغیر دوستی نہیں کرتے، جو محبت کو اظہار سے نہیں بلکہ سلوک سے ثابت کرتے ہیں۔"

"جو جانتے ہیں کہ خودداری کو قربانی کا نام دینا ظلم ہے، اور رشتے تب ہی خوبصورت ہوتے ہیں جب دونوں جانب دل ہو۔"

"مجھے وہ لوگ بہت پسند ہیں، جو خاموش رہ کر بھی سب کچھ کہہ جاتے ہیں، جن کے کردار میں سکون ہوتا ہے، اور جن کی خاموشی بھی تسلی دیتی ہے۔"

بی جان کی کسی قسم کی بھی آواز نہ آنے پر رابیل نے بی جان کو پکارا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

'بی جان۔۔۔۔بی جان

لیکن بی جان سو چکی تھیں۔رابیل نے ان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

پھر اس نے دھیرے سے کہا

بی جان!!

"ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔مگر دل کی سب سے خوبصورت جگہ پر رہتے ہیں،اور میرے دل میں سب سے خوبصورت جگہ پر آپ رہتی ہیں۔"

رابیل نے یہ کہہ کر،خاموشی سے بیڈ کی دوسری طرف کروٹ لی،اور سرمد کے سرد رویہ کے بارے میں سوچنے لگی۔۔

(*****)

عدالت کا ہال انسانی ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔رپورٹرز کی کیمرے کی روشنیں،قلم اور نوٹ پیڈ کی کھنکھناہٹ،اور فائلوں کے سرسراہٹ کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھیں۔وکلاء اپنے

مؤکل کے حق میں دلائل دے رہے تھے، ہر کوئی اپنی جگہ پر گھبراہٹ اور جوش کے مرکب میں مشغول تھا۔

سرمد اپنے وکیل کے ساتھ کمرہ عدالت کے درمیانی راستے سے آرہا تھا۔ وکیل صحافیوں کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے، مگر سرمد کی آنکھیں سامنے کی فائلوں اور فیصلے کی فضا سے بالاتر، ایک پرسکون مگر متفکر چمک لیے ہوئے تھیں۔

کمرہ عدالت کے ایک کونے میں رمیز کھڑا تھا، خاموش، پرسکون، مگر اندر سے ابل رہا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا، جیسے کسی تیز دھار چھری کے نیچے ہو، مگر ہر حرکت میں ایک چالاکی چھپی تھی۔

عدالت کے فیصلے کے اعلان کے بعد، جیسے ہی سرمد باہر جانے والا تھا، رمیز اپنے قدم آہستہ آہستہ بڑھاتا ہے اور اچانک سرمد کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ لمحے کی خاموشی۔ ہر کوئی سانس روکے، فضا میں بجلی کی چمک کی طرح کشیدگی محسوس ہو رہی ہے۔

رمیز دھیمی، زہر بھرے لہجے میں بولتا ہے

زمین تمہیں مل گئی، مگر زمین کا بادشاہ اب بھی میں ہوں۔

یہ مت سمجھنا کہ کاغذ کے فیصلے تخت بدل دیتے ہیں

سرمد پرسکون مگر دبے ہوئے طنز کے ساتھ آنکھیں مرکوز کر کے جواب دیتا ہے

"بادشاہ تم نہیں ہو، تم تو بس لوگوں کے لیے خطرہ ہو۔

ہر قبضہ گروپ، ہر غیر قانونی کام میں تمہارا نام سب سے پہلے آتا ہے۔"

جسے تم بادشاہی کہتے ہو، وہی تمہارے گلے کا طوق ہے۔

وقت آنے پر تمہیں حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

"آج تمہیں قانون نے تمہاری اوقات دکھائی، اور وہ زمین جو تم نے غرور سے چھینی، میں نے وقار کے ساتھ واپس لی ہے۔"

رمیز تلخ مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور جواب دیا

بس یہی غلطی کرتے ہو تم لوگ، کیس جیتنا تمہارے لیے جنگ جیتنے کے مترادف ہے۔

لیکن کھیل ابھی بھی میرے قوانین کے مطابق چلے گا۔

عدالت کے باہر کا کھیل، ابھی بھی میرا ہی ہے۔"

سرمد ایک قدم قریب آتا ہے، آنکھوں میں غصہ اور عزم کے ساتھ بولا،

"میرے راستے میں آنے والے تمہارے ہر غلط قدم پر میں ہوں۔

تمہاری ہر چال کا قانونی جواب تیار ہے۔

اب تمہیں اندھیرے میں نہیں کھیلنے دوں گا۔

تمہارا ہر سایہ، ہر جعلی کمپنی، ہر فرنٹ مین میری فہرست میں شامل ہے۔"

رمیز جھک کر سرگوشی کرتا ہے، جیسے چالاکی سے سرمد کی توجہ کو پرکھ رہا ہو

"کیا پتہ، جنگ ذاتی ہو جائے۔ تم میرے ارادوں کو نہیں جانتے، تم مجھے دیکھ کر فیصلہ کر رہے ہو۔

میرا مقصد میرا کھیل ابھی باقی ہے۔

اگر جنگ ذاتی ہوئی، تو میں صرف تمہیں نہیں، تمہاری جڑیں بھی کھود دوں گا۔"

سرمد کی آنکھیں تیز روشنی میں جل رہی ہیں، آواز میں سرد عزم

"میرا ہر وار تمہارے ہر قدم پر تیار ہے۔ تمہیں غلطی کا موقع نہیں دوں گا۔"

رمیز ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پیچھے ہٹتا ہے، اپنے کورٹ کو درست کرتا ہے اور دھیمی مگر واضح آواز میں بولتا ہے

"چلو۔۔۔ کھیل شروع ہوا چاہتا ہے، ہیرو صاحب۔

اور ایک بات۔۔۔ جنگ وہ نہیں جو تم لڑتے ہو، جنگ وہ ہے جو میں ختم کرتا ہوں۔"

سرمد کی نظر رمیز کے پیچھے تک جاتی ہے، جیسے جانتا ہو کہ یہ صرف پہلی فتح ہے، اصل جنگ ابھی باقی ہے۔

(******)

شام کے سائے آہستہ آہستہ نیلے آسمان پر اتر رہے تھے۔ شہر کی سڑکوں پر روشنیوں کا جال بچھ چکا تھا۔ سرمد اپنے وسیع و خوبصورت روم میں آئینے کے سامنے کھڑا اپنے تھری پیس نیوی بلو سوٹ کی کالر درست کر رہا تھا۔ سلک کی ہلکی سی چمک لیے ہوئی ٹائی، کلائی پر چمکتی ہوئی عالیشان گھڑی، اور چمڑے کے پالش شدہ آکسفورڈ شوز سب کچھ اس کے باوقار اور پروفیشنل انداز کو مزید نکھار رہے تھے۔

صائم نے سرمد کو کال کی۔

سر، سارے مہمان پہنچ چکے ہیں، میڈیا بھی سیٹ ہو گیا ہے۔ صرف آپ کا انتظار ہے۔

سرمد نے آئینے میں اپنی جھلک کو آخری بار دیکھا، اور گھر سے نکل گیا۔

آرٹ گیلری گویا خوابوں کی دنیا میں بدل چکی تھی۔ سفید اور نیلے رنگ کی تھیم نے پورے ہال کو ایک شاہانہ مگر پرسکون احساس دیا تھا۔ دیواروں پر لٹکی ہوئی جدید مصوری کے نمونے، نازک روشنیوں کی چھاؤں میں جیسے سانس لے رہے تھے۔

مہمانوں میں فنکار، میڈیا کے نمائندے، نوجوان اسٹوڈنٹس اور معزز شخصیات شامل تھیں۔ ماحول میں ایک خاص وقار، ایک تخلیقی جوش کی لہر تھی۔

دروازے کے باہر ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو آ کر رکی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا تو فلیش لائٹس کی بارش ہونے لگی۔

سرمد نے قدم باہر رکھا، نیوی بلو سوٹ میں ملبوس، چہرے پر سنجیدگی مگر تبسم کی نرمی، جیسے خود اعتمادی کی علامت ہو۔

ہال کے اندر موجود مہمانوں کی نظریں ایک لمحے کو تھم گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ غیر ملکی مہمان دھیمی آواز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہہ اٹھے،

Mr Sarmad Sikander Qureshi who owns this entire space.He has real class and charm

سرمد نے دروازے سے داخل ہو کر ہر طرف مسکراتے چہرے دیکھے، سر ہلایا، چند لوگوں سے مصافحہ کیا، اور پھر سیدھا اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد جب تمام مہمان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے، میڈیا کے کیمرے تیار ہو گئے، تو کیبن دروازہ کھلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد کے قدموں کی آہٹ کے ساتھ ہال پر ایک لمحے کے لیے مکمل خاموشی چھا گئی۔ روشنیوں کا مرکز اس پر جم گیا۔

رابیل، جو اس وقت گیلری کے ایک کونے میں کھڑی سجاوٹ کو آخری بار چیک کر رہی تھی، چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سرمد نے مائیک تھاما۔

اس کی آواز میں ایک مخصوص گہرائی تھی، جو دلوں کو چھو جائے۔

"لیڈیز اینڈ جینٹل مین!

آج کی شام صرف ایک تقریب نہیں، ایک احساس ہے۔

The Celebration of Courage, Creativity, and Commitment

میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ میرے ادارے کے وہ اسٹوڈنٹس، جنہوں نے کچھ ماہ پہلے صرف خواب دیکھنے شروع کیے تھے، آج اس مقام پر ہیں جہاں ان کے خواب، ان کے رنگ، ان کا آرٹ، خود بول رہا ہے۔

It's not just art, it's vision. And vision needs a platform. That's what we're trying to provide here

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہال تالیوں کی گونج سے بھر گیا۔ کیمرے مسلسل سرمد پر مرکوز تھے۔

کچھ لمحوں بعد سرٹیفیکیٹ تقسیم کرنے کا مرحلہ شروع ہوا۔

گیلری کے پچھلے حصے میں ایک خوبصورت گوشہ تیار کیا گیا تھا، سفید اور نیلے پھولوں کی خوشبو سے مہکتا ہوا۔ سرمد ایک ایک اسٹوڈنٹ کو نام لے کر بلاتا، مسکراتے ہوئے سرٹیفیکیٹ دیتا، اور ان کی حوصلہ افزائی کے چند الفاظ کہتا۔ میڈیا کے کیمرے ہر لمحہ قید کر رہے تھے۔

رابیل بھی ساتھ کھڑی چند اسٹوڈنٹس کو سرٹیفیکیٹ دے رہی تھی، ان کے چہرے پر فخر اور شکر گزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہر طرف خوشیوں کی ہلکی ہلکی چمک پھیل گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد مہمان ڈنر کی طرف متوجہ ہوئے۔ سرمد خاموشی سے ہال سے نکل کر اپنے کیبن میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد صائم بھی اندر داخل ہوا۔

سرمد میز پر رکھی چند فائلوں کو دیکھتے ہوئے بولا،

صائم، جو فارنرز کو ہم نے گفٹ پینٹنگز بھیجنی تھیں، وہ آج ہی ان تک پہنچا دو۔ اور جو بھی نئی اپڈیٹ آئے، فوراً اطلاع دینا۔

"جی سر۔" صائم نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر جھجکتے ہوئے بولا،

سر، فارنرز کی طرف سے جو نیا پراجیکٹ آیا ہے، وہ خاص طور پر مس رابیل کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہی یہ کام کریں گی۔

سرمد نے لمحہ بھر خاموشی اختیار کی۔

اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ ابھی ساحر کو بھیجو اندر۔

"اوکے سر۔" صائم نے آہستہ سے کہا اور باہر چلا گیا۔

دروازہ آہستہ سے کھلتا ہے۔ ساحر اندر داخل ہوتا ہے۔ چہرے پر تھکن کے آثار، لیکن لہجے میں وہی احترام اور احتیاط۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سر، میں آپ کو ایونٹ آرگنائز کرنے سے پہلے بتانا چاہ رہا تھا، لیکن وقت نہیں ملا۔ ابھی جیسے ہی موقع ملا، آپ کے پاس آ گیا ہوں۔

وہ ایک لمحہ رک کر سانس لیتا ہے اور پھر بولا،

سر، ہمارا ایونٹ بجٹ سے بہت زیادہ نکل گیا ہے۔

It went quite beyond our initial estimates

سرمد نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھائیں، ابرو تھوڑے سے سمٹے۔

"کتنا زیادہ؟"

"آلموسٹ سکسٹی پرسنٹ مور، ڈیکوریشن، میڈیا کوریج، ایکسٹرا لائٹس اور کیٹرنگ سب اپ اسکیل چلی گئی۔ پہلے تھیم کچھ اور تھا، لیکن وہ گیلری کے لیے مناسب نہیں لگا۔ پھر مس رابیل نے نیا تھیم سیلیکٹ کیا اور ساری ڈیکوریشن ریڈیزائن کروائی۔ میں نے بجٹ کے اندر رہنے

Clubb of Quality Content

کی کوشش کی، لیکن آپ جانتے ہیں سر، ہم اپنی گیلری میں نہ کوالٹی پر کمپرومائز کرتے ہیں، نہ اسٹینڈرڈ پر۔ بس اسی میں بجٹ اوور ہو گیا۔

سرمد چند لمحے چپ رہا۔

'اوکے، تم جاؤ۔

اتنا کہہ کر وہ دوبارہ لیپ ٹاپ پر جھک گیا،

ساحر آہستہ سے سر ہلاتا ہے، دروازے کی سمت بڑھتا ہے۔ دروازہ بند ہونے کی ہلکی سی "کِلک" آواز کمرے میں گونجی۔

سرمد کی نظریں اسکرین پر ٹکی تھی، جہاں ریڈ نمبرز اس کے بجٹ کی حقیقت بیان کر رہی تھی۔

وہ سر جھکا کر بڑبڑاتا ہے

We were already running in operational loss

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر وہ گہری سانس لیتا ہے۔ کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرتا ہے۔ کچھ لمحوں بعد آہستہ سے خود سے کہتا ہے

Art is beautiful.....but business doesn't survive on emotions

یہ جملہ فضا میں بوجھل سا ٹھہر جاتا ہے۔

اسی لمحے اس کی نگاہ سامنے دیوار پر پڑتی ہے، رابیل کی بنائی ہوئی وہ پینٹنگ، جس میں ایک ادھورا چہرہ رنگوں میں گھلا ہوا تھا، جیسے خواب اور حقیقت کے بیچ اٹکا ہوا کوئی وجود۔

اس کے لبوں پر ہلکی سی تلخ مسکراہٹ آئی،

یادوں کی لہر دماغ میں دوڑ گئی، گیلری کے ابتدائی دن، نقصان، جدوجہد، بے خوابی کی راتیں، اور پھر وہ لمحہ جب پہلی بار کامیابی کا ذائقہ چکھا۔ آج، برسوں بعد، وہی نقصان دوبارہ سامنے کھڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صرف اب فرق یہ تھا کہ اس بار مقابلے میں صرف اعداد و شمار نہیں، فن اور جذبہ بھی تھے۔

وہ آہستہ سے کرسی سے اٹھتا ہے۔ کورٹ اٹھاتا ہے، کندھوں پر ڈالتا ہے، اور دروازے کی طرف بڑھتا ہے۔

دروازے سے نکلنے سے پہلے آخری بار پلٹ کر پینٹنگ کو دیکھتا ہے، جیسے اس سے کوئی خاموش وعدہ کر رہا ہو۔

"کبھی کبھار خوابوں کو زندہ رکھنے کی قیمت حقیقت سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ مگر شاید کچھ خواب ایسی قیمت کے قابل ہوتے ہیں۔"

وہ دروازہ کھول کر باہر نکل جاتا ہے۔

کمرہ خالی رہ جاتا ہے، دیوار پر لگی پینٹنگ کی رنگت اس کے جاتے ہی مزید مدھم سی لگنے لگتی ہے۔

رنگین لائٹس، تالیوں کی گونج، اور مسکراتے چہرے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل تھوڑی دیر بعد ایونٹ سے فارغ ہو کر ارد گرد دیکھتی ہے اُس کی نظر سرمد کے کیبن کی طرف جاتی ہے،

کرسی خالی، لیپ ٹاپ بند، کیبن میں کوئی موجود نہیں تھا۔

رابیل ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے صائم گزرتا ہے۔

"صائم! سر آج نظر نہیں آرہے، کہاں ہیں؟"

صائم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا،

"ابھی کچھ دیر پہلے تو ادھر ہی تھے۔ مجھے نہیں پتہ، شاید باہر گئے ہوں۔ میں نے دھیان نہیں دیا۔"

تم نے جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا؟

""نہیں۔۔ خیر چھوڑو، تم ایونٹ انجوائے کرو۔ صائم نے بے نیازی سے کہا۔

(*******)

شہر کے مہنگے ترین ہوٹل کے ہال روم میں روشنیوں کا سیلاب تھا۔ کرسٹل لائٹس چھت سے ایسے لٹک رہی تھیں جیسے ستارے نیچے اتر آئے ہوں۔

مدھم موسیقی، گلاسوں کی چھنک، اور مہنگے عطر کی ملی جلی خوشبو، ایک خاص طبقے کی بناوٹی نفاست ہوا میں تیر رہی تھی۔ مہنگے لباسوں میں ملبوس چہرے مصنوعی مسکراہٹوں کے پیچھے اپنے اپنے مفادات چھپا رہے تھے۔

پھر دروازہ کھلا۔

روشنی لمحہ بھر کے لیے تھمی۔

رمیز داخل ہوا۔

سیاہ تھری پیس سوٹ، بال ہلکے پیچھے کیے ہوئے، آنکھوں پر سیاہ چشمہ، اور چال میں ایک ناپ تولی ہوئی سنجیدگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے پیچھے دو باڈی گارڈز تھے جو دروازے کے قریب رک گئے۔ رمیز نے انہیں اشارے سے وہیں ٹھہرنے کا کہا اور خود اکیلا آگے بڑھ گیا۔

لوگوں کی سرگوشیاں ہوا میں تیرنے لگیں۔

یہ رمیز یہاں کیسے آ گیا؟

یہ تو ایسی محفلوں میں آتا ہی نہیں۔

کسی کے الفاظ رک گئے، کسی کی مسکراہٹ جم گئی۔

رمیز کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ بس نظریں گھما کر ہال کا جائزہ لے رہا تھا، جیسے ہر چہرہ، ہر ہاتھ ملانے والا، اس کے ذہن میں کسی خانہ میں فائل کی طرح درج ہو رہا ہو۔

ایک پولیس افسر آگے بڑھا، مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ بڑھایا۔ رمیز نے ہلکی سی مسکراہٹ دی، ہاتھ ملایا، اور بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔

افسر کے چہرے سے مسکراہٹ اتر گئی۔ وہ پیچھے ہٹ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

کسی نے آہستہ سے کہا،

یہ آدمی کم بولتا ہے، مگر اس کی موجودگی شور سے زیادہ سنائی دیتی ہے۔

رمیز کے ہاتھ میں شیشے کا گلاس تھا مشروب کو چکھا نہیں، بس انگلیوں میں آہستہ آہستہ گھما رہا تھا۔

نگاہیں جیسے سب کچھ پڑھ رہی تھیں، چہرے، ارادے، جھوٹ۔ پوری محفل میں اگر کوئی شخص اصل موجودگی رکھتا تھا تو وہ صرف رمیز تھا۔

اسی دوران اے سی پی تیزی سے آگے بڑھا۔ چہرے پر وہی بناوٹی گرمجوشی، مگر آنکھوں میں چھپی ہوئی احتیاط۔

میں سمجھا آپ نہیں آئیں گے رمیز صاحب۔

میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ لیکن شاید، میرے قدموں نے خود فیصلہ کر لیا۔ اور دیکھیں، میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔

اے سی پی نے مسکرا کر ساتھ کھڑے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

"ان سے ملیے، یہ اس شہر کے نئے اے سی پی ہیں۔ کچھ دن پہلے ہی ان کی پوسٹنگ یہاں ہوئی ہے۔

رمیز نے گلاس دوسرے ہاتھ میں لیا، دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔

رمیز اورنگزیب۔ نام سنا ہو گا آپ نے۔

اے سی پی نے مضبوطی سے ہاتھ ملایا۔

"آپ کو کون نہیں جانتا رمیز صاحب۔ آپ کا نام تو ان فائلوں میں بھی آتا ہے جنہیں بند ہی رہنا چاہیے۔"

رمیز کے ہونٹوں پر ایک خفیف مسکراہٹ ابھری۔

"اچھا ہے۔ مطلب ہم ایک دوسرے پر یقین رکھ سکتے ہیں۔"

اے سی پی جلدی سے بولا،

"ہم سب ایک ہی طرف ہیں رمیز صاحب، آپ کو ان سے گھبرانے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں۔

رمیز نے گلاس میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے کہا

"رمیز کو ڈر کی پروا نہیں، جب جان جانی ہی ہے، تو ڈر کیسا؟"

وہ اے سی پی کے ساتھ چلتا جا رہا تھا، دھیما، متوازن، اور پُر اعتماد۔ اس کے گزرتے ہی جیسے فضا رک سی جاتی تھی۔

لوگ خاموشی سے ایک دوسرے کو کہنی مارتے، پھر نظریں جھکا لیتے تھے۔

کچھ فاصلے پر کھڑی خواتین کا ایک گروپ اس کی طرف متوجہ تھا۔ مہنگے ملبوس، قیمتی خوشبوئیں، اور مصنوعی نرمی سے بھری مسکراہٹیں۔

ان میں سے ایک درمیانے قد کی لڑکی، جو خود اعتمادی سے لبریز تھی، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"ہم سے نہیں ملوائیں گے رمیز صاحب کو؟ جن کے چرچے ہر جگہ ہیں، آخر دیکھیں تو سہی، ایسا کیا ہے ان میں کہ لوگ ان کا نام سنتے ہی یا تو ڈر جاتے ہیں یا فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم انہیں جانتے ہیں؟"

اے سی پی مسکرایا۔

جی بالکل۔ رمیز صاحب، یہ پارٹی کے افسر کی بیٹی ہیں، حال ہی میں بیرون ملک سے آئی ہیں۔

لڑکی نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

رمیز نے نظریں اٹھائیں، چند لمحوں کے لیے اس کے چہرے پر نگاہ ٹھہری، پھر وہ مختصر سا "ہائے" بول کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

لڑکی کے ہونٹوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

"ویسے دیکھنے میں تو آپ کافی ایڈوانس لگتے ہیں، مگر عورتوں سے ایسے دور؟ پہلی بار دیکھ رہی ہوں، ورنہ اس دنیا میں آنے والے تو سب اپنا ایمان، حیا، سب کچھ بیچ دیتے ہیں۔"

رمیز نے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آنے دیا۔

"میں عورتوں میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ مجھے مطلب ہے تو صرف اپنے کام سے۔ اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ، مجھ سے کسی قسم کی کوئی امید نہ رکھیں۔ میری بات کہیں چل رہی ہے۔"

وہ لڑکی کے ارادے جان کر دو ٹوک بولا،

لڑکی ہنسی، نرم مگر چبھتی ہوئی۔

"بات چل رہی ہے، پکی تو نہیں ہوئی ناں؟ جب پکی ہو جائے تب چھوڑ دینا مجھے۔

رمیز نے اب نظریں اٹھائیں، سیدھی اس کی آنکھوں میں۔

"مطلب آپ کو مسئلہ نہیں اگر میں کسی اور سے تعلق رکھوں؟"

"مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے۔ آپ میرے ساتھ وقت گزاریں، مجھے یہی کافی ہے۔"

رمیز کے ہونٹوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ ابھری۔

،چلیں،یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔

لڑکی نے پرس سے چھوٹا سا کارڈ نکالا،اس پر نمبر لکھا اور رمیز کے ہاتھ میں دے دیا۔

"میں آپ سے اگلی ملاقات کی منتظر رہوں گی۔"

"اور میں آپ سے بات چیت کا منتظر رہوں گا۔"

رمیز نے کارڈ جیب میں رکھا۔

یہ کہہ کر وہ رخ موڑ کر ہال کے دوسرے کونے کی طرف بڑھ گیا۔

روشنیوں کے بیچ رمیز کے چہرے پر اب روشنی کم،سایہ زیادہ پڑ رہا تھا۔وہ بظاہر پر سکون تھا،مگر اس کی نظریں مسلسل اُس عورت کو دیکھ رہی تھیں،

کبھی وہ کس سے بات کر رہی،کب ہنس رہی،کب فون دیکھ رہی تھی۔رمیز ہر اشارہ،ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔

اسی دوران ایک ویٹر آہستہ سے اس کے قریب آیا۔ سر جھکایا، مؤدب انداز میں گلاس آگے بڑھایا۔

رمیز نے گلاس لیا، مگر فوراً محسوس کیا، نیچے انگلیوں سے چھوتے ہی کچھ نرم سا کاغذ تھا۔

ویٹر کی نگاہ ایک لمحے کو اس سے ملی، پھر وہ خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔

رمیز نے گلاس کو ایک نظر دیکھا،

انگلیوں میں گلاس، نیچے دبا ہوا چھوٹا سا لفافہ۔ اس کے چہرے پر ذرا سا بھی ردِ عمل نہیں آیا۔

اس نے ایسے ہی بے تاثر انداز میں لفافہ اٹھایا، گلاس ٹیبل پر رکھا،

سائیڈ کارنر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں روشنی مدھم تھی۔

ہاتھ میں رکھا کاغذ کا کارڈ اب بھی رمیز کی انگلیوں کے بیچ تھا۔ سنہری حروف ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے، مگر حروف کی نزاکت کے پیچھے زبان زہر سے بھی تلخ تھی۔

"ہر بادشاہ کے سر پر تاج سے پہلے نشانہ ہوتا ہے۔ تمہارا وقت ختم ہونے کو ہے۔ تمہاری چپ ہماری کمزوری نہیں۔۔۔ ہماری مہلت ہے۔"

وہ جو تمہیں سایوں سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔

رمیز نے کارڈ بند کیا۔ آنکھیں موندیں۔ ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ، وہ مسکراہٹ جو نئے خطرے کو خوش آمدید کہتی ہے، مگر خوشی نہیں بلکہ حساب کی تسکین۔ خطرہ اس کے لیے نیا کبھی رہا ہی نہیں تھا؛ نیا وہی ہوتا جو وہ ابھی تک نہیں پہچان پاتا۔

اتفاقاً اس لمحے کان میں کانٹے دار سرگوشی کی مانند آواز پڑی کسی کے لبوں سے، یا شائد یادکی تہہ سے

"بہت دیر ہو گئی رمیز۔۔۔ تم نے روشنی میں آنا چنا لیا، اب سائے تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

پردہ ہلکا سا ہلا۔ فضا میں ایک خوشبو پھیل گئی، ایک ایسی خوشبو جو رمیز کو پرانے دشمن کی یاد دلاتی تھی، اس دشمن کی جو کبھی اس کا سب سے قریبی سایہ تھا۔ ایک قدم، ایک لمحہ اور پارٹی

اس کے سامنے اچانک بے معنی محسوس ہونے لگی؛ خوشیاں، ہنسی، وہ سب جیسے رنگ ہی کھو بیٹھے تھے۔

رمیز کی نظر ہال میں جلدی جلدی چہروں پر گئی۔ کچھ لوگ اپنے مقام بدل گئے، کچھ جھک کر باتیں کرنے لگے، ایک بزنس مین کی نظریں رسوا ہو کر نیچے جا گریں، ایک پولیس افسر قدم پیچھے ہٹا، اور کسی کی مصنوعی مسکراہٹ میں سرِ سری لرزش آ گئی۔ ہر حرکت اس کے لیے ایک چھوٹا سا اشارہ تھی۔

وہ باہر نکلا۔ لابی کی طرف، جہاں اس کی جی ویگن کھڑی تھی، وہ گاڑی میں بیٹھا۔

سیکٹر سیونٹین کوڈروم۔ کوئی ہمیں فالو نہ کرے۔

ڈرائیور نے بغیر سوال کیے گاڑی آگے بڑھائی۔

سیکٹر سیونٹین کی طرف جاتے ہوئے شہر کی روشنیاں کھڑکیوں میں لمحات کے ستاروں کی مانند پلک جھپکا دیتیں۔ وہاں کھڑی پرانی عمارت باہر سے اجڑی ہوئی، کم سنگھار مگر اندرونی حقیقت مختلف تھی: زیرِ زمین ایک جدید خفیہ بیس۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لفٹ نے تیزی سے نچلے حصے کی طرف اشارہ کیا۔ دروازے بایومیٹرک لاک کی ٹھنجی آواز کے ساتھ کھلے اور ایک موٹی فولادی دروازہ اندر بند ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی ایک بڑی سکرین روشن ہوئی؛ سکرین پر شہر کے مختلف علاقوں کی لائیو فوٹیج چل رہی تھی، شہر کے سینے کے اندر دھڑکتے مناظر۔

کمرے میں پہلے سے رمیز کے خاص آدمی موجود تھے۔ ہر ایک کا چہرہ ٹھہرا ہوا، ہاتھ میں ڈیوائسز، آنکھوں میں تیز دھیان۔ بیچ میں ایک بڑی میٹنگ میز تھیں، نقشے، فائلیں، اور درجنوں تصاویر تصاویر کی ہر ایک کے کنارے پر لال مارکر، اِن کے نیچے مختصر نوٹس۔ دیوار کے ایک حصے پر ایک پینل تھا جہاں "سائے" کے سراغ کی ہسٹری چل رہی تھی۔

رمیز نے خاموشی سے لفافہ میز پر رکھا۔ کمرے کی فضاء شدت سے بدل گئی۔ ایک آدمی جو رمیز کا رائٹ ہینڈ مانا جاتا تھا، اُس نے قدم بڑھا کر لفافہ اٹھایا اور اندر کی چٹ کھول کر پڑھ دی۔ پھر چہرے پر سختی آ گئی۔

سایہ نمبر تین واپس آ چکا ہے۔

رمیز نے آہستہ سی آواز میں کہا

ہمیں تین کام کرنے ہیں۔ ہر لفظ کا وزن کمرے میں گونجا۔

پہلا، ویٹر کو تلاش کرو اور زندہ پکڑو۔

یہ حکم سن کر ایک مختصر سی سر ہلانے جیسی حرکت ہوئی؛ کسی نے پہلے ہی ویٹر کی تفصیل نوٹ کی ہوئی تھی۔ رمیز نے مزید کہا

"یہ اندر کا کوئی نہیں، یہ نیٹ ورک والوں سے بھی دوستانہ لگتا ہے۔ فونز، کیمرے، سب چیک کرو۔ کوئی بھی مواد فلٹر ہونے سے پہلے ہمیں چاہیے۔"

"دوسرا، پارٹی میں موجود ہر چہرے کو ریکارڈ کرو۔ چہرے کے تاثرات نوٹ کرو، چھوٹی چھوٹی حرکتیں۔ جو مسکراہٹ مصنوعی ہے، اسے الگ نشان زد کرو۔ اُس آدمی نے فوری طور پر ٹیم کو تقسیم کیا: دو لوگ ہال کی ویڈیوز ریویو کریں گے، ایک گروپ لاگ فیسز کا مقابلہ کرے گا، اور ایک شخص خاص کر اس لڑکی کے پیچھے لگے گا جس نے کارڈ دیا تھا۔"

"تیسرا، جو بھی میڈیا یا پولیس ہمارا ڈیٹا لیک کر رہا ہے، اسے چوبیس گھنٹوں میں خاموش کرو۔" رمیز کا لہجہ سخت تھا مگر منصوبہ جیسا کہ تھا ویسا ہی صاف تیزی، خاموشی، اور حد درجہ کنٹرول۔ اس نے جملہ مکمل کیا، لیکن اس نے کوئی تفصیلی طریقہ کار بتانے کی زحمت نہیں کی، صرف نیت کی شدت کافی تھی۔"

کمرے میں خاموشی چند لمحوں کے لیے گہری ہوئی۔ پھر عرفان نے لپیٹتے ہوئے کہا

اگر وہ سائے میں چھپے ہیں تو ہم اس سایے کو آکھاڑ کر رکھ دیں گے، سایہ ہی رہے گا ہی نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمیز نے آنکھیں کھولی، سکرین کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک مخصوص فریم سرخ سرکل میں بند تھا، وہی جس پر ایک دھندلا مگر پہچانا چہرہ ابھر رہا تھا۔ رمیز کے ہونٹوں پر وہی ہلکی مگر مرگبار مسکراہٹ تھی۔

"شروع کرو۔ خاموشی، رفتار، اور احتیاط۔" وہ بولا۔

اور پھر، جیسے ہر بادشاہ کی رسم، اُس نے ایک قدم پیچھے ہٹا، اپنی کرسی پر بیٹھا، اور شہر کی سکرینز میں گھورنے لگا

(******)

رات کے آخری پہر کا وقت تھا۔ بنی گالہ کی فضا ہمیشہ کی طرح پر سکون، مگر آج ہوا میں ایک اداسی گھل چکی تھی۔ فارم ہاؤس کے درختوں سے ٹکراتی ہلکی ہوا، چھت کی محرابوں سے گزرتی ہوئی، سرمد کے چہرے سے آہستہ آہستہ ٹکرا رہی تھی۔ نیچے لان میں خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد جب بھی اداس ہوتا تو وہ بنی گلہ میں اپنے فارم ہاوس چلا جاتا تھا۔ اور آج بھی وہ ایونٹ سے واپسی پر وہاں چلا گیا۔

سرمد نے اپنا کوٹ لاونج میں صوفے پر پھینکا، اور اوپر چھت پر چلا آیا۔ چاندنی کی دودھیا روشنی میں سب کچھ دھندلا سا لگ رہا تھا، جیسے دنیا کسی خواب میں لپٹی ہو۔ چھت پر رکھا ایک

بھورا سا صوفہ، جو اس کے تنہائی کے لمحوں کا پرانا ساتھی تھا، وہیں پر موجود تھا۔ سرمد اس پر بیٹھا، سر پچھلی ٹیک سے لگا کر آنکھیں بند کر گیا۔

ہوا کے جھونکے اس کے بالوں کو بکھیر رہے تھے، آنکھیں بند ہونے کے باوجود اس کی پیشانی پر تھکن کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔

"کتنا مشکل ہوتا ہے سب کچھ اکیلے سنبھالنا"۔

وہ دل ہی دل میں کہتا گیا۔

"جب کوئی سہارا نہ ہو، کوئی ایسا نہ ہو جو آپ کو سمجھے۔ لوگ صرف کامیابی دیکھتے ہیں، تھکن نہیں۔ مسکراہٹ دیکھتے ہیں، وہ درد نہیں جو اس کے پیچھے چھپا ہوتا ہے۔"

اس کے الفاظ فضا میں تحلیل ہوتے جا رہے تھے۔ چاند اب کچھ اور روشن لگنے لگا ہے، جیسے اس کی باتوں پر خاموشی سے کان دھر رہا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب آپ کے پاس کوئی دوسرا سہارا نہ ہو۔ کوئی خونی رشتہ نہ ہو کوئی قابل بھروسہ انسان نہ ہو جو آپ کے زخموں پر مرہم لگائے۔ آپ کے دل کا بوجھ ہلکا کرے آپ کی پریشانی کو دور کرے۔ آپکی موجودگی میں آپ کے سارے کام سنبھالے۔ بہت مشکل ہوتا ہے"

مجھے فکر اس بات کی نہیں ہے کہ میرا نقصان ہو رہا ہے۔ میں اپنے اس نقصان کو کبھی بھی اتنا بڑھنے نہیں دونگا کہ جو میری ذات کو تکلیف دے۔

لیکن میں تھک گیا ہوں۔ وہ ہلکے سے بڑبڑایا،

"میں تنگ آ گیا ہوں۔ میں کچھ دیر آرام چاہتا ہوں۔ میری زندگی بہت سے لوگوں کی ڈریم لائف ہو گی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود سکون نہیں ہے۔ اور سکون سے بڑی نعمت اس دنیا میں کچھ نہیں۔ وقت اور حالات نے مجھے اس قابل چھوڑا ہی نہیں کہ میں سکون تلاش کروں۔ پیسوں کی دوڑ، بزنس، کام، فیوچر ان سب میں، میں اور میرا سکون کہیں مدھم پڑ گئے ہیں،۔ میں بظاہر تو بہت پرفیکٹ نظر آتا ہوں، بہت ہشاش بشاش لیکن کوئی ایک دفعہ مجھ سے میرے دل کا حال جاننے آئے تو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سہی۔ کوئی مجھے اتنی مہلت تو دے کہ میں خود کو اسکے سامنے اپنا آپ رکھ کر دکھاؤں کہ میں سرمد سکندر قریشی اگر زندگی میں کچھ چاہتا ہوں تو وہ صرف سکون ہے۔ مجھ سے سب لے لو مجھے تھام لو اور صرف سکون دے دو۔"

کیا میرے ہر مسئلہ کا حل شادی ہے؟؟؟؟وہ آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھ کر بولتا ہے جہاں تاروں بھرا آسمان ایک تنہا چاند کو گھیرے ہوئے تھا۔

اس کی آواز میں ایک ہلکی طنزیہ ہنسی شامل ہو جاتی ہے۔

"اگر ساتھ ہی سب کچھ ٹھیک کر دیتا تو ممی بھی تو اکیلی ہیں... وہ کیوں اکیلی ہیں؟ شاید میں بھی اُن کی طرح ہوں، ظاہری مضبوطی میں چھپا ہوا ایک خوف زدہ انسان۔"

وہ گہرا سانس لیتا ہے۔

"مجھے ڈر لگتا ہے اُس بندھن سے جو ایک دن ٹوٹ جائیگا۔ کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ اتنا بڑا بزنس آئکن بھی کسی چیز سے ڈرتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے مجھ سے کہ تم کس چیز سے ڈرتے تو میں بغیر سوچے جھٹ سے جواب دوں کہ میں ڈرتا ہوں شادی سے۔۔ شادی کے نام پر چھوڑ

جانے سے۔ میں تعلق بنانے سے ڈرتا ہوں۔ مجھے خوف آتا ہے محبت سے۔ ڈر لگتا ہے۔ ایسے جیسے یہ محبت اور شادی میرے لیے نہیں ہے۔"

"میں خود تو بکھرا ہوا ہوں میں اپنے ساتھ کسی اور کو بکھرا نہیں سکتا۔"

"مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں کسی کو شاندار زندگی دے سکوں۔ مجھے میری ماں نے عورت کا احترام اور عزت کرنا سیکھایا ہے پھر میں شادی کر کے اس لڑکی کو خوش نہ رکھ سکا تو یہ تو اسکے ساتھ ناانصافی ہے اور سرمد اپنی زندگی میں کسی عورت کے ساتھ ناانصافی اور غلط کیسے کر سکتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چاندکی مدھم روشنی اس کے تھکے ہوئے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ آنکھوں میں ایک عجیب اداسی تھی، جیسے زندگی کے بوجھ نے اس کے سینے کو دبا رکھا ہو۔

وہ اپنے آپ سے بات کرتا رہا،۔ ہوا کی سرسراہٹ اور درختوں کی ہلکی ہلچل جیسے اس کی تنہائی کا ہمسفر تھے۔

"ممی کو لگتا ہے کہ میری تنہائی کا حل شادی میں ہے۔۔۔ لیکن میں نے جب شادی جیسا پاکیزہ رشتہ اچھے سے چلتے ہوئے دیکھا ہی نہیں تو میں کیسے سیکھ سکتا ہوں کہ یہ حل ہے میرے لیے؟؟؟"

"میں اپنی تنہائی اور زندگی کو بہتر کرنے کے چکر میں کسی عورت کی زندگی خراب نہیں کر سکتا۔"

"مجھ میں ہزار خامیاں ہونگی، لیکن عورت کے معاملے میں کبھی برائی ہوتے ہوئے میں نہیں دیکھ سکتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کافی دیر چھت پر بیٹھے کھلی فضا میں وہ اپنے دکھوں کا خود کی مرہم بنے، خود کو تسلیاں دے رہا تھا۔

سرمد کی آنکھیں بند ہو رہی تھی، اور وہ اپنے اندر کے دکھوں کو خاموشی سے سہتا جا رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے سے کھیلتی رہی۔

'پھر دیر رات ایک بجے کے قریب وہ فارم ہاؤس کی چھت سے نیچے اترا، آہستہ قدم رکھتا ہوا گاڑی میں بیٹھا۔ کار کی ہلکی لائٹس شام کی تاریکی میں ٹمٹمار ہی تھی۔ وہ لمحوں میں مسافت طے کر کے گھر پہنچ گیا۔

رخسار بیگم جو کب سے اُس کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں، ہر گھڑی دروازے کی طرف دیکھتی تھیں۔ جب تھوری دیر بعد سرمد دروازے سے داخل ہوا تو، ان کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں،

رخسار بیگم اس کے فورا گھر آتے ہی سکون کا سانس لیتی ہیں۔

"آج اتنی دیر ہو گئی۔ تم کہاں رہ گئے تھے سرمد۔۔ تمہارے آفس کال کی تو پتہ چلا کہ تم ایونٹ چھوڑ کر کب کے نکل گئے ہو وہاں سے۔"

رخسار بیگم اس کا ہاتھ پکڑ کر تھوڑی دیر کے لیے ہلکی تنقید کے ساتھ لیکن محبت بھری نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولیں

"وہ آفس کا کچھ کام تھا اس لیے جلدی نکل گیا تھا۔ سرمد سیڑھیوں کی جانب بڑھتا ہوا بولا،"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کھانا لگاؤں؟؟" رخسار بیگم نے محبت بھرے لہجے سے پوچھا"

"نہیں بھوک نہیں ہے۔ وہ اوپر کی جانب چڑھتے ہوئے بولا،"

پھر وہ سیڑھیوں پر رکا، پلٹا اور رخسار بیگم کی طرف دیکھ کر بولا

"آپ نے کھانا کھایا؟؟"

"نہیں!! میں تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ اکھٹے کھائیں گے۔ اب اگر تم نہیں کھاؤ گے تو میں اکیلی کیسے کھا سکتی۔"

رخسار بیگم کا لہجہ نرم اور پیار بھرا تھا، مگر آنکھوں میں تھکن بھی تھی۔

"ممی آپکو میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرا انتظار مت کیا کریں۔ کام کے سلسلے میں دیر ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی تو میں گھر آ بھی نہیں سکتا لیکن آپ۔۔۔ آپ پلیز اپنا خیال رکھا کریں۔"

سرمد سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

"چلیں آئیں کھانا کھائیں۔" سرمد رخسار بیگم کا ہاتھ تھام کر ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھا

"فریش ہو جاؤ پہلے۔" رخسار بیگم نے اُسکے چہرے پر تھکن دیکھ کر کہا،

"نہیں اب کھانے کے بعد ایک دفعہ ہی فریش ہو جاونگا، گر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ میرا انتظار کر رہی تو میں آفس سے سیدھا گھر واپس آتا۔" سرمد کرسی پر بیٹھتے ہوئے رخسار بیگم کو دیکھ کر بول رہا تھا۔ اس کے لہجے میں شرمندگی تھی،

رخسار بیگم ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں، سرمد کی پلیٹ میں آہستہ سے سالن ڈالتی ہیں

"ممی پلیز آپ اپنا خیال رکھا کریں۔"

سرمد رخسار کا ہاتھ تھامتے ہوئے نرم لہجے میں بولا،

"میں آپکو میری وجہ سے پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا۔"

"میں اپنا خیال رکھتی ہوں سرمد"۔ رخسار بیگم کرسی کھینچ کر سامنے بیٹھ گئی، اور اپنی پلیٹ میں سالن ڈالتے ہوئے نرمی سے بولیں،

Clubb of Quality Content

دونوں نے کھانے کے دوران ہلکی پھلکی بات کی۔اور کھانے کے بعد دونوں اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔

لیکن سکون دونوں کے دل میں کہیں موجود نہیں تھا۔،

رخسار بیگم کمرے میں آتے ہی الماری کی طرف بڑھیں۔الماری کھولی تو دراز کے اندر ڈائری موجود تھی۔انہوں نے ڈائری نکالی،

اور راکنگ چیئر پر بیٹھ کر پڑھنے لگیں۔کمرے میں مدھم روشنی،خاموشی،اور دل کے دھڑکنے کی آواز کے سوا کچھ نہیں تھا۔

وہ بیٹھ کر ڈائری پڑھتی رہیں،لفظوں کے ساتھ آنکھوں سے ہلکی آنسو کی بوندیں ٹپکنا شروع ہو گئی تھی۔ہر لفظ ان کے دل کو چھو رہا تھا اور ماضی کی یادیں پھر سے زندہ ہو گئی تھیں۔

(******)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نومبر کی سردی میں بارش تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ بادل سیاہ اور گہرے، بارش کی بوندیں چھت پر مسلسل ٹپک رہی تھیں۔ گھر کے اندر سب اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے، آتش دان میں جلتی ہوئی آگ سے چھوٹے چھوٹے شعلے کمرے میں گرمی بکھیر رہے تھے۔ آگ کی روشنی میں کمروں کے کونوں میں ہلکی سی سنہری چمک پڑ رہی تھی، اور دھواں ہوا میں رقص کرتا ہوا اوپر اٹھ رہا تھا۔

وقت دوپہر کے تین بجے کا تھا، مگر بارش کی وجہ سے باہر کا منظر رات جیسا لگ رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کھڑکیوں سے اندر آ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی خاموش ماحول میں دروازے پر دستک ہوئی۔

سب بچے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ کوئی کتاب پڑھ رہا تھا، کوئی کمپیوٹر پر، کوئی آتش دان کے پاس گرم چائے کے کپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ لیکن رخسار صبح سے اسی دستک کی منتظر تھی۔ وہ ہال میں چکر لگاتے، کبھی دروازے کی طرف دیکھتی، کبھی کھڑکی کے پاس رک کر باہر کی بارش کو گھورتے۔

رخسار صبح سے دروازے پر اسی دستک کی منتظر چکر پر چکر لگائے جا رہی تھی۔ دستک سنتے ہی وہ خود دروازے کی جانب تیزی سے بڑھنے لگی تھی۔

ٹھہرو۔

ملازم دیکھ لیتا ہے۔ نواب صاحب جو دروازے کی دستک سنتے ہی اپنے کمرے سے باہر آئے تھے۔ رخسار کو دروازے کی جانب بڑھنے سے روکا انہوں نے۔

ملازم اندر آیا۔

صاحب بڑی حویلی سے کوئی صاحب آئیں ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

بڑی حویلی؟؟؟

تانیہ نام سنتے ہی چونک گئی۔ آج تک اس حویلی سے پرندے ہی آتے دیکھے تھے، انسان آج پہلی بار؟ اس کے دل میں حیرت اور تجسس کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن اپنے سارے خیالات کو جھٹک کر وہ پھر سے موبائل یوز کرنے لگ گئی تھی۔ کیونکہ نہ تو اس کو بڑی حویلی کے لوگوں سے لینا دینا تھا اور نہ وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ کون آیا ہے۔

اندر بٹھاو اُسے۔ نواب صاحب نے ملازم کو حکم دیا۔ اور ملازم سنتے ہی باہر چلا گیا۔

نواب صاحب نے خود کو ٹھنڈ سے محفوظ رکھنے کے لیے لانگ کوٹ پہنا ہوا تھا۔ گلے میں نرم مفلر لپٹا ہوا تھا۔ عمر کے اس حصے میں، جس میں سردی اکثر شدید لگتی ہے، وہ اپنی صحت کا خود خیال رکھتے تھے۔ ان کی آہستہ آہستہ قدموں کی آواز ہال کے فرش پر گونج رہی تھی، اور ان کی موجودگی کمرے میں ایک رعب پیدا کر رہی تھی۔

رخسار اُس کی ایک جھلک دیکھنے کو کبھی ڈرائنگ روم کے پاس سے گزرتی، کبھی سیڑھیوں کے گرد چکر لگا رہی تھی۔ دل میں ایک عجیب سا خوف اور تجسس تھا۔

نواب صاحب نے تانیہ کو صوفے پر بیٹھا دیکھ کر کہا،

تانیہ!! اماں سے کہہ کر کھانے کا سامان، تولیہ اور گرم کپڑے اندر بھجوا دینا، اور چائے بھی۔ ان کے لہجے میں فکری اور رعبدار انداز تھا، مگر نرم دل بھی محسوس ہو رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابھی ابا کہتے تھے کہ انہیں اپنے بھائی کی فکر نہیں ہے۔ رخسار آہستہ سے بڑبڑائی، رخسار کو یہ سب سن کر دل میں امید کی کرن محسوس ہوئی کہ خون کا رشتہ ہونے کی وجہ سے، اتنی فکر کر رہے ہیں شاید ابا رشتے کے لیے مان جائیں۔

نواب صاحب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ اُس کو دیکھ کر چند لمحے رک گئے۔ وہ نوجوان خوبخو اپنے باپ کی عین کاپی لگ رہا تھا، صاف رنگت، دراز قد، خوبصورت، جیسے اپنے باپ پر چھایا ہوا عکس۔

نواب صاحب نے کمرے کی بائیں جانب غسل خانے کی طرف اشارہ کیا۔

تولیہ اور کچھ گرم کپڑے وہاں رکھے ہیں، جا کر تبدیل کر لو۔ پھر بات کرتے ہیں۔

وہ سر ہلا کر باتھ روم کی جانب بڑھا،

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا۔ نواب صاحب نے اسے سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا حکم دیا۔

ملازم چائے لے کر آیا۔ تو نواب صاحب نے میز پر رکھنے کا اشارہ کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر تو وہ اُسے دیکھتے رہے اور پھر بولے،

ٹھنڈ زیادہ ہے،چائے پی لو۔ تمہارے ابا تو نہیں پیتے تھے،تم پیتے ہو یا تم بھی نہیں پیتے؟نواب صاحب نے کپ اُسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا،

چائے سے بھاپ نکل رہی تھی

جی ابا،اب چائے پیتے ہیں۔ وہ پیتے ہیں تو مجھے بھی ان سے یہ عادت آئی کہ میں بھی پینے لگ گیا ہوں۔اُس نے سکون سے جواب دیا اور چائے کا کپ اٹھالیا

نواب صاحب کی آنکھوں میں سنجیدگی اور فطرت کی مستقل مزاجی جھلک رہی تھی

عادتیں وقت بدلنے سے بدل جاتی ہیں... مگر فطرت تاعمر وہی رہتی ہے۔۔

وہ چائے کے گھونٹ کے ساتھ پوری توجہ سے نواب صاحب کی بات سن رہا تھا۔

تمہیں رخسار نے بتایا ہو گا کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے۔

نواب صاحب کی آواز سرد اور پر اثر تھی۔

جی اس لیے تو میں نے بارش رکنے کا بھی انتظار نہیں کیا اور آپ کے بتائے گئے وقت پر آپ کے سامنے حاضر ہوں۔اُس نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا،

تمہارے گھر والے کیا کہتے ہیں اس بارے میں۔؟؟

انہیں منانا بھی مشکل ہے لیکن آپ رضامندی دیں گے تو میں انہیں بھی منا لونگا۔بس آپ ایک دفعہ ہاں کر دیں۔

رخسار کو شادی کے بعد کہاں رکھوں گے،نواب صاحب اپنے اندر کی اداسی کو لفظوں میں چھپاتے ہوئے بولے۔

اگر گھر والے مان گئے تو ہم ایک ساتھ رہیں گے۔اگر نہ مانیں تو پھر میں کسی دوسرے شہر چلا جاؤنگا۔

"میں تم سے ایک باپ ہونے کی حیثیت سے کچھ سوالات،کچھ اپنے ڈر ہیں جو مجھے اس رشتے کو لیکر لگتے ہیں۔وہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر مجھے لگا کہ تم میری بیٹی کے قابل ہو تو میں خود تم دونوں کی شادی کرواؤں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"قابلیت کی بات نہ کریں، میں اس کے قابل ہو نگا۔ مجھے پورا یقین ہے۔ وہ نواب صاحب کی پوری بات سنے بغیر ایک دم بولا۔"

نواب صاحب اس کی ایک ایک حرکت کا باریکی سے معائنہ کر رہے تھے، پھر اپنی تسلی کے لیے اس سے سوالات پوچھنے لگے۔ دونوں کے درمیان کافی سنجیدہ بات چیت ہوئی۔

سوالات کا سلسلہ ختم ہوا، نواب صاحب نے اسے کھانا کھانے کا کہا،

تم کھانا کھا کر جانا، باقی جو میرا فیصلہ ہو گا وہ میں رخسار سے بات کرنے کے بعد بتا دوں گا۔ نواب صاحب مفلر کو گلے کر گرد ٹھیک کرتے ہوئے بولے،

رخسار، جو کب سے ڈرائنگ روم سے باہر منڈلا رہی تھی۔ وہ بہانے ڈھونڈ رہی تھی اندر جانے کے، لیکن حلیمہ کے ڈر کی وجہ سے وہ بس چکر ہی لگاتی رہ گئی۔

تقریباً ایک گھنٹہ یہ بات چیت چلتی رہی، اس کے بعد وہ وہاں سے خوشی خوشی رخصت ہو گیا۔ رخسار سیڑھیوں میں کھڑے اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر ہاں ہی سمجھی۔ اور اُس کے جاتے ہی وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نواب صاحب خاموشی سے ڈرائنگ روم سے نکلے،ان کے چہرے پر شکن کی لکیریں نمایاں تھی

حلیمہ میری چائے میرے کمرے میں بجھوادینا۔نواب صاحب نے دل شکستگی سے حلیمہ کو آواز دے کر کہا،

اور رخسار،مجھ سے ملنے آئے تو اسے کہنا کہ وہ اس سے بات کر کے پوچھے کہ وہ کیا کہتا ہماری ملاقات کے بارے میں، پھر میں اس کی سننے کے بعد رخسار سے بات کروں گا۔اور شام کا کھانا بھی ہوسکے تو مجھے کمرے میں بجھوادینا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ نواب صاحب کو اداس دیکھ کر ان کے پیچھے آئی، لیکن نواب صاحب نے اس سے معذرت کر کے تنہا رہنے کا فیصلہ کی،اور وہاپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ حلیمہ اُن کے چہرے پر آئی اداسی دیکھ کر کچھ نہ بول سکی اور وہ کچن میں چائے بنانے چلی گئیں۔

دوسری طرف رخسار شام ہونے کا انتظار کرنے لگ گئی۔شام ہوتے ہی رخسار نے اُسے کال کی، پہلی رنگ پر ہی کال اٹھ لی گئی جیسے وہ بھی اس کا منتظر تھا۔

ابا کو تم اچھے لگے؟؟

ابا نے کیا سوال پوچھے؟

اباہاں کر دیں گے؟"

وہ ایک کے بعد ایک سوال کرتی چلی گئی۔

دیکھو، تمہارے ابا نے مجھ سے جو جو پوچھا، میں پوری ایمانداری سے اس کا جواب دے کر آیا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ مان جائیں گے۔ آخر کار بیٹا کس کا ہوں۔ وہ فخر سے بولا،

رخسار خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے کبھی ادھر ٹہل کر بات کرتی رہی اور کبھی اُدھر۔

مطلب ہمیں بھاگنا نہیں پڑے گا ہمارا کام سب کی رضامندی سے ہو جائیگا؟ رخسار نے اطمینان سے پوچھا۔

"فلحال تو بھاگنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اُسنے جواب دیا۔"

"اگر آئی تو تم میرا ساتھ دو گی کیا؟؟ چند لمحے خاموشی کے بعد دوسری طرف سے یہ سوال آیا۔"

"جب نوبت آئے گی ہی نہیں تو پھر ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو تم؟ رخسار رک گئی اور اداسی سے بولی۔"

"تم بتاؤ تو سہی۔ دوسری طرف سے اصرار ہوا۔"

پتہ نہیں۔ رخسار نے کندھے اچکا کر کہا اور پھر ٹہل کر بات کرنے لگی۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے، رخسار؟؟"

"ایک یقین ہی تو ہے جو مجھے اس مقام پر لایا ہے کہ میں ابا سے تمہاری بات کی۔ یقین نہ ہوتا تو میں گھر بتاتی کیا؟؟"

میرا جو سوال ہے اس کا جواب دو۔

"میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ بھاگ نہیں سکتی میں۔ رخسار نے اٹل لہجے میں کہا،"

"مطلب مجھے بیچ راستے میں چھوڑ دو گی؟ وہ اب اُسے ایموشنل ہو کر پوچھ رہا تھا۔"

"میں نے ایسا کب کہا ہے؟ رخسار کے قدم وہی تھم گئے، وہ پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔"

"تم مجھے ایسا سوچنے پر مجبور کر رہی ہو، رخسار۔۔ اُس نے شکوہ کیا۔"

"اچھا، تم غصہ تو مت کرو، تم جیسا کہو گے، میں ویسا کرونگی۔ رخسار نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔"

"یہ ہوئی نہ بات۔ اب مجھے لگ رہا ہے کہ میں اپنی رخسار سے بات کر رہا ہوں۔ دوسری طرف سے بہت پیار بھرے انداز میں جواب آیا۔"

اچھا چلو ٹھیک ہے، میں اب فون رکھتی ہوں۔ ابا سے بھی تو ان کے دل کا حال پوچھ کے آؤں میں۔

ہاں ٹھیک ہے، تم جاؤ۔

کال بند ہوتے ہی رخسار نے موبائل وہی رکھا اور خوشی سے سیڑھیاں نیچے اتر کر ابا کے کمرے کی طرف بڑھی۔ حلیمہ نے آ آسے وہی روک دیا۔

رخسار، ادب اور ہچکچاہٹ کے ساتھ دروازے پر کھڑی تھی۔ حلیمہ نے آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا،

تمہارے ابا تم سے ابھی بات نہیں کر سکتے رخسار۔

تو پھر کب بات کریں گے؟؟ رخسار وہی کھڑی پوچھنے لگی۔

وہ ابھی کسی کام میں مصروف ہیں۔ جیسے ہی فارغ ہونگے تمہیں بلا لیں گے۔

نہیں!! اماں مجھے ابھی ہی بات کرنی ہے۔ رخسار زبردستی نواب صاحب کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔

حلیمہ نے اُس کا بازو تھام لیا۔

نواب صاحب جو بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے رخسار کو دیکھ کر سیدھے ہوئے۔

اب وہ اندر آ گئی ہے تو مجھے اُس سے بات کرنے دو حلیمہ۔ نواب صاحب نے حلیمہ کو دیکھ کر کہا،

اور کچھ دیر ہم دونوں کو اکیلا چھوڑ دو۔ نواب صاحب نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

رخسار نے ایک قدم آگے بڑھایا، دل کی دھڑکن تیز تھی۔ جیسے ہی نواب صاحب نے دیکھا، وہ بیڈ سے اٹھے اور سامنے پڑھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ پھر رخسار نے، نرم لہجے میں، بات کی ابتدا کی

ابا!! آپ کو کیسا لگا وہ؟'

رخسار نے پر سکون انداز میں پوچھا،

تمہیں کیسا لگتا ہے؟ نواب صاحب نے رخسار کی طرف دیکھ کر پوچھا،

ابا، وہ بلکل تایا ابا پر گیا ہے۔ شکل و صورت کے لحاظ سے بس....

رخسار نے نظر جھکائی، دل کی بات صاف کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نواب صاحب نے سر ہلایا، اور ڈائری میں کچھ لکھتے لکھتے بولے

ہر لحاظ سے بھائی جان جیسا ہے؟ عادتیں، شکل اور سوچ سب۔

رخسار نے فوراً کہا،

نہیں ابا، اس کی سوچ تایا ابا جیسی نہیں ہے۔ وہ تو کھلے ذہن کا مالک ہے۔

نواب صاحب نے تھوڑی دیر سوچ کر پوچھا،

اور...؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے دل کی گہرائی سے جواب دیا،

ابا، وہ میرے ایک کہنے پر بارش میں بھی آ گیا۔ وہ جیسے اپنی محبت کی دلیل دے رہی تھی۔

اس کے لہجے میں محبت کے ساتھ چھپی خوشی اور فخر جھلک رہی تھی۔

نواب صاحب نے آنکھیں اُس کی آنکھوں میں ڈالیں، اور نرم مگر گہرے انداز میں کہا

وہ ضد میں آیا تھا۔ محبت محض دو لفظوں کا حسین خواب نہیں بلکہ ایک مکمل کیفیت ہے، قربانی ہے، بے غرض احساس ہے۔ مگر جب محبت انا یا ضد کا مسئلہ بن جائے، تو وہ محبت کہاں رہتی ہے؟ یہ صرف خود غرضی کا روپ بن جاتی ہے۔

رخسار خاموشی سے سنتی رہی۔ کمرے کی ہوا جیسے اس لمحے کو سنبھال کر رکھ رہی تھی۔

"ایک ایسی ضد جس کا مقصد صرف دوسرے کو پانے کا تسکین بخش نشہ ہوتا ہے، نہ کہ اسے خوش دیکھنے کا جذبہ۔ یہ ضد دراصل محبت کے لباس میں چھپی ہوئی انا ہوتی ہے، جو اپنے آپ کو محبت کہلوانے پر بضد ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ صرف اپنے خالی پن کو بھرنے کی کوشش ہے۔ نواب صاحب جیسے رخسار کو ایک بار پھر اپنے فیصلہ پر غور کرنے کا کہہ رہے ہوں۔"

نواب صاحب نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

"آج کے زمانے میں لوگ محبت کو اپنی سہولت، اپنے حالات اور اپنے فائدے کے مطابق تولتے ہیں۔ جب ساتھ چاہیے ہوتا ہے تو محبت، اور جب وقت نکل جائے تو مصروفیات۔

لوگوں نے رشتوں کے معنی بدل دیے ہیں۔ جس محبت کو صرف محسوس کرنا تھا اُس کو اپنی ضرورت سے تول رہے ہیں لوگ۔ کسی نے محبت کو صرف تسکین کے لیے اپنا لیا، اور کسی نے ضرورت ختم ہوتے ہی چھوڑ دیا۔"

کیا کبھی سچ میں سوچا ہے کہ محبت ہے کیا؟؟ وہ رخسار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے پوچھنے لگے۔

رخسار کی آنکھیں نمی لیے ہوئے تھیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے سانس روک کر بولی،

ابا..... رخسار تو بس انہیں سنتی جا رہی تھی۔ وہ یہاں یہ سننے تو نہیں آئی تھی۔ وہ دل میں پتہ نہیں کتنی امید باندھ کر لائی تھی۔

نواب صاحب کی آواز میں فلسفہ اور حقیقت کی جھلک تھی، رخسار کو خاموش دیکھ کر انہوں نے اُسے سمجھانا چاہا،

رخسار!!! محبت وہ جذبہ ہے جو خاموشی سے قربانی دیتا ہے، صبر کرتا ہے، بغیر الفاظ کے سمجھتا ہے، جو بچھڑ کر بھی دل سے نہیں نکلتا۔ محبت وہ درد ہے جو اپنی خوشی سے سہا جاتا ہے۔ اور وہ روشنی ہے جو دوسروں کو جلانے کے لیے خود کو راکھ کر دیتی ہے۔

رخسار میرے بچے رآج کے معاشرے میں سچ کہنا جرم ہے اور سچی محبت کرنا، جیسے گناہ۔ لوگ محبت کا مطلب بھول چکے ہیں۔ اور بس ایک چیز رہ گئی ہے۔

وہ کیا؟ رخسار نے لب کھولے اور پوچھا۔

"میرے مطابق سب کچھ ہو، اور اگر نہ ہوا تو پھر وہی ضد، اور انا کا مسئلہ اور سب ختم"

"لوگ اسے محبت کہتے ہیں۔ اصل محبت خود کو مٹا دینے کا نام ہے۔۔ اور یہ تو "میں" سے "ہم" بننے کا سفر ہے۔ جو محبت "میں" تک رہتی ہے اس محبت کی مدت بھی اتنی ہوتی ہے کہ وہ جلد ختم ہو جاتی ہے۔""

لیکن آج۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آج محبت صرف ایک مشغلہ ہے وقت گزاری ہے یا انا کی تسکین کا ذریعہ ہے بس۔"

"اور جو سچ میں محبت کرتا ہے وہ یا تو اس دنیا میں تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے یا روند دیا جاتا ہے۔"

"محبت عبادت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر لوگ اسے ایک

عادت بنا چکے ہیں

رخسار نے آنکھیں جھکا کر آہستہ سے کہا،

"""ابا... تو میں اسے کیسے تنہا چھوڑ دوں؟ نہ میں اسے روندنے دے سکتی ہوں اور نہ چھوڑ سکتی ہوں۔ میں اس کا ساتھ دینا چاہتی ہوں، محبت کو نبھانا چاہتی ہوں۔"

نواب صاحب کو یہ سن کر لگا کہ وہ جو کہہ رہے ہیں سب فضول ہو۔ کیونکہ رخسار کی سوئی ایک جگہ ہی ٹکی ہوئی تھی۔

نواب صاحب نے خاموشی سے اس کی بات سنی، پھر ڈائری کی جانب دیکھتے ہوئے کہا،

اگر میں کہوں کہ وہ تمہارے لیے بہترین انتخاب نہیں ہے تو؟

رخسار نے پختہ انداز میں جواب دیا،

ابا وہ بہترین انتخاب ہے میرے لیے۔ مجھے پتہ ہے میں نے دیکھا ہے۔

نواب صاحب نے دھیرے سے کہا،

اُس نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ میری اس سے کیا بات ہوئی؟

رخسار نے سر ہلایا، مگر کچھ دیر بولی۔

اسنے کہا کہ اس نے آپ کے سارے سوالات کے جواب دیے ہیں۔ ابا!!

سولات کے جوابات دینا ضروری ہوتا ہے بس؟؟ احساس، فکر، یہ سب ضروری نہیں ہے کیا؟؟ نواب صاحب نے قلم کو ڈائری پر رکھا اور اکی طرف دیکھ کر بولے

رخسار کچھ دیر خاموش رہی،

نواب صاحب نے سخت لیکن محبت بھرے لہجے میں کہا،

"بتاؤ، رخسار..... میں نے کچھ پوچھا ہے۔ اگر میں انکار کروں تو تم اس کی محبت کو میری محبت پر ترجیح دو گی؟

رخسار کی آنکھیں زمین کی طرف جھکی رہیں، مگر اس کے لہجے میں پختہ عزم تھا۔

ابا، میں آپ دونوں کی محبت کو ترجیحات پر رکھتی ہوں۔ مجھے ایسے سوالات نہ کریں جہاں کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے۔

نواب صاحب کی آنکھوں میں فکر اور درد کے سائے تھے۔ وہ دھیرے سے بولے،

میرے بچے... وہ اچھا انسان نہیں ہے۔ تمہیں اس کی وقتی محبت بہت سہانا خواب لگ رہی ہے، لیکن اس کی سوچ، اس کا زاویہ... وہ اچھے مردوں میں نہیں آتا۔

رخسار فوراً بولی، دفاعی انداز میں،

ابا، وہ اچھا مرد ہے۔ اس نے میرے علاوہ کبھی کسی دوسری عورت کو نہیں چاہا، اور آج تک کسی اور سے بات بھی نہیں کی۔

نواب صاحب نے سر ہلایا، مگر آنکھوں میں غم کی جھلک تھی،

بس؟ صرف کسی دوسری عورت سے رابطہ نہ رکھنا تمہارے لیے سب سے بڑی بات ہو گئی؟

اس کے دل کی خامیاں، اس کی سوچ... جو اس سے بھی زیادہ زہریلی ہیں، تم نے کیوں نظر انداز کر دی؟ کل کو وہ تمہیں قید کر لے، آزادی نہ دے تو کیا یہ اچھی بات ہے؟"

"عورت سمجھتی ہے کہ جو مرد کسی اور کے ساتھ رابطہ نہ رکھے تو اس ایک اچھی عادت کی وجہ سے اس کی وہ ساری خامیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں جو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔" وہ تمہیں اپنے لفظوں سے روز زخمی کریگا تم یہ برداشت کر لوگی؟؟؟ اگر وہ تمہاری پرواہ کرنا چھوڑ دیگا تو تم یہ بھی برداشت کر لوگی؟؟

صرف اس وجہ سے کہ اسکے کسی اور عورت سے رابطے تو نہیں ہے ناں۔

وہ تمہیں ذہنی مریض بنا دے تم خوش رہو گی اس میں؟؟

رخسار کی آواز لرز گئی، مگر وہ ہمت نہیں ہاری،

"ابا،وہ ایسا نہیں ہے۔وہ مسلسل اُس کا دفاع کر رہی تھی۔

نواب صاحب نے آہ بھر کر کہا،

"بیٹا... فطرت کبھی نہیں بدلتی۔انسان بدل جاتا ہے،عادتیں بدل جاتی ہیں،ماحول بدل جاتا ہے... لیکن فطرت وہ نہیں بدلتی۔"

رخسار نے سانس گہرائی سے لی،دل کی آواز کو دبانے کی کوشش کی،

"ابا... اس کی فطرت میں ایسا کچھ نہیں جس سے مجھے تکلیف ہو۔"

نواب صاحب کی آنکھیں سنجیدگی سے بھری تھیں،

"مطلب تم نے سوچ لیا ہے کہ تم اسے اول رکھو گی؟"

رخسار خاموش ہو گئی۔کمرے میں صرف ٹک ٹک گھڑی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔باہر بارش نے زور پکڑ لیا تھا۔دھند نے ہر چیز اپنی لپیٹ میں لے لی تھی۔

نواب صاحب نے ڈر اور محبت کے آمیز لہجے میں کہا،

میں بتاؤں۔۔کہ میں نے اس سے کیا بات کی تھی؟"

رخسار نے بے دھیانی میں کہا،

ابا،اگر آپ نہیں مانے تو میں بھاگ جاؤں گی اس کے ساتھ۔

یہ لفظ نواب صاحب کے دل میں ایک تیز دھار کی طرح گھس گئے۔رخسار کے یہ لفظ نواب صاحب کے دل کے ساتھ ان کی روح کو بھی چھلنی کر گئے تھے کہ جس بیٹی کو وہ سب سے لاڈ پیار کرتے تھے آج وہ ان کی عزت کی بھی پرواہ نہیں کر رہی تھی۔

نواب صاحب نے آہ بھری،اور بس اتنا کہا،

جاتے ہوئے اپنی ماں کو اندر بھیج دینا۔رخسار

رخسار نے ٹوٹتے دل کے ساتھ کہا،

"ابا"

ابا..

نواب صاحب جیسے ٹوٹ کے بکھر گئے تھے۔

رخسار کی اب کسی بھی پکار کا وہ جواب نہیں دے رہے تھے۔اور شائد یہ رخسار کی اپنے ابا سے آخری ملاقات تھی جو بیت گئی۔

وہ خاموشی سے باہر نکل گئی۔اور اپنی ماں کو اندر بھیجا۔

حلیمہ جلدی سے نواب صاحب کے پاس آئی۔

نواب صاحب خود کو سمیٹتے ہوئے بولے

حلیمہ!!اس سے پہلے کہ وہ میری عزت کو اپنے پیروں تلے روند دے،ہم اس کا سادگی سے نکاح کروا کر اسے اس گھر سے رخصت کر دیتے ہیں۔

حلیمہ نے چونک کر کہا،

'یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کو جو پسند نہیں،اس سے اپنی لاڈلی کی شادی کیسے کرواسکتے ہیں؟

حلیمہ!!رخسار اُس سے جذباتی حد تک جڑ گئی ہے اگر میں زبردستی کرونگا تو رخسار ٹوٹ جائے گی اور وہ گھر سے بھاگ بھی سکتی ہے،نواب صاحب نے اپنا حدشہ بیان کیا۔

تو کیا آپ بے بس ہو کر یہ فیصلہ کر رہے ہیں؟؟

نواب صاحب نے آنکھوں میں آنسو چھپاتے ہوئے جواب دیا،

میں نے بہت کوشش کی اسے سمجھانے کی... مگر میں نے دیکھا کہ رخسار اُس سے محبت کرتی ہے،اور یہ محبت اسے اتنا اندھا کر گئی ہے کہ وہ میری اور تمہاری بات نہیں سمجھے گی۔اگر میں ضد کر رہا ہوں تو حالات اور خراب ہو جائیں گے۔تم یہ سمجھو کہ ایک باپ اپنی بیٹی کی محبت میں پیچھے ہٹ رہا ہے،تاکہ میری بیٹی کم از کم اس گھر سے عزت کے ساتھ رخصت ہو،نہ کہ ٹوٹی ہوئی حالت میں۔

حلیمہ نے نرم لہجے میں کہا،

'اگر رخسار اپنی ضد پر قائم ہے تو کیا ہم اس کی ضد کے آگے جھک جائیں؟

نواب صاحب نے آہستہ لیکن پختہ انداز میں کہا،

"کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جہاں سختی کرنے سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے، اور میں نے بھانپ لیا ہے کہ اگر میں اس پر سختی کروں گی تو اس کا یقینا نقصان ہو گا۔"

نواب صاحب نے گہرائی سے سانس لیا، دل میں کشمکش کے بادل گھیرے ہوئے تھے۔

حلیمہ میرے پاس بھی دو ہی راستے ہیں۔ یا تو اپنی انا پر قائم رہوں اور بیٹی کو توڑ دیں، یا اپنی مرضی قربان کر کے اس کی خوشی میں اسے آزاد چھوڑ دوں۔

کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد، انہوں نے دل کی آواز پر عمل کیا،

اور میں نے دوسرا راستہ چنا ہے۔

رخسار کی اس گھر سے رخصتی ہو گی، اور یہ اس کی ہم سے آخری ملاقات ہو گی۔ اس کی رخصتی کے بعد ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہو گا۔

حلیمہ نے نرم لہجے میں پوچھا،

"آپ اس کے بغیر رہ لیں گے؟؟"

نواب صاحب نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں، پھر خود سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا،

جب وہ میری عزت کو روندنے میں میرا نہیں سوچ رہی تو میں بھی اس کے بغیر رہ لوں گا۔

لیکن حقیقت یہ تھی کہ انہیں کبھی بھی رخسار کے بغیر رہنا ممکن نہ تھا، اور نہ ہی انہوں نے ایسا کچھ کبھی سوچا تھا۔ وہ تو رخسار کے بغیر کچھ نہیں تھے۔

میں اس کو اس کی محبت کے سپرد کرتا ہوں، لیکن اگر اس کا فیصلہ غلط ہوا تو وہ خود اس کی ذمہ دار ہو گی۔ اور میرے گھر کے دروازے اس کے لیے اس کی رخصتی کے بعد بند ہو جائیں گے۔

نوب صاحب، اگر اس کا فیصلہ غلط ثابت ہوا تو وہ ماں باپ کے گھر کو تلاش کرے گی، کیونکہ ماں باپ ہی اس کی آخری منزل ہوں گے۔ آپ اسے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا چھوڑ دیں گے۔

حلیمہ کی آواز میں ممتا کی شدت تھی، وہ اگلا لمحہ نرم دلائی کے ساتھ نواب صاحب کے دل میں اتارنا چاہ رہی تھی،

آپ اس کی رخصتی کر رہے ہیں تو خوشی سے کریں، واپسی کے دروازے بند تو نہ کریں...

آج ایک ماں کی ممتا آپ سے بول رہی ہے۔

نواب صاحب نے دل کی کشمکش کے ساتھ کہا،

ایک باپ ہونے کے ناطے، میرے بھی کچھ اصول ہیں، اور میں انہیں نہیں توڑ سکتا۔ اگر میں نے رخسار کو سب سے زیادہ پیار دیا ہے، تو اس کے غلط فیصلے کی سزا بھی اسے ضرور ملے گی... میں نہیں تو وقت اسے سمجھائے گا۔

یہ ساری باتیں ریاست صاحب وقتی دل ٹوٹنے پر کر رہے تھے۔ وہ کبھی بھی رخسار کو دنیا میں دربدر ٹھوکر کھانے کے لیے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

وہ آج جس کے کہنے پر گھر چھوڑنے جا رہی ہے، اُس نے اسے اتنا یقین دلا رکھا ہے کہ وہ اسے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ سب سے بڑی غلطی بھی یہی کر رہی ہے کہ اس پر یقین کر

رہی ہے۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی، لیکن اس نے میری ایک نہ مانی۔ اسے لگ رہا ہے کہ میں اپنے بھائی کا بدلہ بھی اُس کے بیٹے سے لے رہا ہوں، ان کی محبت کے درمیان آ کر۔

کل چند گواہوں کی موجودگی میں اس کا سادگی سے نکاح ہو گا۔ بھائی جان کو بھی اس بارے میں بتا دینا کہ اپنے بیٹے کو لے کر وہ ہمارے گھر آجائیں۔

یہ کہہ کر نوب صاحب باہر تھٹھرتی سردی میں نکل گئے۔

بارش پوری شدت سے برس رہی تھی۔ نواب صاحب نے ٹھنڈ اور بارش کی پرواہ کیے بغیر لان میں قدم رکھا اور بیٹھ گئے۔ وہ گھڑی کی سوئیوں کی آواز سنتے اور اٹھ کر چکر لگانے لگتے۔

جیسے جیسے وقت کی رفتار بڑھ رہی تھی، ان کے دل پر دباؤ بھی بڑھتا گیا۔ انہیں لگ رہا تھا کہ اگر وقت نے رفتار پکڑی ہے تو صرف آج کے لیے۔ وقت ایسے گزر رہا تھا جیسے ہر لمحہ سکینڈز کی طرح ہو۔ وہ ہر لمحے گھڑی پر نظر ڈال کر اپنے دل کی بے چینی بڑھاتے اور پھر چکر لگانے لگتے۔

بارش کی بوندوں کے ساتھ نواب صاحب کے آنسو بھی بہہ رہے تھے، جو وہ اندر حلیمہ کے سامنے نہ رو کر اپنی کمزوری چھپا رہے تھے۔ بڑھاپے میں سانس کی تنگی نے انہیں زیادہ دیر چلنے نہیں دیا، لیکن دل کی بے چینی نے ہر حد کو توڑ دیا۔ وہ کبھی کرسی پر بیٹھتے، کبھی اٹھ کر بارش میں چکر لگاتے، ہر لمحہ ایک باپ کی بے بسی اور بیٹی کے لیے قربانی کو بیان کر رہا تھا۔

وہ اپنے جھریوں والے ہاتھوں سے آنسو صاف کر رہے تھے۔ وہ ہاتھ جو زندگی بھر محنت، محبت اور ذمہ داری کے نشان تھے، آج بے بسی کی علامت بن چکے تھے۔ ہر بار جب وہ ہاتھ اپنی آنکھوں پر پھیرتے، جیسے زندگی کی تمام تھکن اور درد باہر نکلنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر وہ ایک لمبی سانس بھرتے اور دھیرے دھیرے لان کی کرسیوں کے گرد چکر لگانے لگتے۔ ہر قدم کے ساتھ ان کے دل میں ایک اور سوراخ پیدا ہو رہا تھا، ایک اور درد گھس رہا تھا۔

آج مجھے لگ رہا تھا کہ میں دنیا کا سب سے کمزور انسان ہوں۔ ایسا انسان جسے کوئی بھی آسانی سے توڑ سکتا ہے، جسے نہ وقت روک سکتا ہے اور نہ یہ بہتے ہوئے آنسو۔ میں نے محسوس کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ جتنی بھی کوشش کر لوں، نہ وقت رک سکتا ہے، نہ یہ آنسو تھم سکتے ہیں۔ ہر لمحہ ایک رستہ ہے جو مجھے بے بس اور تنہا کر دیتا ہے۔

یہ سوچتے ہوئے دل میں ایک گہرا زخم کھلتا ہے کہ "بچے کبھی کبھی ماں باپ کی محبت کو بغیر جانے ہوئے رد کر دیتے ہیں۔ یہ فیصلے جو وہ کرتے ہیں، ان کے نتیجے میں والدین کو جو تکلیف ہوتی ہے، وہ کبھی سمجھی نہیں پائیں گے۔ محبت کرنا جرم نہیں، لیکن اگر وہ محبت غلط انسان سے ہو جائے، تو وہ محبت جرم بن جاتی ہے۔ اور یہ جرم خود محبت کرنے والے کو سزا کے طور پر واپس لوٹتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نواب صاحب نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور لمبا سانس لینے کی کوشش کی، اُن کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ وہ خود کلامی کرتے ہوئے بولے۔

رخسار، میری بچی!!! نواب صاحب کی آواز میں لرزش تھی، لیکن ہر لفظ میں اتنی محبت اور درد جھلک رہا تھا کہ ہوا میں گونج رہا تھا۔'

اگر تم مجھے اس انسان کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا کہتی، تو میں خوشی خوشی کروا دیتا۔ لیکن وہ انسان، جس کی رگوں میں ہماری نسل کا خون ہے، جس کا باپ آج تک نہیں بدلا تو وہ کیا بدل جائے گا جس کے والد نے اپنی بیوی کو غلام بنایا ہوا، کیا وہ تمہیں خوش رکھ پائے گا؟ میں تمہیں اتنا ٹوٹتا ہوا دیکھ نہیں سکتا۔

نواب صاحب کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں مگر دھند میں وہ نگاہیں، ان کی دل کی بے بسی کو ظاہر کر رہی تھیں۔

'میں تم سے منت کروں، پاؤں بھی پڑ جاؤں، تب بھی تم مجھے ٹھکراؤ گی اور اس کی محبت کو چنو گی۔ آج میں نے یہ تمہاری آنکھوں میں دیکھ لیا ہے۔

رات زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ سردی بھی بڑھ رہی تھی۔ دھند نے آنگن اور کمرے کے ہر کونے میں اپنی سفید چادر بچھا دی تھی، اتنی کہ نواب صاحب کے سامنے والی کرسی بھی دھند میں گم تھی۔ وہ سانس لینے میں دقت محسوس کر رہے تھے، اور ساتھ والی کرسی کا سہارا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لے کر کچھ دیر وہیں بیٹھ گئے۔ ان کے رونے میں وہ شدت تھی جو لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی تھی۔

"ایک باپ سب سے زیادہ بے بس تب ہوتا ہے جب اسکے بچے اس سے کچھ ایسا مانگ لے جو اسکے پاس دینے کے لیے ہو ہی نہ۔ میں نے آج اس ایک دن میں عمر بھر کی بے بسی، لاچاری سب دیکھ لی ہے۔۔"

نواب صاحب نے ایک لمحے کے لیے اپنی آنکھیں بند کیں، اور دل میں وہ سب یادیں تازہ کیں جو کبھی آنگن کی ہنسی میں چھپی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے قدم، کھیلتے ہوئے ہاتھ، خوش چہروں کی آوازیں، سب ایک لمحے میں ان کے سامنے آ گئیں۔ ان لمحوں نے ان کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور وہ محسوس کر رہے تھے کہ کل سب کچھ بدل جائے گا۔

میرے آنسو جو تھمنے کا نام نہیں لے رہے میں جب جب سوچتا ہوں کہ تم کل اس گھر سے رخصت ہو جاؤ گی میں تم سے کبھی مل نہیں پاؤ نگا یہ سوچ کر ہی میری جان نکل رہی

ہے۔ میں اس رخسار سے کیسے دور رہ سکتا جس نے آج تک اپنی ساری دل کی باتیں اپنی ماں سے پہلے مجھے بتائی میں کیسے اپنی رخسار کو خود سے جدا کر سکتا ہوں۔

رخسا، کل تم مجھے کہیں نظر نہیں آؤ گی۔

میرا بس چلے تو میں وقت کو پیچھے لے جاؤں۔ جب تم چھوٹی تھی جب تم سب بچے اس آنگن میں کھیلتے تھے میں اور تمہاری ماں تم لوگوں کے کھلکھلاتے چہرے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

مگر میں ایسا کر نہیں سکتا۔

کل سب کچھ بدل جائگا میری پوری زندگی۔ تمہاری۔۔۔ بلکہ اس گھر کے ہر فرد کی زندگی بدل جائے گی۔

کل میرے سب بچے موجود ہونگے لیکن رخسار.....رخسار کل کے بعد کہیں نظر نہیں آئے گی۔ تمہاری کمی میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔ اور تمہاری جگہ کوئی بھی نہیں پر کر سکتا سوائے تمہارے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح جب نواب صاحب گھر میں داخل ہوئے،ان کا چہرہ اداس اور پھیکا پڑا تھا۔رات بھر کی بے خوابی اور رونے کی وجہ سے ان کی سرخ جلد کی وہ چمک، جو کل رخسار کی موجودگی میں روشن تھی، آج دھند میں گم ہو چکی تھی۔وہ چہرہ،وہ آنکھیں، ہر جھری، ہر سانس ایک مکمل داستان سنا رہی تھی۔

(*******)

آج کا دن نواب حویلی کے لیے ایسے تھا جیسے ہر طرف چراغ بجھ گئے ہوں۔ہر کمرے میں اداسی نے اپنا پہرہ جما رکھا تھا۔دیواریں، کھڑکیاں، کمرے کے کونے،سب پر ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ہوا چل تو رہی تھی، لیکن اس کی ٹھنڈک نہ تھی،بلکہ اس کی تپش ہر ایک کے دل میں جل رہی تھی،ہر دل کو جھنجھوڑ رہی تھی۔باہر بارش مسلسل برس رہی تھی،ہر بوند نواب صاحب کے دل کی فریاد بن کر زمین پر گر رہی تھی،ایک نوحہ،ایک درد کی آواز بن کر۔

حلیمہ نے رخسار کو کل ہی سب کچھ بتا دیا تھا۔ التمش اور نفیس اتنے بڑے نہیں تھے جو معاملات کی باریکی سمجھ سکیں، بس اتنے خوش تھے کہ ان کے گھر شادی کا سماں ہے، مگر ان کی خوشی سطحی اور بے فکری سے بھرپور تھی۔

رخسار زینے پر اداس بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک خالی پن، چہرے پر خاموشی، اور لبوں پر ہلکی سی لرزش تھی۔ جیسے دل کے تمام رنگ دھند میں چھپ گئے ہوں۔ تانیہ آہستہ سے اُس کے پاس آئی، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

'اب جب سب کچھ تمہاری مرضی سے ہو رہا ہے تو تم اداس کیوں ہو؟ جا کر تیار ہو جاؤ۔

رخسار نے سر ہلایا، لیکن آواز میں ایک چھپی ہوئی کیفیت تھی،

میں ایسے رخصت نہیں ہونا چاہتی، تانیہ باجی۔ میں تو کچھ اور ہی سوچا تھا۔

تانیہ نے اسے سہارا دیتے ہوئے کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے جو بھی سوچا تھا اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جا کر تیار ہو جاؤ۔ قاضی صاحب آتے ہوں گے۔

بارش مسلسل برس رہی تھی، پچھلے سات دن سے نہ تھمی نہ رکی۔ ہر بوند جیسے نواب صاحب کے دل کی چیخ، ہر قطرہ نوحہ بن کر زمین پر گر رہا تھا۔ آج وہ دن تھا جس کا تصور نواب صاحب نے کبھی نہیں کیا تھا۔ اس کی لاڈلی، رخسار، اس کا دل کا ٹکڑا، آنکھوں کی روشنی، اس کی سلطنت کی شہزادی، کسی اور کا مقدر بننے جا رہی تھی۔

نواب صاحب نے زندگی میں بہت کچھ کھویا تھا، جنگیں، بھائی، والدین، دوست، مگر یہ درد سب سے الگ تھا۔ یہ جدائی وہ تھی جو زندگی کا حصہ بن کر رہ جانی تھی، ایک ایسا کڑوا لمحہ جو دل کے ہر حصے میں گہرائی سے بیٹھ جاتا ہے۔

کچھ دیر بعد نواب صاحب قاضی صاحب کو اندر لے آئے۔ انہوں نے چہرے پر درد چھپاتے ہوئے کہا،

حلیمہ، مہمان آ گئے ہیں۔ رخسار کو لے آؤ۔

حلیمہ نے سر جھکایا

جی، میں ابھی دیکھتی ہوں۔

رخسار ایک سادہ سے سرخ جوڑے میں بیٹھی تھی، آئینے میں اپنی اداسی بھری شکل دیکھ رہی تھی۔ حلیمہ کمرے میں آئیں،، بیڈ پر پڑی چادر اٹھا کر رخسار کے سر پر ڈالی۔ اور بولیں،

"یہ چادر عورت کی عزت کی علامت ہے، اور بیٹیاں باپ کے سر کا تاج ہوتی ہیں۔ آج ایک باپ کے سر کا تاج ہمیشہ کے لیے اترنے والا ہے۔ تم اپنی چادر، اپنی عزت کا مان رکھنا، اور اس رشتے کو دل سے نبھانا۔ واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے تمہارے پاس۔"

رخسار نے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،

'امی، میں ایسے تو نہیں رخصت ہونا چاہتی تھی۔

حلیمہ نے اسے دھیرے سے تسلی دی،

میری بچی،اس کے علاوہ تم نے نواب صاحب کو کسی اور انتخاب کا موقع نہیں دیا۔وہ تم سے ڈر گئے ہیں۔انہیں لگتا ہے کہ کل جس رخسار سے بات کی گئی،وہ ایک بیٹی نہیں،ایک عاشق کی محبوبہ کی طرح بات کر رہی تھی،اور باپ اپنی محبت سے جائے۔ محبوبہ کی عزت برقرار رہنی چاہیے۔

رخسار کا چہرہ اداسی سے بھرا تھا۔وہ خاموشی سے اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی،مگر دل کی دھڑکن اور آنکھوں میں نمی سب کچھ بتا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حلیمہ نے آگے کہا،

'اب اور کوئی راستہ نہیں ہے۔اٹھ جاؤ۔ تمہارے ابا قاضی صاحب کو کب کا لے کر آ گئے ہیں۔ اور تمہارے تایا ابا کی فیملی بھی آ چکی ہے۔

رخسار کو اتنا وقت بھی نہیں ملا کہ وہ آخری بار نواب صاحب کو دیکھ سکے۔وہ نیچے اترتے ہوئے نواب صاحب کے کمرے میں گئی،اور ان کی ڈائری چھپا کر لے آئی، کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس میں والد اپنی ساری کیفیت لکھتے ہیں۔

نواب صاحب رخسار کو لال جوڑے میں دیکھ کر ایک لمحے کے لیے رک گئے۔ ان کی آنکھوں میں ایک گہرا درد تھا، جسے آنسوں روک نہیں سکتے تھے، لیکن انہوں نے خود پر قابو پایا۔ پھر کچھ دیر بعد، نظریں ہٹا کر نکاح کا سلسلہ شروع ہوا۔ نواب صاحب کمرے کے آخر میں ایک کرسی پر بیٹھ گئے، کیونکہ اگر وہ رخسار کے پاس کھڑے ہوتے تو ان کے روکے ہوئے آنسو بہنے لگ جانے تھے۔

اور انہوں نے کمزور پڑ جانا تھا۔

نکاح کے بعد، جیسے ہی رخصتی کا وقت آیا، نواب حویلی کی فضاؤں میں ایک عجیب سا سناٹا چھا گیا۔ ایسا سناٹا جو صرف الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتا، بلکہ صرف دل کے زخم محسوس کر سکتے تھے۔ ہر کمرے کی دیواریں، ہر پردے، ہر شیشے کی چھوٹی سی ٹپک، سب کچھ نواب صاحب کے درد کا آئینہ بن چکا تھا۔ وہ سب بہن بھائی، جو ابھی تک شادی کی خوشی میں محو تھے، رخسار کے گرد جمع ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار کے بہن بھائی، التمش اور نفیس، ابھی تک یہ نہیں جان پائے تھے کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ ان کے معصوم چہرے خوشی میں دمک رہے تھے، مگر دل کے اندر ایک دھندلی سی فکر چھپی تھی، جسے وہ خود محسوس نہیں کر پا رہے تھے۔ جیسے ہی رخسار نے سب سے الوداع کہا، ہر گلے لگنے، ہر لمس میں چھپی محبت اور درد نے سب کی آنکھیں نم کر دی تھیں۔

تانیہ اور حلیمہ نے رخسار کو گلے لگایا، اس کے بالوں کو سہلایا، اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے دل کی خاموش صدا پہنچانے کی کوشش کی۔ ہر لمس میں ایک خاموش پیغام تھا۔

ہم تمہیں اتنی محبت کرتے ہیں کہ تمہیں رخصت کرنا ہمارے لیے موت کے برابر ہے۔ حلیمہ بیگم نے اُسے مضبوطی سے گلے لگا کر کہا،

رخسار کی سانسیں ہلکی اور بے ترتیب تھیں، اس کی آنکھیں نم، اور ہر دھڑکن میں ایک بے بسی چھپی ہوئی تھی۔

رخسار نے آہستہ آہستہ نواب صاحب کی طرف قدم بڑھایا۔ ہر قدم جیسے دل کو چھید رہا ہو۔ وہ زخمی دل کے ساتھ بولی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابا!!

نواب صاحب نے اسے نہ چاہتے ہوئے بھی گلے لگالیا۔ وہ لمحہ گویا بیٹی کی جدائی کا نہیں بلکہ ایک باپ کے دل کی روشنی کی خاموشی کا تھا۔ نواب صاحب کے ہاتھ رخسار کے سر پر تھے، اور ان کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں، مگر غرور اور جلال کی آخری دھاک ان کے دل کی گہرائی میں چھپی بے بسی کو چھپا رہی تھی۔

انہوں نے رخسار کے جھکے ہوئے سر کو چومتے ہوئے کہا

رخسار!! تم صرف میری نہیں، میری روح کی روشنی بھی تھی۔ تم جا رہی ہو، اور تمہارے ساتھ میرا دل بھی جا رہا ہے۔ اور اگر کبھی تمہاری مسکراہٹ مدھم پڑے، جان لینا کہ تمہارا باپ بھی کہیں تڑپ رہا ہو گا۔

یہ لمحہ ایک درد کی گونج تھا۔ ہر لفظ، ہر سانس، ہر آنکھ کی نمی نواب صاحب کے اندر کے جذبات کو بیان کر رہی تھی۔ رخسار کو دہلیز پار کراتے ہوئے نواب صاحب نے ہر قدم پر

اپنے دل کی بے بسی کو چھپانے کی کوشش کی، مگر ہر قدم جیسے دل کے ٹکڑوں کو زمین پر گرا رہا ہو۔

رخسار نے ایک آخری بار پیچھے منہ کیا۔ دونوں کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر سب کچھ کہہ رہے تھے — محبت، جدائی، خوف اور یادیں۔ نواب صاحب نے رخسار کو دہلیز پار ہوتے ہوئے پلٹ کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن ان کے قدم ڈگمگا گئے۔ وہ اب بادشاہ نہیں، کوئی جلالی حکمران نہیں، وہ صرف ایک باپ تھے، جسے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے دنیا کی ہر طاقت بے بس محسوس ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بارش زور و شور سے برسنے لگی، اور اب وہ بارش صرف بارش نہیں تھی، بلکہ آسمان کی چیخیں، نواب صاحب کے درد کے ساتھ، ہر طرف گونج رہی تھیں۔ ہر قطرہ نواب صاحب کے دل کی تڑپ بن کر زمین پر گر رہا تھا۔ ہر بوند ایک لفظ تھی، ہر ٹپکنا ایک درد کی صدا۔

"رخصت تو بیٹی کی ہوئی تھی، لیکن نواب صاحب کی ہر سانس، ہر دھڑکن، ہر لمحہ، اس کے ساتھ باہر نکل گیا۔"

رخسار کی رخصتی کے بعد نواب صاحب ایک بے بس باپ بن گئے تھے جس کے دل کی محنت سات دن کی بارش میں بہہ گئی، اور وقت کے ہر لمحے نے اسے یاد دلایا کہ کچھ جدائیاں الفاظ میں نہیں، صرف آنکھوں اور دل کی دھڑکنوں میں بیان ہوتی ہیں۔

نواب صاحب نے رخسار کے جانے کے بعد کرسی پر بیٹھ کر اپنے سر کو ہاتھوں میں چھپا لیا، جیسے دنیا کی ہر خوشی، ہر طاقت، ہر شہزادی کا جلال محض ختم ہو گیا ہو۔ وہ صرف ایک باپ تھے، ایک باپ جو اپنی بیٹی کے بغیر، اپنی زندگی کے سب رنگوں کو کھو چکا تھا۔

اور بارش، وہ سات دن کی مسلسل بارش، جیسے نواب صاحب کے دل کی مدتوں کی محنت، ان کی محبت، اور ان کے دکھ کو زمین پر بہا رہی ہو۔ ہر قطرہ ایک درد کی نوید تھا، ہر ہوا کی سرسراہٹ ایک خاموش فریاد۔

یہ لمحہ وہ دن تھا جب جدائی، لفظوں سے نہیں، صرف آنکھوں سے بیان ہوتی ہے۔ اور آج، نواب صاحب اور رخسار کے درمیان وہ آنکھیں، وہ سانسیں، وہ رونا، ہر چیز، ہر لمحہ، ہمیشہ کے لیے دل میں نقش ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ جدائیاں لفظوں سے نہیں، صرف آنکھوں سے بیان ہوتی ہیں۔ اور آج وہی دن تھا"

(******)

رخسار نے ماضی کی دھندلی یادوں سے باہر آتے ہوئے الماری کی جانب قدم بڑھائے۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، مگر دل کی بے چینی نے اسے روکنے نہیں دیا۔ الماری کی ہر دراز، ہر کونا، ہر چھوٹا سا خانہ، گویا اس کے ابا کی زندگی کے راز چھپائے ہوئے تھے۔ کافی دیر کی کھوج، ہاتھوں کی لرزش، اور دل کی دھڑکنیں تیز ہونے کے بعد، اس نے بالآخر وہ پرانی، گندی، مگر محبت بھری ڈائری تلاش کر لی۔ ایک ڈائری ہی تو تھی جو وہ اُس گھر سے لے کر آئی تھی۔ اور آج تک اُسے اپنے پاس سنبھال کر رکھا تھا۔ نہ جانے دن میں کتنی دفعہ رخسار اس کو پڑھتی تھی۔

رخسار نے ڈائری کو اپنے سینے سے لگایا، جیسے وہ ابھی بھی اپنی چھوٹی بچی ہو اور نواب صاحب اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہوں، اسے ہر لمحے گود میں سہلا رہے ہوں۔ کمرے کے ایک کونے میں، جہاں روشنی کم تھی رخسار بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابتدائی کچھ دیر وہ صرف ڈائری کو گلے لگائے روتی رہی۔ ہر آنکھ کا آنسو اس کی بے بسی کی کہانی سنا رہا تھا۔ پھر اس نے ہمت کر کے پہلا صفحہ پلٹنا شروع کیا۔

نومبر 1995

وقت دوپہر کے 2 بجے

بارش پوری شدت سے برس رہی تھی، ہر قطرہ نواب صاحب کے دل کی دھڑکن کی مانند زمین پر گرتا۔

آج مجھے ایک ایسے انسان سے ملاقات کرنی ہے، جو میری بیٹی اور میرے درمیان ایک دیوار بن کر کھڑا ہے۔

میں اس سے ملاقات سے پہلے دل میں دعا کرتا تھا کہ وہ اپنے باپ جیسا نہ ہو اور میری بیٹی اس کے ساتھ بہت خوش رہے۔

مگر ملاقات کے بعد دل میں اندیشہ پیدا ہوا ہے کہ یہ انسان میری رخسار کے لیے صحیح ساتھی نہیں ہو گا۔ میں نے رخسار کو سمجھانا چاہا لیکن وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی،

رخسار نے دل کی دھڑکنیں روک کر آگے پڑھنا شروع کیا، جیسے ہر لفظ اس کے دل کے ٹکڑوں سے جڑا ہوا ہو۔

میں نے اسے پرکھنے کے لیے کچھ سوالات کیے، اس کے سوچنے کے انداز کو سمجھنے کی کوشش کی۔

جب میں نے پوچھا کہ اگر شادی کے بعد تم دونوں کی سوچ نہ ملے تو؟

اُس نے بلا تاخیر جواب دیا کہ وہ میری سوچ کے مطابق چل لے گی، اتنی بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے سوچ کا نہ ملنا۔

اس جواب نے، جیسے میری ساری امیدوں پر راکھ چھڑک دی گئی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر وہ یہ بھی کہتا کہ میں اس سے بات چیت کروں گا اسکو سمجھنے کی کوشش کروں گا پھر ہم ویسا کریں گے جس میں دونوں کی رضامندی ہو گی۔ مجھے تسلی ہو جاتی کہ میں ہی غلط سوچ رہا ہوں۔

میں نے پھر بھی امید کے ساتھ مزید سوال کیے، شاید کہیں وہ مجھے غلط ثابت کرے، لیکن ہر جواب، میرے دل کے زخموں پر نمک کی طرح اثر ڈال رہا تھا۔

نواب صاحب کی لکھائی میں درد چھپا تھا، مگر امید بھی چھپی ہوئی تھی۔

پھر میں نے پوچھا کہ اگر کبھی ماں اور بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو؟

ماں کا تجربہ زیادہ ہے، دنیا دیکھی ہے۔ انہوں نے، اس لیے رخسار کو اُن کی بات ماننی ہو گی۔ اور ہم دونوں ماں کی بات کو ہی ترجیح دیں گے۔

یہ جواب تو بیوی کے ساتھ ناانصافی اور ذہنی دباؤ کی شروعات ہے۔ کیونکہ اگر بیوی کو بھی اپنی رائے دینے کا موقع نہ ملا تو یہ رشتہ محبت اور اعتماد کی بجائے دباؤ میں بدل جائے گا۔

اگر وہ یہ بھی کہتا کہ میں دونوں کی بات سنو گا، سمجھوں گا اور پھر انصاف سے کام لونگا۔ تو بھی میرے دل میں آس لگ جانی تھی۔

مگر یہاں، جو جواب ملا، وہ غلامی کی سوچ کے سوا کچھ نہیں تھا۔

رخسار کی آنکھوں میں آنسو اور بھی تیز ہو گئے، کیونکہ ہر لفظ نواب صاحب کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر رہا تھا۔

سوالوں کا سلسلہ جاری تھا۔

میں نے پوچھا، بیوی تمہاری نظر میں کیا مقام رکھتی ہے؟

اُس نے بڑے سکون سے جواب دیا، وہی جو روایتی بیوی کا مقام ہوتا ہے۔ میری بات مانو، جو میں کہوں اس پر عمل کرو۔

یہ غلامی ہے، محبت اور عزت نہیں۔ میں نے اُس کے جواب میں اُسے سمجھانا چاہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن ہمارے ہاں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔اب میں سب سے الگ تو ہوں نہیں۔۔اُس نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

"لیکن بیوی تو زندگی کی ساتھی ہوتی ہے۔عتماد اور عزت کی حامل شخصیت،جسے پیار سے رکھا جاتا ہے۔ساتھ نبھایا جاتا ہے۔"

خیر میں نے اپنا اگلا سوال کیا۔

رخسار کے ہاتھ کانپ رہے تھے،اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں،دل کی دھڑکنیں ڈائری کے ہر لفظ کے ساتھ گونج رہی تھیں۔

نواب صاحب نے اگلا سوال لکھا

"اگر بیوی تم سے اپنی غلطی پر معافی مانگے تو تمہارا ردعمل؟"

اور جواب میں انہوں نے خود وضاحت کی۔کہ وہ کہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ اچھی بات ہے کہ اگر وہ غلطی کرے تو فوراً معافی مانگے تاکہ رشتہ خراب نہ ہو۔ لیکن اگر مجھ سے غلطی ہو جائے تو، چاہے میں معافی نہ مانگوں، اسے مجھے معاف کرنا ہی ہو گا کیونکہ میں شوہر ہوں۔"

رخسار کی سانسیں رکنے لگیں، ہر لفظ اس کے دل میں چھرا سا گھونپ رہا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ کس طرح نواب صاحب نے اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے دل کی ہر دھڑکن، ہر سوچ، ہر خوف لکھا تھا۔ ہر صفحہ، ہر جملہ، نواب صاحب کے دل کے زخموں، محبت، امید اور بے بسی کا عکس تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں لگتا ہے کہ شادی صرف محبت سے چلتی ہے؟"

اُس نے فوراً جواب دیا

"جی، محبت کافی ہے، باقی سب خود بخود ہو جائے گا۔"

"لیکن محبت تو بنیاد ہے، مگر اس کے ساتھ عزت، برداشت اور نیت بھی تو ضروری ہے۔ کیونکہ زندگی صرف جذبات سے نہیں چلتی۔ میں نے اُسے جواب دیا۔"

نواب صاحب کے الفاظ سخت، مگر حقیقت کے آئینے کی طرح تھے۔ ان کا لہجہ کسی دھات کی طرح تھا، ہر لفظ میں ایک تہہ دار درد، ایک تجربہ چھپا ہوا تھا۔ رخسار کے دل پر جیسے بجلی گر گئی ہو۔

رخسار نے اگلے صفحات پڑھنے کی ہمت کی، لیکن ہر صفحہ ایک دھچکے کی طرح تھا۔ نواب صاحب نے لکھا،

میں نے اس سے مزید سوالات کیے۔ اور میرا اندیشہ سچ نکلا۔ وہ تمام سوالات میں بری طرح فیل ہوا۔ اس کے نزدیک عورت صرف گھر داری، صرف چار دیواری میں بند رہنے والی ہستی ہے۔ اس کی سوچ میں عزت، اعتماد، اور رشتہ داری کی کوئی اہمیت نہیں۔ شوہر سارے فیصلے کرے گا، اور یہی اس کے لیے کافی ہے۔

رخسار کے سینے پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا گیا ہو، دل کی دھڑکنیں اس بھاری چٹان سے ٹکرا رہی تھیں۔ آنکھیں نم ہوئیں، اور اس کی سانسیں آہستہ آہستہ رکنے لگیں۔

ابا ٹھیک کہتے تھے۔ اس نے دل میں کہا، اپنے فیصلے پر پچھتاوے کے ساتھ۔

اگر میں ابا کی بات مان لیتی تو آج... آج یہ سب نہ ہوتا۔

رخسار نے ڈائری کو اپنے سینے سے لگایا، جیسے وہ ابھی بھی اپنے ابا کی گود میں ہو، اور نواب صاحب کے ہر لفظ کی حفاظت کر رہی ہو۔ اس کے ذہن میں ایک خوفناک حقیقت گھوم رہی تھی۔

دل میں شدید درد تھا، لیکن جسم بھی اس صدمے کو سہنے کے لیے کمزور پڑ رہا تھا۔ ہر پل وہ اپنے کیے گئے فیصلے پر سوچ رہی تھی، اور دل پر ایک بھاری بوجھ تھا جو اسے دبا رہا تھا۔

"اور یہ سزا... یہ سچ میں سزا ہے جو مجھے مل رہی ہے۔ میں نہیں جانتی تھا کہ محبت کا فیصلہ، بغیر سوچے سمجھے، انسان کی زندگی میں اتنی شدید تباہی لا سکتا ہے۔

رخسار نے لمبی سانس لی، آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، لیکن اس کا چہرہ سخت، دل کی طرح کڑوا سا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ اب وقت کو واپس نہیں لایا جا سکتا۔ ہر لمحہ، ہر فیصلہ، ہر جواب، نواب صاحب کے دل کی گہرائیوں سے نکل کر اس کے دل میں گھس چکا تھا۔

اس لمحے، کمرا خاموش تھا۔ صرف رخسار کی سانسیں اور اس کا دل اپنی دھڑکن میں نواب صاحب کی صدا کو محسوس کر رہا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ محبت صرف جذبات کی بنیاد پر نہیں چلتی، بلکہ عزت، نیت، برداشت اور سمجھداری کی ضرورت ہوتی ہے۔

رخسار نے ڈائری بند کی، اور اس کا جسم تھک کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ آنکھوں میں آنسو، دل میں درد، اور دل کے اندر ایک گہرائی تھی جسے کوئی چھو نہیں سکتا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ اب زندگی میں ایک رشتہ باقی ہے، اور وہ صرف سرمد کے ساتھ جڑا ہے، باقی سب خواب، خیال، اور محبت کی توقعات، جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(*****)

ریاست حویلی کی دیواریں آج خاموش تھیں، لیکن یہ خاموشی کسی عام خاموشی کی نہیں تھی۔ دیواریں، دروازے، کھڑکیاں، فرش، سب ایک درد کی گونج سے بھرا ہوا لگ رہا تھا، جیسے زمین اور آسمان دونوں نے ایک ساتھ رونا شروع کر دیا ہو۔

دو روشنی کے چراغ آج ہمیشہ کے لیے بجھ گئے تھے۔ایک بیٹی جس نے اپنے خوابوں کی دہلیز پار کی،اور ایک باپ جس کے دل کی روشنی اس لمحے کے ساتھ مدھم ہو گئی۔

رخسار کی رخصتی محض ایک رسم نہیں تھی،یہ ریاست صاحب کی تنہائی کی شروعات تھی۔وہ باپ جس کی زندگی کی ہر صبح اس کے بیٹی کے چہرے سے روشن ہوتی تھی،جس کی ہر شام اس کے لمس سے مکمل ہوتی تھی،آج اس کی دنیا ایک لمحے میں خالی ہو گئی تھی۔

وہ باپ جو کبھی چائے کے ایک گھونٹ میں اپنی بیٹی کے چہرے کی مسکان تلاش کرتا تھا، رات کو سونے سے پہلے اس کا چہرہ دیکھنا،اس کی سانسوں کو محسوس کرنا،وہ سب ایک لمحے میں ختم ہو گیا۔

رخسار کی رخصتی کے صرف اڑتالیس گھنٹے بعد،ریاست صاحب خاموش ہو گئے۔نہ کوئی وصیت،نہ کوئی آخری بات،بس ایک ایسا درد جو جسم سے زیادہ روح میں اترا ہوا تھا،ایک ایسا صدمہ جو برداشت سے باہر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاید یہ لمحہ ریاست صاحب کے ظرف سے بڑا تھا،شاید وہ باپ،اپنی بیٹی کو کسی اور کے گھر جاتے دیکھنے کا حوصلہ نہ رکھ سکا تھا۔

ان کی آخری دعا،شاید رب سے تھی، کہ

یارب،اگر میری بیٹی کبھی دکھ میں ہو تو مجھے اس لمحے سے پہلے اپنے پاس بلا لینا۔ کیونکہ میں وہ باپ ہوں جو بیٹی کے آنسو بھی قبر سے پہلے برداشت نہیں کر سکتا۔

اور ایسا محسوس ہوا جیسے رب نے یہ دعا سن لی ہو۔

نواب صاحب کے جنازے پر اتنا رش تھا کہ قدم رکھنا بھی مشکل تھا،لیکن اس بھیڑ میں سب لوگ موجود تھے جو آخری بار ان سے ملنا چاہتے تھے،سوائے اس بیٹی کے جو سب سے زیادہ چاہتی تھی اپنے باپ کو۔رخسار نہ وہاں تھی،نہ اس نے باپ کے آنکھوں میں آخری لمحے کی زندگی دیکھی۔

حویلی کے ہر کمرے میں سکوت تھا،اور ہر کونے میں دکھ کی گونج تھی۔ حلیمہ،ریاست صاحب کی زندگی کی ساتھی،ٹوٹ کر بکھر گئی۔بچے،جو ہر درد میں باپ کے سینے سے لگتے تھے،

آج بے بس تھے۔اور سب سے بڑی تکلیف،سب سے بڑی خالی جگہ،وہ تھی جہاں بیٹی نہیں تھی۔

یہ سوچ کر روح کانپ جاتی تھی،کہ جو گھر کی رونق ہوں اگر وہ اس دنیا سے چلے جائیں تو گھر قبرستان بن جاتا ہے۔ایک ایسا قبرستان جہاں ہر روز لوگ اپنے آپ کو ان کی یادوں میں دفن کرتے ہیں،ان کی یاد میں خاموش فاتحہ پڑھتے ہیں،اور پھر چپ چاپ کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جا کر روتے ہیں۔

"باپ ایک ایسا سایہ ہے،جو اگر اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو بیٹی کے دل کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں،اور وہ ٹکڑے شاید کبھی جڑ نہ سکیں۔ہر کمرے میں،ہر دروازے کے پاس،ہر دیوار کے ایک کونے میں بیٹی کا دل ان ٹکڑوں کی آواز سنتا ہے،اور ہر لمحہ ایک خالی خلا محسوس ہوتا ہے،جو کبھی پُر نہیں ہوتا۔"

بارش اس دن شدت سے برس رہی تھی،لیکن یہ بارش محض پانی نہیں تھی۔یہ نواب صاحب کے دل کی چیخیں،ریاست صاحب کی خاموش صدا تھی،جو زمین پر گرتی بوند بوند کے ساتھ ہر

دل تک پہنچ رہی تھی۔ ہر قطرہ ان کے درد کا آئینہ لگ رہا تھا، ہر ہوا کا جھونکا ان کے سانسوں کی طرح بے جان محسوس ہو رہا تھا۔

باپ کے بغیر زندگی ایک ایسی خالی گلی ہے جس میں روشنی نہیں، ہوا نہیں، صرف خاموشی ہے۔ وہ باپ جو ہر خواہش پوری کرتا، ہر خوف دور کرتا، ہر خواب کو حقیقت میں بدلتا، اب وہاں نہیں تھا۔

"باپ کے بعد کوئی یہ کہنے والا نہیں ہوتا کہ عیش کرو۔ جب تک میں ہوں ساری خواہشات پوری کرونگا۔ میرے دم پر جتنا اڑنا چاہتی ہو اڑ لو۔ میں پر کاٹنے کی بجائے ان کو اڑان دونگا۔"

لیکن اب، یہ پنکھ خود بے حس لگنے لگے۔ باپ کے بغیر، ہر اڑان دھندلا، ہر خواب دھڑکنے سے محروم، اور ہر خواہش ادھوری لگتی تھی۔

Clubb of Quality Content

"خوابوں کو پنکھ لگانے والے جب رخصت ہو جائے تو ان پنکھوں کو کاٹنے والے ہر جگہ سے نکل آتے ہیں اور پھر بے بسی پیچھے رہ جاتی ہے۔ وہ خاموش آنسو جو ماں بیٹی سے اور بیٹے ماں سے چھپا رہے ہوتے ہیں۔"

گھریلو سکون کی وہ فضا جو ریاست صاحب کی موجودگی سے قائم تھی، اب غائب ہو گئی۔ بچے، جو کبھی باپ کی چھاؤں میں کھیلتے، ہنستے، اور ہر چھوٹی خوشی میں اس کا سایہ محسوس کرتے، اب بڑے ہو گئے، مگر وقت سے پہلے۔ ان کے ہاتھ میں کھیلونے نہیں، بلکہ زندگی کی بے بسی کا بوجھ آ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حویلی کی دیواریں اب صرف خاموشی سناتی ہیں۔ کبھی جو شور، ہنسی، اور باتوں کی گونج تھی، وہ اب کہیں نہیں۔ اب صرف پرندوں کی چہچہاہٹ ہے، جو اپنے بے فکری پن سے گزرتے ہیں، اور انسانوں کی دنیا کی تلخی کو ظاہر کرتے ہیں۔ نومبر کا مہینہ، جو کبھی خوشیوں کی شروعات بھی لا سکتا تھا، اب صرف غم کی یاد دلاتا ہے۔ ہر سرد ہوا کا جھونکا، ہر بوند بارش کی، ہر پتے کی سرسراہٹ، سب ریاست صاحب کی کمی کا درد بیاں کرتی ہیں۔

حلیمہ، جو ریاست صاحب کی ساتھی اور زندگی کی بنیاد تھی، اب تھکی ہوئی، ٹوٹی ہوئی، اور خاموش ہے۔ وہ اپنے بچوں کو سہارا دینے کی کوشش کرتی ہے، مگر وہ سہارا جو ریاست صاحب کے دن میں ہوتا، اب نہیں رہا۔ وہ مضبوط نہیں رہا، وہ ہر مشکل کا حلال نہیں رہا۔ ہر آنکھ جو ریاست صاحب کی محبت اور توجہ کی طلب میں نم تھی، اب بس خاموشی سے بہتی جا رہی تھی۔

اور شائد حلیمہ اور اس کے بچے بھی اب ایک دوسرے کو سہارا تو دیں گے لیکن وہ ٹوٹا ہوا سہارا ان کے باپ جتنا مضبوط نہیں ہو گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نواب صاحب کی حویلی اب صرف سمجھدار بچوں اور ایک بوڑھی ماں سے آباد ہے۔ وہ روشنی، جو کبھی گھر کے ہر کونے میں جھلکتی تھی، اب نہیں رہی۔ ہر خوشی کی خوشبو مدھم ہو گئی، ہر لمحہ صدمے کا آئینہ بن گیا۔ بچوں کے دل میں بھی وہ درد تھا جو ماں کے لیے چھپا ہوا نہیں تھا، اور ماں کے دل میں وہ خالی پن تھا، جو بچوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے مگر ناکام رہتا تھا۔

نواب صاحب کا عروج سے زوال کا قصہ بھی ایک سبق بن گیا۔ طاقت، دولت، عیش و عشرت سب کچھ تھا، مگر وہ سب کچھ ایک لمحے میں ختم ہو گیا۔ ریاست صاحب کے بغیر زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی سب خوشیاں بھی بے رنگ، سب کامیابیاں بھی خالی، اور ہر لمحہ ایک یاد کی مانند ہے، جو کبھی دل کو تسکین نہیں دیتی۔

(******)

ایک باپ کی موجودگی کسی گھر میں روشنی اور سکون کی طرح ہوتی ہے۔ وہ سایہ جو نہ صرف اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے بلکہ ان کی ہر خواہش کو سمجھتا اور پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی ہنسی، اس کی نصیحتیں، اس کی شفقت، اور اس کی سختی سب بچوں کے دلوں میں اعتماد پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر طوفان میں کوئی ان کے ساتھ ہے۔ ایک باپ کے ہاتھ کا لمس، اس کی گود، اس کی آواز، بچوں کے لیے سب سے بڑی طاقت اور تحفظ کی علامت ہوتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باپ کی موجودگی میں خواب بڑے لگتے ہیں، ہر دن خوشیوں سے بھرپور محسوس ہوتا ہے، اور گھر کی دیواریں بھی محفوظ لگتی ہیں۔

لیکن جب وہ سایہ اٹھ جاتا ہے، جب روشنی مدھم ہو جاتی ہے، تو زندگی کی ہر خوشی میں خلا محسوس ہوتا ہے۔

اس کی غیر موجودگی میں بچے وقت سے پہلے بڑے ہو جاتے ہیں، کیونکہ اب انہیں خود ہی اپنے دل کی حفاظت، اپنے خوابوں کی پرورش، اور اپنے جذبات کو سنبھالنا پڑتا ہے۔

گھر کی رونق کم ہو جاتی ہے، ہر کمرے میں سنسناہٹ چھا جاتی ہے، اور چھوٹی چھوٹی باتیں بھی یاد دلاتی ہیں کہ اب وہ شخص نہیں رہا جو ہر درد میں سہارا بنتا تھا۔

باپ کی موت صرف ایک عزیز کی غیر موجودگی نہیں، بلکہ یہ ایک پوری دنیا کی خاموشی ہے، ایک خلا ہے جو کبھی پر نہیں ہو سکتا۔

اس کے جانے کے بعد بچے اپنی آنکھوں میں چھپے ہوئے آنسو چھپاتے ہیں، ماں اپنی تنہائی سہتی ہے، اور گھر کی ہر رونق جیسے تھم جاتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باپ کی یادیں،اس کے سبق،اور اس کی محبت ہر لمحے ساتھ ہوتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی اب پہلے جیسی نہیں رہتی۔ ہر خوشی ادھوری لگتی ہے، ہر دن ایک چھپی ہوئی تنہائی کے ساتھ گزرتا ہے،اور ہر رات اس کے سایہ کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

باپ کی موجودگی میں دنیا روشن، محفوظ اور مکمل لگتی ہے۔اس کے بغیر، ہر لمحہ ایک امتحان ہے، ہر خواہش ادھوری رہ جاتی ہے،اور ہر دل ایک چھوٹے سے خلا میں گھرا رہ جاتا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے کہ باپ کے بغیر زندگی کا ہر لمحہ، ہر خوشی،اور ہر سکون ایک دھندلے سائے میں بدل جاتا ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(*******)

بی جان صوفے پر بیٹھی تھیں،سامنے راشن کے بیگز بنے پڑے تھے۔بی جان نے سارے بیگز پر نظر ڈالتے ہوئے رابیل کو آواز دی۔

رابیل بیٹا، میں نے کچھ لفافے اندر صوفے پر رکھے ہیں،وہ لے کر آو باہر۔

رابیل کچن سے نکل کر کمرے میں گئی اور سارے لفافے لے کر باہر آئی۔

یہ لیجیے بی جان، سب کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ رابیل نے لفافے ٹیبل پر رکھے اور خود بھی وہی بی جان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

بی جان نے سارے لفافے دیکھے اور پھر ایک ایک ملازم کو آواز دے کر عیدی، راشن اور عید کے کپڑے دیے۔

ہر ایک کے چہرے پر خوشی تھی، سب نے ہاتھ چوم کر دعا دی۔

"اللہ آپ کو سلامت رکھے بی بی جی"

رابیل مسکرا رہی تھی، مگر اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن تھی۔ جب سب ملازمین رخصت ہوئے تو بی جان نے ہاتھ جھاڑ کر کہا،

چلو اب میٹھے کا وقت۔ صبح کے لیے کچھ میٹھا بھی بنانا ہے۔ بی جان صوفے سے اٹھیں تو رابیل بھی اُن کے ساتھ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

دیوار پر لگی گھڑی اس وقت دس بجا رہی تھی۔ چاند آسمان پر پورے جوبن پر تھا، جیسے چاندنی نے آنگن پر چادر تان دی ہو۔

بی جان کچن میں گئی تو فریج سے دودھ نکال کر کاونٹر پر رکھا۔

بی جان نے دیگچی میں دودھ ڈال کر چمچ چلایا۔ اور میٹھا پکانے لگ گئی۔

رابیل پاس بیٹھی فریج سے آئس کریم نکال کر کھا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب میٹھا بنا تو بی جان نے اچھے سے چمچ ہلایا، اور رابیل کی طرف دیکھ کر کہا،

رابیل، ذرا میٹھا چکھ کے بتاؤ کیسا ہے۔؟

رابیل جو آئس کریم کھانے کے بعد پاس ہی بادام اور پستے کا ڈبہ کھول رہی تھی، ہنستے ہوئے بولی،

"جیسا بھی ہو گا، بی جان، آپ نے بنایا ہے تو پرفیکٹ ہی ہو گا۔ ابھی آئس کریم کھائی ہے، ذائقہ ویسے ہی میٹھا لگ رہا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک بار چکھ لو نا، تسلی ہو جائے گی مجھے۔ بی جان نے ایک ڈش میں تھوڑا سا میٹھا ڈال کر رابیل کے آگے کیا۔"

بی جان کے اسرار پر رابیل نے چمچ میں تھوڑا سا میٹھا لیا، چکھا، اور ہلکا سا مسکرا دی۔

"دیکھا! کہا تھا نا، سب کچھ ٹھیک ہے۔"

ابھی رابیل میٹھا کھا ہی رہی تھی کہا چانک رابیل کا فون بج اٹھا، مسلسل، ایک کے بعد ایک کال۔ رابیل کچن میں ہی تھی۔

بی جان نے چونک کر کہا،

"رابیل فون بج رہا ہے تمہارا۔ کون ہے جو اتنی کالز کر رہا؟"

رابیل نے ہنستے ہوئے کہا،

"ہو گا کوئی چاند مبارک کہنے والا، جیسے میں اس کا چاند ہوں"! رابیل نے مزاق کیا۔

بی جان نے ہنستے ہوئے سر ہلایا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چلو جلدی دیکھ لو، میں میٹھا چولہے سے اتارتی ہوں۔

رابیل آہستہ سے قدم اٹھاتی باہر لاونج میں گئی، ٹیبل سے موبائل اٹھایا، ان نون نمبر جگمگا رہا تھا،

رابیل ایک لمحے کو جھجکی، پھر کال اٹھائی۔

رابیل نے سلام کیا اور پھر اگلا سوال کیا،

"کون؟"

"بھول گئی مجھے؟"

دوسری طرف سے آنے والی آواز بھاری اور مانوس سی لگی۔

"بھائی صاحب، آپ ہیں کون؟ دوسری طرف سے نام نہ بتانے پر رابیل چڑ کر بولی،"

"رشتہ خراب کر رہی ہیں آپ۔"

کون سا رشتہ؟ رابیل کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جو کچھ دنوں میں بننے والا ہے۔"

وہ لمحے بھر کے لیے خاموش رہی، دماغ پر زور دیا، پھر جیسے کچھ یاد آ گیا ہو اور بولی،

"رمیز؟"

"ہاں" شکر ہے، نام یاد ہے۔ باقی میں خود یاد کرا دوں گا۔

"میرا نمبر کہاں سے لیا تم نے؟"

"جو بندہ رشتہ لے کر آپکے گھر آسکتا ہے، وہ نمبر ڈھونڈنا نہیں جانتا؟"

Clubb of Quality Content

رابیل نے گہرا سانس لیا۔

"کال کیوں کی ہے تم نے؟"

"چاند رات ہے، تو کال کرنا بنتا تھا۔ دوسری طرف سے مسلسل مسکرا کر جواب آرہا تھا۔"

وجہ؟ رابیل ٹیبل کے پاس کھڑی ایک ہاتھ کمر پر رکھے کال سن رہی تھی۔

"اوپر آئیں پھر وجہ بتاتا ہوں۔"

رابیل کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"پہلے تم مجھے کال کرتے ہو،اب فرمائش بھی؟میں کال بند کر رہی ہوں۔"

رابیل نے کال کاٹ دی۔ور واپس کچن کی طرف مڑنے لگی،فون پھر بجا۔

رابیل نے اگنور کیا،مگر بار بار فون بج رہا تھا،رابیل نے جھنجھلا کر کال اٹھائی۔

"اب کیا مسئلہ ہے؟"

"اوپر آؤ گی تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔اس بار آواز میں ضد بھی تھی۔"

"اور میں تمہاری بات کیوں مانوں؟رابیل منہ کے زاویے بنا کر بول رہی تھی،جیسے اگر رمیز سامنے ہوتا تو یقیناً اُس کو مار دیتی،"

"کیونکہ آپ اچھی لڑکی ہیں۔اور اچھی لڑکیاں بات مانتی ہیں۔"

"ہر کسی کی بات نہیں مانتی۔"

"میں ہر کسی ہوں بھی نہیں۔ہماری بات چل رہی ہے۔"

رابیل کی آواز میں سختی آ گئی۔

"بات چلی ہے، شادی تو نہیں ہوئی نا۔"

"تو آپ کہیں، کل ہی بارات لے آؤں"

"بس فلرٹ کر سکتے ہو تم"

یہ سب آپ کو فلرٹ لگ رہا ہے؟' رمیز کی آواز میں ہلکا طنز تھا۔

"اچھا اوپر تو آئیں، ورنہ۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ورنہ کیا؟؟"

"ورنہ میں اندر آجاؤں گا۔"

رابیل نے تلخی سے کہا،

تو آجاؤ۔ پھر بی جان کو بتاتے رہنا کہ تم چاند رات والے دن ہمارے گھر کیا کر رہے تھے۔

رمیز کی آواز بدل گئی، اب وہ التجا تھی، ضد تھی، تھوڑی نرمی بھی۔

"آپ اتنی سی بات نہیں مان سکتیں میری؟ پلیز۔۔۔رابیل، پلیز۔"

"پلیز"

"پلیز.....وہ بار بار ضد کر رہا تھا۔"

رابیل نے فون کان سے ہٹا لیا۔

"مجھے تنگ مت کرو رمیز، مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔"

اس نے فون بند کر دیا، سانس بھاری تھی۔

کچن سے بی جان کی آواز آئی،

"رابیل، میٹھا ٹھنڈا ہو جائے تو فریج میں رکھ دینا"

رابیل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"جی بی جان۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز گھر کے باہر اپنی جی ویگن میں بیٹھا رابیل کا انتظار کر رہا تھا۔ آس پاس ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ پتے سرسرا رہے تھے، مگر رمیز کی نظریں مسلسل ایک ہی سمت میں تھیں رابیل کے گھر کی چھت پر۔

رمیز کے ہاتھ میں موبائل تھا وہ بار بار کال کر رہا تھا۔

کال جاتی رہی۔ مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آرہا تھا۔ رمیز بھی کہاں ہار ماننے والوں میں سے۔ وہ بھی ہر پانچ منٹ بعد کال کر دیتا تھا۔

بار بار کال نہ اٹھانے پر رمیز خود سے بڑبڑاتا ہوئے۔

"رمیز اورنگزیب دل لگایا بھی تو کس سے..... جو انتہا کی ضدی ہے۔ مگر مجھے کیا... میں بھی اسے دکھاؤں گا کہ میں اس سے زیادہ ضدی ہوں۔ جب تک وہ چھت پر نہیں آئے گی، میں بھی یہی ہوں۔"

وہ سیٹ سے ٹیک لگا کر آسمان کی طرف دیکھتا رہا، اُس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آجاتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف رابیل بی جان کے ساتھ کچن سمیٹ رہی تھی۔ میٹھا فریج میں رکھ کر باقی کچن صاف کر رہی تھی۔ جب کچن سمیٹ لیا تو وہ دونوں کچن سے باہر آئیں۔

رابیل نے بی جان کو کمرے میں آرام کرنے کے لیے لٹا دیا تھا، اور خود وہ تھوڑی دیر ٹہلنے کے لیے باہر لان میں چلی گئی۔

رابیل کے ذہن میں ایک دم رمیز کا خیال آیا۔

"گھنٹہ ہو گیا ہے، وہ چلا گیا ہو گا... جا کر دیکھتی ہوں۔ رابیل کو ایک لمحے کے لیے بے چینی سی ہوئی۔ اُس نے قدم اندر کی طرف بڑھائے اور پھر خود ہی رک گئی۔"

"اور اگر وہ نہ گیا تو؟ رابیل سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر سوچنے لگی۔"

پھر سارے خیال جھٹک کر وہ بڑبڑائی۔

""اب اتنا بھی عاشق نہیں ہے وہ کہ یہاں رکا رہے۔ مجھے پورا یقین ہے، چلا گیا ہو گا۔

اتنا کہہ کر رابیل نے سیڑھیوں پر قدم رکھے اور اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

چھت پر پہنچ کر اُس نے آگے ہو کر باہر کی طرف دیکھا۔ گھر کے باہر بلیک جی ویگن کھڑی تھی۔ لیکن اُسکے ارد گرد کوئی نہیں تھی۔

رابیل نے حیرانی سے کہا،

یہ ہمارے گھر کے باہر کون کڈنیپر کار لیکر آ گیا ہے؟ رابیل نے دیوار کے ساتھ لگ کر گاڑی کے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔

وہ ذرا اور جھکتی ہے تا کہ اندر دیکھ سکے۔ رمیز کی نظر رابیل پر پڑی۔

اسی لمحے گاڑی کا دروازہ کھلتا ہے رمیز باہر نکل آیا۔

چاند کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، اور وہ مسکرا رہا تھا۔ رمیز نے پھر فوراً موبائل نکالا اور رابیل کو کال کی۔

رابیل آنکھیں گھماتی ہی رہ گئی،۔

"مطلب یہ گیا نہیں ابھی تک۔۔۔"

رمیز نیچے سے ہاتھ کے اشارے سے اُکال اٹھانے کا کہہ رہ تھا۔

"کال اٹھائیں"

رابیل نے منہ بنایا،وہ جان بوجھ کر اب اُسے اگنور کر رہی تھی۔کال نہ اٹھانے پر رمیز نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی،چاندنی میں اس کا چہرہ سنجیدہ مگر محبت بھر الگ رہا تھا۔

رابیل نے کال اٹھائی۔

'تو کیا لگا تھا میں چلا جاؤنگا؟؟رمیز نے نرمی سے اُسے دیکھ کر کہا،

"مجھے کیا پتہ ہو،میں اس بارے میں کونسا سوچ رہی تھی۔رابیل نے کندھے اچکا کر کہا،"

"پھر بھی کوئی اندازہ تو لگایا ہونا۔رمیز مسکرا کر بولا،"

"میرا کوئی اندازہ بھی نہیں ہے۔"

رمیز آسمان کی طرف دیکھ کر کہا

"چاند رات تھی تو جب تک میں اپنے چاند کو نہ دیکھ لوں تو میری چاند رات کیسے ہو گی۔ رمیز نے ایک نظر چاند کو دیکھا... اور پھر رابیل کو۔"

رابیل نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"فلرٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں سیکھا تم نے۔"

رمیز شوخ لہجے میں کہا،

"محبت کرنا شروع کی ہے، ابھی محبت کے پہلے مرحلے پر ہوں۔"

رابیل فوراً پلٹ کر جواب دیا۔

'یک طرفہ محبت کہ؟؟؟"

رمیز، نے چمکتی آنکھوں سے اُسے دیکھا

"یک طرفہ محبت جب بے انتہا ہو تو دو طرفہ ہو ہی جاتی ہے۔"

رابیل ناک سکیڑ کر کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کونسی مووِیز دیکھتے ہو جہاں سے یہ چیپ ڈائلاگ سیکھتے ہو۔"

رمیز کا قہقہہ بلند ہوا۔وہ اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔رمیز نے خود کو کمپوز کیا اور پھر بولا،

"بتایا تو تھا آپ کو کہ میں تو آپ کو دیکھتا ہوں...اور پھر آپ کو دیکھنے کے بعد جو دل پر اثر کرتا ہے،وہ زبان سے نکلنے لگ جاتا ہے۔"

پھر رمیز نے آہستہ سے کہا،

"چاند رات مبارک،ظالم دلربا۔۔۔"

رابیل چونک کر کہا،

"یہ تم کسے کہہ رہے ہو؟؟؟"

رمیز نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا،اور پھر شرارت بھری آواز میں کہا،

"آپ کو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے بھنویں اٹھا کر کہا،

"میرا نام یہ ہے؟؟"

"میں نے آپ کے نخرے دیکھ کر یہ نام دیا ہے۔ جب آپ مجھے بھاؤ نہیں دیتی اس لیے۔

"رمیز نے ایک آنکھ ونک کی اور پھر بولا،

"دلربا تو آپ ہیں، لیکن جب مجھے انتظار کرواتی ہیں، پھر مجھے لگتا ہے کہ ظالم بھی بہت ہیں آپ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے تلخی سے کہا،

"اور کتنی لڑکیوں کو ان القابات سے متعارف کروا چکے ہو؟"

رمیز اب گاڑی سے ہٹ کر ادھر اُدھر چکر لگانے لگ گیا، لیکن اُس کی نظریں رابیل پر ہی تھیں۔

"آپ پہلی ہیں۔۔۔ہاں، ایک اور طاق میں ہے لیکن میں اس کو بھاؤ نہیں دے رہا۔"

رمیز کو پارٹی والی لڑکی یاد آئی اور بولا،

رابیل نے فوراً تیز لہجے میں کہا،

"تو اس کو جا کر کہو، وہ تو خوشی سے پاگل ہو جائے گی۔ مجھے کیوں کہہ رہے ہو؟"

رمیز ایک لمحے کے لیے بلکل سنجیدہ ہو گیا اور وہی رک گیا۔

"جس سے شادی کرنی ہے، اسے نہیں کہوں گا تو کسے کہوں گا۔"

"بات پکی ہوئی نہیں، شادی تک تم پہنچ بھی گئے۔۔۔"

رمیز کی آنکھوں میں شرارت تھی،

"میں بہت آگے کی سوچ لیتا ہوں اس لیے۔"

"اب جاو تم۔ رابیل نے اُسے کہا،"

رمیز چاند کی طرف دیکھ کر نرمی سے بولا،

"اگر میں نہ جاؤ تو؟؟"

Clubb of Quality Content

"تو مت جاؤ، لیکن میرا دماغ نہ کھاؤ۔ رابیل نے تھوڑا غصہ ہو کر کہا،"

رمیز کو اُسے تنگ کرنا اچھا لگ رہا تھا، وہ اُس کی باتوں پر دل کھول کر ہنس رہا تھا، پھر ایک لمحہ کو رک کر اُس نے کہا،

"مہندی نہیں لگوائی؟؟ رمیز کی نظر اُس کے ہاتھوں پر پڑی دور سے اتنا واضح نظر نہیں آرہا تھا لیکن جتنا آرہا تھا اُس نے اندازہ لگا کر پوچھا۔"

رابیل نے بھرپور طنز اور جان چھڑانے والے انداز میں کہا،

""تم نے مہندی لگوانے والی بھیجی ہوئی تھی نہ، جو مجھے مہندی لگائے گی۔

رمیز فوراً سنجیدہ ہو گیا۔ اور پھر نرمی سے بولا،

"بس اتنی سی بات۔۔۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ آپ کے نیچے جانے سے پہلے آپ کے گھر مہندی لگوانے والی آجائیں گی۔"

رابیل بھنویں چڑھا کر کہا،

"ہاں اتنی فاسٹ سروس تمہاری؟"

""سوچ سے بھی زیادہ فاسٹ ہے۔

رمیز نے چاند کی طرف دیکھتے ہوئے رخ پھر رابیل کی طرف کیا اور بولا،

"آپ کو دیکھ لیا... میری چاند رات ہو گئی۔ کل اچھے سے تیار ہو کر سب سے پہلے مجھے پک بھیجنا۔"

رابیل نے اس کی بات ادھوری سن کر کال بند کر دی، اور پھر اور پر کا دروازہ بند کر کے نیچے سیڑھیاں اترنے لگی۔

رابیل سیڑھیوں سے نیچے اتر کر کچن کے قریب سے گزر رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی،

دستک مسلسل دو بار، پھر تین بار ہوئی۔

Clubb of Quality Content

رابیل چونک کر دروازے کی طرف بڑھی،دروازہ کھولا تو سامنے دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔ہاتھوں میں مہندی کے کون،تھالیاں،اور چھوٹے باکس تھے۔

رابیل نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا۔اور پھر پوچھا،

"جی کون؟؟"

ایک لڑکی نے نرمی سے کہا۔

مہندی لگانے آئیں ہیں،رمیز صاحب نے بھیجا ہے۔

رابیل آنکھیں پھیلائے حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ پاگل ہے،اتنا تو مجھے پتہ تھا۔لیکن اتنا سر پھڑا بھی ہے یہ نہیں پتہ تھا۔رابیل آہستہ سے بڑبڑائی۔"

"آپ چلی جائیں،یہاں کسی نے مہندی نہیں لگوانی۔رابیل دروازہ بند کرنے سے پہلے بولی،"

دوسری لڑکی فوراً بولی۔

""آپ رابیل ہیں؟

""جی۔۔۔

"رمیز صاحب نے کہا ہے کہ آپ کو مہندی لگوا کے ہی ہم واپس جائیں نہیں تو۔۔"

رابیل نے بازو باندھ کر پوچھا۔

"نہیں تو کیا؟"

دوسری لڑکی نے معصوم لہجے میں التجا کی

"آپ لگوالیں نہ پلیز۔"

"میں نے آپ کو کہا ہے نہ کہ کسی نے مہندی نہیں لگوانی تو پلیز آپ چلی جائیں۔رابیل دروازہ بند کرنے ہی لگی تھی کہ لڑکی بولی۔"

"پلیز رابیل میم لگوالیں۔پلیز۔وہ بار بار التجا کرتی جا رہی تھی۔"

ٹھیک ہے،رابیل نے لڑکیوں کے اصرار پر اُن دونوں کو اندر بلایا اور لاونج میں بٹھادیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل بھی اُن کے پاس لاونج میں بیٹھ گئی۔ اُسے مہندی لگانا پسند تھا لیکن اس طرح لگانا، وہ بس سوچے جا رہی تھی۔ دس منٹ سوچتے ہی گزار دیے اُس نے۔

"آپ اپنا ہاتھ آگے کریں تا کہ ہم اپنا کام کر کے جلدی سے یہاں سے جائیں۔ ہمیں اور بھی بہت کام ہیں میم۔ پہلی لڑکی نے تمیز سے کہا،"

رابیل نے دونوں کو دیکھا اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی ہاتھ آگے کیا، اور وہ لڑکیاں مہندی لگانا شروع کر دیتی ہیں۔

باہر آوازیں سن کر بھی جان کمرے سے باہر آئیں۔

"رابیل! یہ باہر شور کیوں ہے بیٹا؟"

بی جان کمرے سے نکلتے ہوئے بولیں۔

"بی جان، آئیں، مہندی لگوائیں۔"

رابیل نے بی جان کو کمرے سے نکلتے دیکھ کر کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان ہنستے ہوئے بولیں۔

"ارے مجھے کیا ضرورت ہے۔ میں تو شور سن کر کمرے سے باہر آئی۔ بی جان کھڑے کھڑے ہی بول رہی تھی۔"

رابیل کی مہندی مکمل ہونے والی تھی۔ رابیل نے بی جان کو مہندی لگوانے کی ضد کی۔

"آج تو لگوائیں گی، زبردستی"

"آپ پلیز ان کو مہندی لگادیں۔ میری ویسے بھی ہو گئی ہے۔ رابیل نے دوسری لڑکی کو بی جان کے ہاتھ پر مہندی لگانے کا کہا۔"

دونوں کے ہاتھوں پر گہری مہندی کے نقش بنتے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب دونوں کو مہندی لگ جاتی ہے تو وہ دو لڑکیاں وہاں سے چلی جاتی ہیں۔ بی جان بھی اپنے کمرے میں آجاتی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل مہندی کو خشک کرنے کے لیے یہاں وہاں چکر لگا رہی تھی،اُس نے الٹے دونوں ہاتھوں پر بہت کم ہی مہندی لگائی تھی۔

تھوڑی دیر بعد رمیز کا میسج آیا۔

"لگوالی مہندی؟"

رابیل کو میسج کی آواز کی تو وہ فون کی طرف بڑھی۔

رابیل کے ہاتھ ابھی بھی گیلے تھے،وہ فون چھونے سے قاصر تھی۔اس لیے وہ یہ بھی دیکھ نہیں پاتی کہ میسج کس کا آیا ہے۔

رابیل کا جواب نہ ملنے پر کچھ لمحوں بعد فون بجنا شروع ہو جاتا ہے۔

رابیل کال کی آواز سن کر موبائل کی طرف بڑھی۔وہی نمبر تھا۔

رمیز کی کال۔رابیل نمبر دیکھ کر بڑبڑائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل فون تو اٹھا نہیں سکتی تھی اس لیے پھر سے چکر لگانے لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر فون بجا۔

رابیل نے ایک فنگر سے فون سلائیڈ کر کے کال اٹھائی۔

فون اٹھانے کی دیر تھی رمیز فوراً بولا۔

""لگوالی مہندی؟؟

"اتنے سر پھڑے ہو تم؟" رابیل سپیکر پر موبائل لگا کر خود وہی صوفے پر بیٹھ کر کال سن رہی تھی۔

"ابھی آپ نے مجھے دیکھا ہی کہاں ہے۔۔۔ابھی تو بس شروعات ہے۔رمیز اپنے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر کال سن رہا تھا۔"

"ویسے لڑکیاں پٹانے کا ہنر تمہیں کافی آتا ہے۔رابیل طنز سے بولی۔"

Clubb of Quality Content

"لڑکیوں کا تو نہیں پتہ، لیکن ایک لڑکی کو بیوی بنانے کے چکروں میں ہوں۔" رمیز مسکرا کر بولا،

""ان سب باتوں میں کافی مہارت حاصل ہے تمہیں۔

"یہ میں جو بھی باتیں کرتا ہوں صرف آپ کو ہی کرتا ہوں۔ باقی آج تک کبھی کسی سے بات نہیں کی، اور ایسی باتیں تو بالکل بھی نہیں۔ رمیز اب سیدھا ہو کر لیٹ گیا تھا۔"

""ویسے یہ سب چھوڑو، بتائیں کل کی کیا پلاننگ ہے؟؟

"میری جو بھی پلاننگ ہو، میں تمہیں کیوں بتاؤں گی؟؟"

""کیونکہ میں جاننا چاہتا ہوں اس لیے۔ رمیز نے ہنستے ہوئے کہا،

رابیل نے پھر اُس کی آدھی بات سنی، اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کال بند کر دی۔

چاندنی میں اس کے ہاتھوں پر مہندی کے گہرے ہوتے رنگ جھلملانے لگے تھے۔

(*******)

صبح کا وقت پورے شہر پر ایک نرمی سی چادر بن کر پھیل رہا تھا۔

ہلکی دھوپ درختوں کے پتوں سے ہو کر سڑکوں پر اتر رہی تھی، گاڑیوں کے ہارن اور پرندوں کی آوازیں فضا میں گھل کر ایک الگ ہی زندگی کا احساس دے رہی تھیں۔ عید کی پہلی صبح کی رونق ایک الگ ہی سکون پیدا کر رہی تھی ماحول میں۔

سرمد کے کمرے میں اُس کی پرفیوم کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل پر برانڈڈ پرفیوم، گھڑیوں اور کف لنکس کی قطار لگی تھی۔

بیڈ کے کنارے اس کا آف وائٹ کرتا تہہ کیا ہوا رکھا تھا، ہاتھ کی کڑھائی والا، باریک مگر مہنگا۔ اس کے ساتھ تنگ پاجامہ اور پشاوری چپل، سب کچھ ایک خاص سلیقے سے رکھا گیا تھا۔

سرمد کپڑے لیکر واش روم گیا اور جلدی سے فریش ہو کر باہر آیا۔

سرمد عید کے دن کی ابتداء رویتی انداز سے کرتا تھا۔

سرمد تیار ہو کر آئینے کے سامنے آتا ہے۔اس کے چہرے پر وہ مخصوص وقار تھا۔

کرتے کی آستینیں چڑھاتے ہوئے وہ بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔بال بنانے کے بعد اُس نے ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھائی اور خود پر سپرے کرنے لگا۔پرفیوم لگانے کے بعد سرمد نے اپنا دراز کھولا جس میں ریسٹ واچ کافی ترتیب اور نفاست سے رکھی ہوئی تھیں۔سرمد نے ایک گھڑی اٹھائی اور پھر اپنی کلائی پر نہایت نفاست سے باندھ لی۔

تیار ہونے کے بعد سرمد اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور عید کی نماز کے لیے نکل گیا۔ارد گرد ہر طرف چہل پہل تھی۔بچوں کا شور لوگوں کی آمد و رفت سب عید کی نماز پڑھنے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل گئے تھے۔

عید گاہ پہنچ کر سرمد نے مسجد کے باہر گاڑی روکی،نیچے اترا تو دھوپ کی کرنیں اس کے کرتے پر پڑ رہی تھی۔اُس کی گوری شفاف رنگت دھوپ میں چمکنے لگی تھی۔

نماز کے بعد لوگوں کا ہجوم پھیل گیا تھا۔سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے۔

ہر طرف عید کی خوشی کا ہلکا سا شور تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نماز سے فارغ ہو کر وہ ایک کھلے میدان میں گیا،جہاں جانور تیار کھڑے تھے۔ چمکتے ہوئے اوزار، سفید دستانے پہنے ملازم،اور ایک کنارے قصائی،سب منظم انداز میں۔

سرمد نے اپنے قربانی کے جانور کو دیکھااور، پھر آہستہ سے ملازم کو ہدایات دی۔اور وہاں سے نکل گیا۔

وہاں سے نکلنے کے بعد سرمد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دروازہ کھولتے ہی وہ اندر داخل ہوا تو رخسار بیگم صوفے پر ہی بیٹھی تھیں۔

سرمد مسکراتے ہوئے آگے بڑھا،اور رخسار بیگم کے گلے لگا۔

"عید مبارک، ممی۔"

رخسار بیگم نے خوشی سے جواب دیتی ہیں خیر مبارک، سرمد۔

گلے ملنے کے بعد سرمد نے جیب سے چیک نکالا،اور مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھایا۔

یہ لیں، آپ کی عیدی۔

رخسار بیگم نے فوراًہاتھ پیچھے کیا اور بولیں۔

"مجھے ایسے عیدی تو نہیں چاہیے۔"

سرمد مسکرایا اور بولا۔

""""تو پھر کیسی چاہیے؟ وہ اندر ڈائنگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"آج ہم دونوں باہر جائیں گے، عید کو انجوائے کریں گے، یہی میری عیدی ہوگی۔"

"باہر۔۔۔؟"

سرمد لمحے بھر کو خاموش ہو گیا۔ اس کے ذہن میں اپنے دشمنوں اور سیکیورٹی کے خدشے آ گئے۔

رخسار بیگم فوراًبولیں۔

"ہاں باہر۔ میں جب سے آئی ہوں، ایک دفعہ بھی ہم گھر سے نہیں نکلے۔ اب موقع بھی ہے، ماحول بھی۔"

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

سرمد سر جھکا کر تھوڑا سوچنے لگا۔

"چلے دیکھتے ہیں... لیکن کنفرم نہیں کہہ سکتا کہ ہم جائیں گے۔"

سرمد کرسی کھینچ کر ڈائننگ پر بیٹھ گیا، رخسار بیگم جلدی سے فریج سے میٹھا نکال کر لائیں اور اُس کے آگے رکھا۔

"ہم جائیں گے تو مطلب جائیں گے! رخسار بیگم شیر خورمہ اس کی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔"

"اچھا، میں سوچتا ہوں اس بارے میں۔"

"چلو تب تک میٹھا کھاو۔ رخسار بیگم نے شیر خورمے کی پلیٹ اُس کی طرف بڑھائی۔"

"ممی آپ کو پتہ ہے میں میٹھا نہیں کھاتا۔"

"تو کیا اب میں عید پر تمہارے آگے کچھ نمکین رکھوں؟؟ شرافت سے کھاو۔ ایک دن میٹھا کھانے سے تمہاری ڈائٹ نہیں خراب ہوتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ایک دو بائٹ لوں گا،اس سے زیادہ آپ مجھے فورس مت کرنا۔"

سرمد نے چمچ سے تھوڑا سا شیر خورمہ نکال کر اپنی طرف کیا۔اور ایک دو بائٹ کھا کر واپس چمچ پلیٹ میں رکھ دی۔

"تم جا کر تیار ہو جاو۔ پھر آج ہمیں جانا بھی ہے۔رخسار بیگم اُس کو کرسی سے اٹھتا دیکھ کر بولیں۔"

ممی ابھی سات بجے ہیں۔پورا دن پڑا ہے۔ابھی میں آرام کرونگا پھر دیکھیں گے۔اوکے۔

عید کے دن بھی آرام؟؟"رخسار بیگم نے شکوہ کیا۔"

"تو بتائیں پھر میں کیا کروں۔"سرمد وہیں کھڑا ہو کر بولا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے ایک گھنٹہ آرام کر لو پھر چلیں گے"۔رخسار بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

سرمد ڈائننگ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اُس نے فوراً الماری کھولی اور کپڑے نکالنے لگا۔

سرمد صرف عید کی نماز کے لیے شلوار قمیض پہنتا تھا، ویسے اُس نے کبھی بھی شلوار قمیض نہیں پہنی تھی۔ وہ خود کو شلوا قمیض میں بہت انکمفرٹیبل فیل کرتا تھا۔ اس لیے کپڑے لیکر وہ فوراً چینج کرنے چلا گیا۔

چینجنگ روم سے باہر آیا تو اُس نے آئس بلو شرٹ کے ساتھ نیوی بلو پینٹ پہنی تھی۔ شرٹ کی کلر اُسکے چہرے پر عکس دے رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ سائیڈ ٹیبل سے موبائل نکالا اور کچھ دیکھنے لگا۔

فون کی سکرین پر سوشل میڈیا پر ہر جگہ عید کی تصویریں، جانوروں کے سٹیٹس لگے ہوئے تھے۔

وہ کچھ دیر تصویریں دیکھتا رہا، پھر موبائل سائیڈ پر رکھ کر نیم دراز ہو گیا۔ سرمد نے اپنا بازو اپنے ماتھے پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

دھوپ پردوں سے ہوتی ہوئی بیڈ پر آ رہی تھی۔ ہر چیز مکمل تھی، مگر اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے خاموشی اتر آتی تھی۔

اُس کی عید چمک دمک سے بھری ضرور تھی، مگر دل کے اندر کہیں ایک خالی گوشہ سا محسوس ہو رہا تھا۔ سب کچھ ادھورا سا لگ رہا تھا۔

سرمد نے ایک گہرا سانس لیا اور ساری سوچوں کو جھٹک کر کروٹ بدل لی۔

(*****)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رنگِ جاں

از قلم

ڈاکٹر ملائکہ فرمان

Episode 11& 12

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صحن میں لگے گلابوں پر اوس کے قطرے چمک رہے تھے۔اوپر کمرے میں، کھڑکی کے پاس کھڑی رابیل فون کان سے لگائے بیٹھی تھی۔

وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی، کبھی اپنے بابا سے اور کبھی ماما سے۔

بات ختم کر کے وہ فون رکھتی ہے،سانس لیتے ہوئے نیچے دیکھتی ہے جہاں بی جان صوفے پر بیٹھی تھیں۔

"بی جان، میں نے آپ کی عیدی آپ کے کپڑوں کے ساتھ رکھی ہے۔"

بی جان چونک کر اسے دیکھتی ہیں۔

"یہ میری پہلی عیدی ہے، آپ انکار نہیں کریں گی۔ جیسے آپ نے مجھے عیدی دی اور میں نے چپ کر کے رکھ لی،اب آپ بھی رکھ لیں۔"

رابیل شوخی سے کہہ کر کمرے میں چلی گئی۔

رابیل الماری کھولتی ہے تو اندر اُس کے عید کے کپڑے الگ ہی ہینگ ہوئے تھے۔ ہر ڈریس ہینگر پر ٹنگا، رنگوں کے توازن سے۔

وہ ایک ہلکے بلش پنک کلر کا تھری پیس سوٹ نکالتی ہے۔ نیٹ کی قمیض پر نازک ستاروں جیسی باریک مشینی کڑھائی چمک رہی تھی۔

دامن اور آستین کے کنارے پر نرم لیس چمکتی تھی، جیسے ہوا سے ذرا سی ہلے تو روشنی سے کھیلنے لگے۔

اس کے ساتھ گھیرے دار کرنکل کریپ کا شرارہ، جو لہراتا ہوا اور نفیس انداز میں زمین تک آتا تھا۔

دوپٹہ بھی نیٹ کا تھا، کناروں پر باریک امبرائیڈری اور سلور لیس کے ساتھ، پورا لباس عید کے لیے ب لکل پرفیکٹ لگ رہا تھا۔

رابیل نے بیڈ سے کمرے اٹھائے اور واش روم میں چلی گئی۔ فریش ہونے کے بعد وہ واش روم سے نکلی۔ اور ڈریسنگ کے پاس آ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل آئینے کے سامنے آ کر تیار ہونے لگ گئی۔ اُس نے سارا میک اپ، اور جیولری ڈریسنگ ٹیبل پر ترتیب سے رکھ دی تھی۔

میک اپ میں ہلکے شیڈ کی لپ اسٹک، ہلکی سی آئی شیڈو، پلکوں پر مسکارا، پنک بلش آن لگایا۔ سادگی مگر مکمل نفاست سے۔

اس کے بال نرم لہروں کی طرح کندھوں پر گر رہے تھے۔ رابیل کو ہیر اسٹائل بنانا نہیں آتا تھا۔ اس لیے وہ بال ہمیشہ کھول کر رکھتی تھی۔

آج بھی وہ انہیں لوز کرل کرتی ہے تاکہ ذرا سا والیم آئے۔ میک اپ کے بعد رابیل جیولری پہننے لگی۔

جھمکیاں پہنتے ہوئے ایک ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر آئی تھی۔ ایک ہاتھ میں نازک چوڑیاں، دوسرے میں سلور بریسلیٹ۔

انگوٹھی پہن کر انگلیوں کو دیکھنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ اچھی نہیں لگ رہی۔ رابیل بڑبڑائی۔ اُس نے انگوٹھی اتار دی اور دوسری پہننے لگی۔ ایسے ہی دو تین بار اتارنے کے بعد کہیں جا کر اُسے کوئی رنگ پسند آئی اور پہن لی۔

مکمل تیار ہونے کے بعد وہ ڈریسنگ سے پیچھے ہٹی اور صوفے سے دوپٹہ اٹھایا۔ دوپٹہ سائیڈ سے کیری کر کے کندھے پر رکھ دیا۔ صوفے پر چھوٹا سا سلور پنک کلچ پڑا تھا۔ رابیل نے اُسے وہی رہنے دیا۔ اور ایک آخری بار مکمل تیار ہو کر آئینے کے سامنے گھوم کر اپنے عکس کو دیکھنے لگی۔

چہرے پر ہلکی سی چمک اور اندر کہیں خوشی کی لہر تھی۔ کمرے سے نکل کر وہ نیچے جا کر بی جان کے پاس آئی۔۔

رابیل ان کے گرد چکر لگاتے ہوئے بولی۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں، بی جان؟"

بی جان اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر نرم لہجے میں کہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہت حسین، خوبصورت، ماشاءاللہ"

رابیل خوش ہو کر ہنسنے لگی،

"بی جان، اگر آپ بھی شرارہ لے لیتیں تو ہم دونوں کی بلکل اچھی ٹوئننگ ہو جاتی۔"

بی جان ہنستے ہوئے بولیں۔

"ہاں اور اس عمر میں میں شرارہ پہنتی تو میں کیسی لگتی؟"

رابیل فوراً جواب دیتی ہے۔

"عمر کا کیا ہے بی جان؟ ایج از جسٹ آ نمبر۔"

بی جان ہنسنے لگیں۔

"ہر دفعہ تم ہی مجھے اپنے جیسے کپڑے پہنا دیتی ہو۔ ورنہ میں کبھی ایسے پھیکے رنگ نہ پہنتی۔ مجھے تو وہی رنگ اچھے لگتے ہیں جو شوخ ہوں، پہناوا محسوس ہو۔ یہ ہلکے پھیکے رنگ مجھے اچھے نہیں لگتے۔ بی جان نے اپنی پسند کا اظہار کیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل مزے سے بولی

"آج کل یہی رنگ فیشن میں ہیں بی جان۔"

بی جان مسکرا کر بولیں

"ہاں ٹھیک ہے، تم جو پہنو وہی فیشن ہو جاتا ہے۔ آؤ، کچھ کھالو اب۔ پھر میری دوستیں آنے والی ہیں۔ تمہیں پتہ تو ہے، عید کے تینوں دن میں مصروف رہتی ہوں۔"

رابیل آ کر بی جان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

رابیل چمچ سے میٹھا لیتے ہوئے شوخی سے بولی۔

"جی بی جان، مجھے لگتا ہے آپ کی دوستیں بھی عید کے دن ہی گھر سے باہر نکلتی ہیں، اس لیے پھر جانے کا نام نہیں لیتیں۔"

رابیل کی بات پر بی جان بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی دوران دروازے پر دستک ہونے لگ گئی۔بی جان نے نظریں اٹھائیں،رابیل فوراً کھڑی ہو گئی۔

لیں،آ گئیں آپ کی دوستیں۔ابھی تو ٹائم بھی نہیں ہوا۔میں دیکھتی ہوں،آپ رکیں۔

رابیل ہلکی چاپ کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتی گئی۔

لان سے گزرتے ہوئے،ہوا اس کے بالوں سے ٹکرا رہی تھی،اور دوپٹہ ہلکے سے جھول رہا تھا۔

رابیل نے دروازہ کھولا تو سامنے رمیز کھڑا تھا۔چہرے پر وہی شوخ مسکراہٹ۔

سفید شلوار قمیض اور کندھے پر براون شال،جو ایک طرف اُس نے کی ہوئی تھی۔

رابیل کے لبوں سے بے ساختہ نکلا

"تم۔۔۔؟"

رمیز نے اپنی آنکھوں سے گلاسز اتاریں اور مسکرا کر رابیل کو دیکھا۔ اُس کے ہاتھ میں گفٹ باکس تھے۔

"آپ کے گھر مہمان کو عید والے دن عید مبارک کہنے کا رواج نہیں ہے؟" رمیز نے بازو کمرے سے پیچھے باندھ کر بولا،

رابیل ہاتھ باندھ کر خشک لہجے میں بولی۔

"ہمارے گھر بن بلائے مہمانوں کے لیے کوئی رواج نہیں ہے۔"

رمیز شرارت سے بھنویں اٹھا کر بولا،

"تو کیا بن بلائے مہمان وہ دروازے سے واپس چلے جاتے ہیں؟"

"جی ہاں، بالکل۔"

رمیز مسکراتا ہے، اور ہلکا سا سر جھکاتا ہے

"چلیں، آپ تو بولیں گی نہیں، میں ہی بول دیتا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دید مبارک"

رابیل چونک کر

"ہیں!!!!!!!یہ کیا بول رہے ہو؟"

رمیز ہلکے طنز اور محبت سے کہتا ہے۔

""میرے لیے تو آپ کو دیکھنا 'دید' ہوا نہ، تو میں تو یہی بولوں گا۔ اگر نماز کے بعد کچھ اور بھی مانگ لیتا تو کیا پتہ وہ بھی مل جاتا!" حد ہو گئی تھی ڈھٹائی کی مجال ہے وہ انسان باز آجائے۔

رابیل اُسے ناگواری سے گھور رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، پتہ ہے، خوبصورت لوگ کچھ بھی منوا سکتے ہیں۔ لیکن کیا اب دروازے سے اندر آنے کا بھی نہیں کہیں گی؟" رمیز اُس کی گھوریاں دیکھ کر بولا،

رمیز دونوں ہاتھ اٹھا کر شوخی سے کہتا ہے،

"اگر اجازت مل جائے تو بہت شکریہ۔ کافی دیر سے دھوپ بھی بڑھ رہی ہے"

رابیل ناک سکیڑتے ہوئے دروازے سے پیچھے ہٹی۔

"جی آئیے۔اپنی تشریف کا ٹوکرا لائیں۔"

رمیز مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔رمیز کے قدموں کی چاپ دروازے سے سنائی دے رہی تھی۔

اس کے چہرے پر وہی شوخ مگر شائستہ مسکراہٹ، تھی جو رابیل کو دیکھ کر ہمیشہ ہوتی تھی۔

رمیز کی نظر رابیل کے ہاتھ پر پڑی ء تو وہ جیسے کچھ لمحوں کے لیے اسے دیکھ کر رک گیا،

"میری محبت کا رنگ مہندی میں نظر آرہا ہے۔"

رمیز کی نظریں سیدھی رابیل کے ہاتھوں پر تھیں۔

رابیل آگے آگے چل رہی تھی۔رابیل سن کر پلکیں جھپکاتی ہوئی مڑی۔

"ہاں،زبردستی کی محبت۔یہ تو مہندی اچھی تھی،اس لیے رنگ آیا۔"

"ویسے بھی آج کل جتنے کیمیکل ہوتے ہیں مہندی میں، ہر فلرٹ یہی سمجھے گا کہ اس کی محبت کا رنگ ہے۔ چاہے اس کی محبت کے رنگ دس اور لڑکیوں کے ہاتھوں میں بھی ہوں!"

رمیز کی آنکھوں میں مسکراہٹ ذرا گہری ہوئی۔

"دل سے تیار ہوئی ہیں۔ آپ کو پتہ تھا کہ میں آؤں گا۔"

رابیل فوراً جواب دیتی ہے

"اگر پتہ ہوتا تو تب بلکل بھی تیار نہ ہوتی۔"

وہ جلدی سے رخ موڑتی ہے۔ اور اندر جاتی ہے، بی جان ابھی بھی وہی بیٹھی تھیں۔

"بی جان! آپ کے مہمان آئے ہیں!۔" یہ کہہ کر رابیل خود کچن میں چلی گئی تھی۔

بی جان صوفے پر بیٹھے بیٹھے مسکراتی ہیں۔

رمیز مؤدب انداز میں سلام کرتا ہے، اور ہاتھ میں پکڑے گفٹ بیگ ان کے سامنے رکھتا ہے۔

"عید مبارک بی جان، یہ آپ کے لیے۔"

بی جان خوشدلی سے جواب دیتی ہیں۔

"ارے، اکیلے آئے ہو؟ گھر والے نہیں آئے؟"

"نہیں، میں نماز پڑھ کر سیدھا یہی آ گیا تھا۔"

"اچھا، یہ تو بہت اچھا کیا۔" بی جان کے چہرے پر نرمی آجاتی ہے۔

پھر وہ رابیل کو آواز دیتی ہیں

"رابیل! رمیز کے لیے میٹھا لے آؤ بیٹا"

جی بی جان۔

رابیل کچن میں تھی جب اُسے شرارت سوجھی۔ رابیل نے چمچ سے نمک کا ڈھیر اٹھا کر کھیر میں ڈالا، چمچ سے اچھی طرح ہلایا، اور پھر پورا پیالہ بھر کر باہر لے آتی ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بی جان نے بہت پیار سے بنایا ہے،اس لیے پورا کھانا پڑے گا۔ نہیں تو بی جان کو برا لگے گا۔"

وہ ڈش رمیز کے سامنے رکھتے ہوئے معصوم چہرہ بناتے ہوئے بولی۔

"بی جان نے بنائی ہے تو اچھی ہی بنائی ہوگی۔" رمیز کھیر کا پیالہ اٹھا کر بولا،

رمیز بھی چپ چاپ چمچ اٹھاتا ہے،ایک نظر رابیل کو دیکھتا ہے،اور ایک چمچ کھیر کا منہ میں ڈالتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے بڑے مزے سے کھیر کھا رہا تھا جب چہرے پر لمحہ بھر کو احساس آتا ہے جیسے

کھیر کے اندر نمک ہو۔ رمیز اب نہ کھیر اندر کر سکتا تھا اور نہ باہر نکال سکتا تھا۔ اُس کے منہ کے زاویے بننے لگے۔

"کھاؤ نا،ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ میں تب تک اور بھی کچھ لے کر آتی ہوں۔"

رابیل یہ کہہ کر کچن کی طرف گئی۔، مگر دروازے سے لگ کر چھپ کر رمیز کو دیکھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان رمیز کا چہرہ دیکھ کر پوچھتی ہیں،

"کیوں، اچھی نہیں بنی کھیر؟"

رمیز کا حلق جیسے خشک ہو گیا ہو۔ وہ زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا،

"نہیں نہیں بی جان، بہت اچھی بنی ہے۔ آج اتنے عرصے بعد اتنی اچھی کھیر کھا رہا ہوں۔" رمیز نے بہت مشکل سے کھیر کو گلے سے نیچے اتار کر کہا،

بی جان خوش ہو کر بولتی ہیں،

"رابیل، بیٹا، رمیز کے لیے اور کھیر لاؤ!"

رمیز فوراً ہاتھ اٹھا کر گھبرا کر بولتا ہے،

"نہ نہ، نہیں بی جان! پہلے یہ ختم کر لوں، پھر اور منگوائیے گا۔"

رابیل کچن میں ہنسنے سے خود کو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ پھر ایک اور ٹرے میں کھانے کے مزید آئٹمز رکھ کر آتی ہے، بریانی، کباب، سیخ تکے، سب نفاست سے سجے ہوئے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھے۔بی جان نے صبح اٹھ کر ہی سب بنا دیا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اُن کی دوستیں کسی بھی وقت آ سکتیں۔

"یہ لو،یہ بھی کھاؤ۔"

وہ ٹرے اس کے سامنے رکھتے ہوئے بی جان کے سامنے بیٹھ جاتی ہے۔

بی جان اپنی چائے ختم کر کے اٹھتی ہیں۔

"رابیل،تم رمیز کے پاس بیٹھو۔میں ذرا اندر سے ہو کر آتی ہوں۔"

جیسے ہی بی جان اندر گئی،رمیز کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔وہ چمچ رکھ کر سکون کا سانس لیتا ہے۔

"ویسے،اچھا نہیں کیا آپ نے۔اتنی بری مہمان نوازی،وہ بھی عید والے دن؟"

رابیل انجان بنتے ہوئے بولی۔

"کیا چینی کم تھی؟"

"نہیں، بہت زیادہ تھی۔" رمیز سنجیدگی سے بولا

"اچھا، پھر تو ٹھیک ہے۔" رابیل کے لبوں پر مسکراہٹ دبی ہوئی تھی۔

"ویسے، صبح صبح ہمارے گھر آنے کا مقصد؟"

رمیز کی نظریں سیدھی رابیل کی آنکھوں کی طرف اٹھیں۔

"مقصد سامنے بیٹھا ہے۔"

رابیل ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

"کبھی سنجیدہ ہو کر بھی بات کر لیا کرو۔ فلرٹ کی ڈکشنری کبھی گھر بھی رکھ کر آیا کرو۔ یوں ہر وقت ایسے لفظ استعمال کرتے کرتے تھک جاو گے۔"

"میں سنجیدہ ہو کر ہی کہہ رہا ہوں۔ جس کو دیکھنے کے لیے آیا ہوں، اسے دیکھ لیا، بس یہی کرنے آیا تھا۔ اور میری فلرٹ ڈکشنری بھی آپ تک ہی محدود ہے بس۔ باقی کسی کو اس تک رسائی حاصل نہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ سنتے ہی رابیل ایک لمحے کو چپ ہو جاتی ہے۔ دل کی دھڑکن تیز، مگر چہرے پر وہی مزاحیہ تاثر۔

اسی دوران بی جان کمرے سے واپس آئیں، ہاتھ میں لفافہ لیے ہوئے۔

"یہ لو میری طرف سے تمہاری عید۔ بی جان نے لفافہ رمیز کی طرف بڑھایا۔"

رمیز فوراً بولا،

"نہیں بی جان، اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"کیوں ضرورت نہیں ہے۔ عید پر عیدی تو مانگ کر لینی چاہیے۔"

بی جان محبت سے لفافہ زبردستی اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولیں۔

اتنے میں دروازے کی گھنٹی پھر بجی، رابیل اٹھنے لگی تھی کہ بی جان بولیں۔

"تم بیٹھو میں جاتی ہوں۔" بی جان دروازہ کھولنے گئیں تو، بی جان کی دوستیں آ پہنچی تھیں۔ پورا گھر ایک دم چہل پہل سے بھر گیا تھا۔

بی جان نے سب کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور پھر باہر آئیں۔

بی جان مسکراتے ہوئے بولیں۔

"رمیز بیٹا، کھانا کھا کر جانا۔ میں اب اپنی دوستوں کے پاس بیٹھوں گی، اس لیے معذرت۔" بی جان یہ کہہ کر اندر جانے لگیں تھیں۔

رمیز مؤدب انداز میں کھڑا ہوتے ہوئے بولا،

"میں بھی جانے ہی والا ہوں بی جان، اور بھی بہت سے کام ہیں۔"

بی جان رمیز کی بات سن کر اندر چلیں گئیں۔

رابیل فوراً طنزیہ انداز میں بولی،

"تمہیں اور کام؟ ایسا بھی ہے کیا؟"

رمیز نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا،

"تو کیا میں آوارہ لفنگا ہوں جو کوئی کام نہیں کرتا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے تو یہی لگتا ہے کہ فلرٹ ہی تمہارا سب سے بڑا کام ہے۔"

رمیز نے جیب سے ایک موٹی نوٹوں کی گڈی نکالی، نرمی سے اس کے سامنے ٹیبل پر رکھی۔

"یہ میری طرف سے آپ کے لیے عیدی۔"

رابیل نے چونک کر دیکھا، پھر ہاتھ پیچھے کر لیے۔

"میں نہیں لوں گی۔"

رمیز مسکرا کر بولا،

"عید ہے، اور عید پر عیدی بنتی ہے۔ اور بی جان بھی تو یہی کہہ کر گئی ہیں کہ عید پر عیدی مانگ کر لیتے ہیں۔"

"لیکن میں نہیں لوں گی۔"

"لیں نا، پلیز۔" رمیز نے ضدی لہجے میں کہا، مگر رابیل اپنی جگہ اڑی رہی۔

رمیز باہر کی طرف قدم بڑھانے لگا جب رابیل بولی۔

ناولز کلب
Clubbed Quality Content

"یہ پیسے اپنے لے کر جاؤ، میں نہیں لوں گی۔"

رابیل نے ہاتھ کے شارے سے ٹیبل پر پڑی نوٹوں کی گڈی کی طرف اشارہ کیا۔

رمیز آگے بڑھا، اس کے قریب آ کر نرمی سے بولا،

"میں نے بھی تو بی جان سے لیے ہیں، تو کیا آپ مجھ سے نہیں لے سکتیں؟"

"نہیں، میں نہیں لے سکتی۔"

اس کی آواز میں ضد بھی تھی اور اصولوں کی گہرائی بھی۔

رمیز نے نظریں اس کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا،

"ہمارا رشتہ ہونے والا ہے، میں اس حق سے دے رہا ہوں۔"

رابیل نے نگاہیں نیچی کیں، مگر لہجہ صاف اور مضبوط رکھا،

"جب ہو گا تب لوں گی۔ ابھی نہیں۔ میں اپنے اصولوں کے خلاف نہیں جاتی۔"

رمیز نے حیرت سے سر جھکایا، پھر نرم ہنسی ہنسی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کے بھی اصول ہیں؟"

رابیل اب بھی سرد لہجے میں بولی،

""اگر تمہارا کام ہو گیا ہو تو اب تم جا سکتے ہو۔ مجھے بھی کام ہیں۔

رمیز نے گہرا سانس لیا، جیسے کوئی بات دل میں دبا کر کہہ رہا ہو۔

"اگر آپ عیدی لے لیتیں تو مجھے اچھا لگتا۔"

رابیل نے فوراً ٹیبل سے گڈی اٹھائی، اور اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا،

"جب تک کوئی بات پکی نہیں ہو جاتی، کوئی حق نہیں ہے ہمیں ایک دوسرے پر۔"

رمیز نے آہستہ سے کہا،

"مجھے تو یہ حق ہے"

"تم جاتے ہو یا میں؟"

رابیل نے اب صاف غصے سے کہا،

رمیز مسکرایا،

"ایک تو آپ خوبصورت ہیں،اور پھر آج لگ بھی رہی ہیں حسین۔"

"آج تو کہنا بنتا ہے،ظالم حسینہ"

رابیل نے آنکھیں گھمائیں اور دروازے کی طرف بڑھ گئی،

"چلیے،دروازہ یہ رہا۔"

رمیز آہستہ آہستہ دروازے تک آیا،جاتے جاتے پلٹا،

"یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ میں کیسا لگ رہا ہوں؟"

رابیل نے بغیر دیکھے کہا،

"بہت بُرے۔اب جاؤ۔"

رمیز نے ہلکی ہنسی کے ساتھ قدم باہر رکھے،آپ کا یہ جواب ہی سب سے خوبصورت تھا۔

دروازہ بند ہوا،مگر صحن میں ابھی تک اس کے قدموں کی چاپ باقی تھی۔

رابیل نے لمبی سانس لی، چہرے پر وہی ضدی سکون، اور دھیرے سے اندر کی طرف بڑھی۔

سرمد کے گھر جانے کے لیے وہ کچن سے کھانے کی چیزیں ڈبے میں پیک کرنے لگی۔

(*******)

رابیل کی کیب دھیرے دھیرے شہر کی تیز دھوپ میں چل رہی تھی۔ کیب کی کھڑکی سے باہر دھوپ کی سنہری شعاعیں زمین اور گاڑی کی چھت پر کھیل رہی تھیں۔ رابیل بیگز کو اپنے ہاتھوں میں سہارا دیتے ہوئے تھوڑا بے چین سی تھی،

ڈرائیور نہ ہونے کی وجہ سے رابیل کو کیب بک کرنی پڑی اور عید کی وجہ سے کیب بھی آسانی سے بک نہیں ہو رہی تھی۔ جیسے تیسے کر کے وہ سرمد کے گھر تک پہنچ گئی۔

وہ گھر کے اندر داخل ہوئی تو رابیل ایک لمحے کو دروازے پر ہی رک گئی۔ رخسار بیگم کہیں جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔

"لگتا ہے میں غلط وقت پر آ گئی۔۔" رابیل رخسار بیگم کو دیکھ کر بولی۔

رخسار بیگم نے مسکرا کر اپنے پیچھے دیکھا جہاں رابیل کھڑی تھی۔ وہ فوراً گاڑی سے پیچھے ہٹیں اور بولیں۔

"نہیں، بلکل بھی نہیں۔"

"عید مبارک آنٹی! میں صرف آپ سے ملنے آئی تھی، لیکن آپ کہیں جا رہی ہیں۔"

رابیل آگے بڑھتی ہے اور رخسار کو گلے لگا کر بولی۔

رابیل اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگز کو ٹھیک کرتی جا رہی تھی۔

"خیر مبارک۔۔ رابیل۔ اچھا کیا تم آ گئی ہو۔ بہت مشکل سے سرمد کو رضامند کیا ہے باہر جانے کے لیے، اب تم آ گئی ہو تو اسی بہانے مجھے بھی کمپنی مل جائے گی تمہاری۔"

"نہیں آنٹی میں نہیں جا سکتی۔ آپ لوگ جائیں۔ میں پھر گھر چلی جاتی ہوں۔"

"نہیں رابیل اب تم آئی ہو اور ابھی ہی واپس جاؤ گی۔ ایسے مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ کوئی بات نہیں۔ چلتے ہیں۔۔" رخسار بیگم بہت اصرار کرتی ہیں۔

سرمد اندر سے گاڑی کی چابی لے کر باہر آتا ہے، اُس کا دھیان اپنی شرٹ پر تھا، وہ سلیوز کو فولڈ کرتے ہوئے بولا،

"چلیں ممی۔ میں صرف آپ کے کہنے پر جا رہا ہوں، ورنہ آپ کو پتہ تو ہے کہ ہجوم والی جگہیں مجھے پسند نہیں۔"

رخسار نے فوراً جواب دیا،

"پتہ ہے مجھے۔ رابیل بھی ہمارے ساتھ چلے گی۔ اب مجھے اچھی کمپنی مل جائے گی۔"

رابیل کے نام کے سن کر سرمد کی نظریں سلیوز سے ہٹ کر اس کی طرف جاتی ہیں۔

وہ ایک لمحے کے لیے اسے دیکھتا ہے، مہندی والے ہاتھ، ہلکا سا میک اپ اور خوبصورت جوڑا، وہ آج معمول سے ہٹ کر لگ رہی تھی۔

"چلیں اب؟" رخسار بیگم سرمد کو یوں کھڑا دیکھ کر بولیں،

"جی، چلیں۔"

"آنٹی یہ چیزیں میں آپ لوگوں کے لیے لیکر آئی تھی انکا اب کیا کروں؟؟"رابیل ہاتھ میں پکڑے بیگز کو دیکھ کر بولی۔

"پکنک سمجھ کر وہی کھالیں گے اب آ کر بیٹھ جاؤ گاڑی میں۔"رخسار بیگم اُسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہتیں،

رابیل ہچکچاتے ہوئے پچھلی سیٹ پر چپ کر کے بیٹھ جاتی ہے،رابیل دل ہی دل میں خود کو کوس رہی تھی۔

کیا ضرورت تھی آنے کی حد ہے۔اب میں ان کے فیملی ٹائم میں بھی ان کو ڈسٹرب کرونگی۔یار حد ہے رابیل،تم کتنی پاگل ہو۔رابیل دل ہی دل میں بڑبڑاتے ہوئے بولی،

سرمد خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کرتا ہے۔گھر سے گاڑی باہر نکالنے کے بعد گاڑی سڑک پر رواں دواں چلنے لگتی ہے۔

دھوپ کی تپش موسم کو مزید گرم کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اتنی گرمی میں اگر ہم گھر رہتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔" سرمد دھوپ کی طرف نظریں ڈال کر رخسار بیگم کو دیکھ کر جواب دیتا، جو اُس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھی تھیں۔

"عید سال میں دو دفعہ آتی ہے، اور اگر اسے ایسے ہی گھر بیٹھ کر گنوا دیا تو کیا فائدہ۔ جہاں ہم جا رہے ہیں، وہاں دھوپ کی تپش کم ہو جائے گی۔" رخسار بیگم مسکرا کر بولیں۔

رابیل تجسس سے پوچھتی ہے،

"ہم کہاں جا رہے ہیں آنٹی؟"

"پائن سٹی۔ اتنی تپتی گرمی میں وہ جگہ بہترین رہے گی۔ رخسار بیگم پیچھے دیکھ کر اُسے جواب دیتی ہیں۔"

رابیل مسکرا کر بولتی ہے۔

"یقیناً آپ نے ہی جگہ سیلیکٹ کی ہو گی، کیونکہ جس کا جیسا مزاج ہوتا ہے، اسے ویسی جگہ ہی اچھی لگتی ہے۔"

سرمد خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا،وہ اُن دونوں کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی مال کی طرف مڑتی ہے،جس پر رخسار بیگم ہلکی حیرت سے پوچھتی ہیں

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں سرمد؟"

سرمد گاڑی روک کر بولتا ہے،

"مجھے کچھ لینا ہے یہاں سے۔"سرمد گاڑی سے اترتے ہوئے بولا،

"آنٹی،ہم بھی کھانے کے لیے کچھ لے لیتے ہیں۔اب اگر مال آ ہی گئے ہیں۔تو...."رابیل بولی۔

Clubb of Quality Content

"پھر ایسا کرو،تم ہی جاؤ،میں گاڑی میں تم دونوں کا انتظار کروں گی۔"رخسار بیگم مسکرا کر بولیں۔

"نہیں رہنے دیں۔"رابیل انکار کر دیتی ہے،۔

"چلی جاو رابیل۔میں انتظار کرتی ہوں نا۔جاو تم اپنی پسند کا کچھ لے لو۔"

رابیل نے گاڑی کے باہر دیکھا جہاں سرمد ابھی تک کھڑا تھا، جیسے اُس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

رابیل ہلکی ہچکچاہٹ کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلتی ہے۔ اور سرمد کے ساتھ مال کی طرف بڑھتی ہے۔ ہیلز میں چلتے ہوئے وہ تھوڑی سا بے آرام محسوس کر رہی تھی،

رابیل کو ہیلز پسند ہیں لیکن شائد ہیلز کو رابیل پسند نہیں۔ اسلیے وہ ہیلز میں کبھی بھی کمفرٹیبل نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اپنے شوق کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہیلز پہنتی تھی۔

سرمد کھانے کے لیے کچھ سنیکس اور کولڈ ڈرنکس خریدتا ہے، اور ہر چند لمحوں بعد پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کہ رابیل ہیلز میں اس کے پیچھے بہت لڑکھڑا کر چل رہی تھی۔

"کمفرٹیبل کا مطلب پتہ ہے آپکو؟" سرمد اُس کو ان کمفرٹیبل دیکھ کر جھنجھلا کر پوچھتا ہے۔

"جی سر؟؟" رابیل سرمد کو دیکھ کر بولی،

"کمفرٹیبل مین آرام دہ۔"

"انگلش اتنی بھی ویک نہیں ہے میری،"

"میں سمجھا شائد آپکو سمجھ نہ آئی ہو۔اگر آپ نے اپنی خریداری کر لی ہو تو ہم چلیں؟؟؟"

"جی سر۔۔"رابیل ہیلز کی وجہ سے کچھ لے ہی نہیں پاتی۔

"یہ کیز پکڑیں آپ جا کر بیٹھیں۔میں ابھی آتا ہوں۔"سر مد رابیل کو گاڑی کی چابی پکڑاتا ہے۔

رابیل خاموشی سے چابی پکڑ کر باہر آجاتی ہے۔

سر مد واپس مال کی طرف جاتا ہے،ساری چیزیں لے کر وہ مال سے باہر آتا ہے اور گاڑی میں بیٹھ جاتا ہے۔وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا ہے،اور آہستہ آہستہ پہاڑی سڑک پر گاڑی چلانے لگتا ہے۔سڑک کے دونوں طرف سبزہ زار،درخت اور کہیں دھوپ کے ٹکڑے،کہیں درختوں کی چھاؤں کی دھندلی لکیریں،گاڑی پر کھیل رہی تھیں۔۔

رابیل کھڑکی سے باہر اپنا ہاتھ نکالتی ہے۔ہوا اس کے انگلیوں کو چھو رہی تھی۔

"پتہ نہیں کیوں، مجھے چلتے درخت ہمیشہ کہانیاں سناتے محسوس ہوتے ہیں' وہ آہستہ سے بولی، اپنے ارد گرد کے خوبصورت مناظر سے متاثر ہو کر۔"

رخسار اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہیں اور پھر سرمد پر نظر ڈال کر اُسے کہتی ہیں۔

"تم بھی ان خوبصورت نظاروں کو انجوائے کیا کرو سرمد۔"

سرمد کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے ایک سایہ سا تیرتا ہے، جیسے کوئی پرانی یاد زندہ ہو گئی ہو۔

گاڑی نیچے وادیوں کی طرف جا رہی تھی۔ اوپر دھوپ چمک رہی تھی، لیکن گرمی کم ہونے لگی تھی۔ درختوں کی چھاؤں اور زیادہ گھنی ہو گئی تھی۔ گاڑی آہستہ چلتی جا رہی تھی۔

سرمد مرر سے ایک نظر رابیل پر ڈالتا ہے، پھر رفتار تھوڑی بڑھا دیتا ہے۔ وہ اپنی سائیڈ کی کھڑکی کھولتا ہے، پہاڑی ہوا کے لمبے سانس اندر کھینچتا ہے، جیسے ہوا اس کے دل کو کچھ کہہ رہی ہو۔

رابیل کا دوپٹہ ہوا میں لہرانے لگتا ہے، خوبصورتی کا منظر اور بھی دلکش ہو جاتا ہے۔ لیکن سرمد خود صرف گاڑی چلانے میں مصروف رہتا ہے، موسم کو انجوائے کیے بغیر۔

رابیل آہستہ سے خود سے باتیں کر رہی تھی۔

"یہ ہوا شاید کسی دن ہر اس انسان کے دل کی گرد کو اڑا دے جو اداس ہے۔"

"کیا کبھی واقعی زندگی میں اتنا سکون ہو سکتا ہے، جیسے کوئی پریشانی تھی ہی نہیں؟ جیسے انسان بغیر کسی ڈر، خوف یا اداسی کے، صرف خوشی کے ساتھ جیے۔ تھکن، ماضی کی یادیں، اور ہر بوجھ کہیں دور ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ایسے جیسے خود کو اب صرف خوش دیکھنا چاہتی ہو۔ وہ تھک گئی ہو خود کو ماضی کی لپیٹ میں لپٹے دیکھ کر۔

'کسی کے ساتھ پوری دنیا جینے کے خواب دیکھے ہوں، اور پھر اس کے چھوڑ جانے کے بعد پہلی بار ان جگہوں پر انسان جائیں جہاں دونوں نے ایک ساتھ جانے کے وعدے کیے ہوں، تو نا

چاہتے ہوئے بھی انسان ماضی کی یادوں میں کھو جاتا ہے۔"رابیل شاید انہی یادوں میں کھو رہی تھی۔

گاڑی جیسے ہی پائن کے گھنے درختوں کے درمیان داخل ہوئی، موسم یکدم ٹھنڈا اور حسین ہو گیا تھا جیسے سفر کی تپش کی گرمی یاد بن گئی ہو۔ ٹھنڈی ہوا چہرے کو چھوتی جا رہی تھی، روشنی درختوں سے چھن چھن کر زمین پر گر رہی تھی، اور جھیل کا پانی کہیں جھلک رہا تھا۔

رخسار بیگم گاڑی سے پہلے نکلتی ہے، ایک لمبی سانس کھلی فضا میں لیتی ہے، جیسے یہ ہوا ان کے دل کو بھر رہی ہو۔

سرمد ساری کھانے کی چیزیں باہر نکالتا ہے، اور رابیل آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چلتی ہے۔

سرمد گاڑی پارک کر کے سیڑھیوں سے نیچے اترتا ہے اور اپنی ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیتا ہے۔ جہاں ایک طرف ماں کا ہاتھ ہے، دوسری طرف رابیل پر بھی مکمل نظر رکھ رہا تھا۔ جہاں کہیں پتھر یا کوئی چیز خطرناک ہو، سرمد اپنے پاؤں سے راستہ صاف کرتا جا رہا تھا تاکہ رابیل محفوظ رہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سیڑھیوں کے درمیان رخسار بیگم تھوڑی دیر کے لیے رک جاتی ہیں۔ ایک بینچ دیکھ کر وہ بیٹھ جاتی ہیں۔

"بس، سرمد میں ادھر بیٹھ جاتی ہوں۔ ادھر سے بھی جھیل کا نظارہ اچھا نظر آرہا ہے۔ اب میرے میں چلنے کی سکت نہیں ہے۔ تم دونوں جھیل تک چلے جاؤ، میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

"آنٹی جھیل میں پاؤں رکھ کر بیٹھنے کا مزہ تو آپ نے ابھی لیا نہیں اور ابھی ہی تھک گئی ہیں۔ ابھی تو سفر شروع ہوا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تھک گئی ہوں رابیل میں یہاں سے ہی سارہ نظارہ دیکھ لیتی۔ تم انجوائے کرو۔"

"اور ہاں میں ابھی بس آرام کرنے کے لیے بیٹھی ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد میں بھی نیچے جھیل کنارے ضرور آؤں گی۔"

"ممی میں بھی آپکے ساتھ یہی بیٹھتا ہوں۔"

"نہیں سرمد تم جاؤ انجوائے کرو۔"

"میں آپ کے بغیر کیا انجوائے کروں؟ یہ خالی پانی، یہ پتھریلا سفر، یہ ہوا جو مجھے چھو رہی ہے..... سب ادھورا لگ رہا ہے۔" سرمد جیسے کچھ سوچ کر بولا ہو۔

"یہ منظر، یہ پانی، محسوس نہ کرنے والوں کو محض ایک دھارا لگے گا، کبھی محسوس کر کے دیکھیں، یہ کتنا خوبصورت ہے۔" رابیل یک دم بولی۔

پھر وہ رخسار بیگم کو دیکھ کر بولی۔

"آنٹی، آپ تب تک آرام کریں، میں نیچے جا رہی ہوں۔ اگر کچھ چاہیے ہو تو مجھے آواز دے دینا۔"

""تم فکر مت کرو، تم بس انجوائے کرو۔

رابیل نے اتنی دیر میں اپنی ہیلز کے توازن سے لڑتے ہوئے سیڑھیوں سے قدم رکھا، گرتے گرتے خود کو سنبھالا اور نیچے بڑھتی گئی۔

سرمد نے اسے انکمفرٹیبل دیکھا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا

"تم کدھر جا رہے ہو؟؟"

رخسار بیگم سرمد کو گاڑی کی طرف جاتا دیکھ کر بولیں۔

"مجھے کچھ کام ہے میں ابھی آیا۔"

سرمد نے سرسری جواب دیا، پھر واپس گاڑی کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شاپنگ بیگ پکڑ کر واپس آ گیا۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے رابیل کے پاس پہنچا اور رابیل کو بیگ تھمایا۔

رابیل حیرت سے پوچھتی ہے

"یہ کیا ہے، سر؟"

"کھول کر دیکھ لیں۔" سرمد نے بیگ تھما دیا تھا۔

رابیل نے بیگ کھولا تو اندر ایک جوڑا کمفرٹیبل فلیٹ شوز نظر آئے۔ وہ حیران ہو کر سرمد کو دیکھنے لگی۔

"یہ کس کے لیے ہے؟"

"اگلی دفعہ کہیں باہر جانا ہو تو کمفرٹیبل شوز پہن کر نکلیے گا۔ یا پھر ایک ایکسٹرا شوز ساتھ لیکر جائیے گا تاکہ مومنٹ خراب کرنے کی بجائے آپ اسے اچھے سے انجوائے کر سکیں۔"

سرمد نے نرمی سے اُسے نصیحت کی۔

"میں ہیلز میں بھی کمفرٹیبل ہوں۔۔" رابیل شرمندہ ہو گئی تھی۔

'جی، یہ نظر آرہا تھا کہ کتنی کمفرٹیبل تھیں۔ سرمد اُس کے سرخ ہوتے پاؤں کو دیکھ کر بولا،

"اگر یہ کمفرٹیبل ہیں تو پھر پتہ نہیں آپ کی زندگی کے ان کمفرٹیبل لمحات کیا ہوں گے"

رابیل اپنی سہولت کے لیے ہیلز اتار کر وہ جوتے پہن لیتی ہے اور ایک دم ایسا سکون محسوس کرتی ہے جیسے کسی نے کانٹے دار راستے میں اس کے لیے پھول بچھا دیے ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ شکریہ کرنا چاہتی تھی اس سے پہلے سرمد وہاں سے چلا گیا تھا۔

رابیل جھیل کے کنارے پہنچی۔ پانی شفاف، ٹھنڈا اور جھیل کی روشنی میں چمکتا ہوا تھا۔ ہر قطرہ اس کے پاؤں سے ٹکرا کر چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ پانی میں قدم رکھتی ہے، ہر قدم کے ساتھ دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی۔

رخسار بیگم نے سرمد کو وہی رک کر انجوائے کرنے کا اشارہ کیا وہ چاہتی تھی کہ سرمد کھل کر جیے۔ سرمد نفی میں سر ہلا رہا تھا لیکن رخسار بیگم نے اُسے زبردستی جھیل کنارے بھیج دیا۔

"سر آپ جھیل کے پانی کو انجوائے نہیں کریں گے؟؟ رابیل نے اُسے واپس آتا ہوا دیکھ کر پوچھا

نہیں۔۔" وہ سرسری سا بولتا جا رہا تھا۔

"سر دیکھیں تو سہی کتنا خوبصورت نظارہ ہے چاروں اطراف صاف شفاف ٹھنڈا پانی۔ ایک دفعہ اس میں ننگے پاؤں کھڑے ہو کر دیکھیں۔ آپکو بہت اچھا لگے گا۔"

رخسار بیگم نے اوپر سے اشارہ کیا۔

"اب اتنی دور آئے ہیں، تو خوبصورت منظر کو انجوائے کر کے ہی واپس آنا۔" سرمد

سرمد جھیل کے کنارے کھڑا خاموش تھا، نظریں پانی پر، لیکن دل کہیں اور۔ رابیل اس کے قریب آ گئی، کچھ نہ بولی، بس اس کے برابر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے ایک چھوٹی سی پتی، جو سرمد کی پشت پر گری ہوئی تھی، اپنے ہاتھ سے ہٹا دی۔

رابیل نے آہستہ سے بات کا آغاز کیا

"یہاں کتنا سکون ہے، نہ؟"

سرمد الجھتا ہوا بولا

"سکون؟ یہ ارد گرد کا شور یہ سکون ہے۔۔

"آپ ہمیشہ اکیلے یا تنہائی میں رہے ہیں تو آپکو یہ سب شور لگ رہا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل جوتا اتار کر جھیل کے کنارے سے تھوڑا سا آگے بڑھتی ہے جہاں پانی اس کے پاؤں سے ٹکراتا ہے۔، ہر قطرہ ایک خوشی کی لہر کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ وہ سرمد کی طرف دیکھتی ہے

"آپ نہیں آئیں گے سر؟"

سرمد صرف خاموشی سے نفی میں سر ہلاتا ہے

"ایک دفعہ آ کر دیکھیں، آپ کو اچھا لگے گا۔"

وہ بار بار کہتی رہی، مگر سرمد بس خاموش کھڑا تھا، جیسے پانی میں قدم رکھنے کا خیال اسے کبھی خوشی نہ دے سکے۔

رابیل نے خود پانی میں کھڑے ہو کر دھیرے دھیرے ہوا، پانی اور سورج کی روشنی کو محسوس کیا۔ ہر لمحہ اس کے دل کو سکون دے رہا تھا، لیکن سرمد، بس، بت کی طرح کھڑا تھا، نظریں جھیل پر، لیکن دل کہیں اور۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ لمحہ جلد ختم ہو اور وہ گھر واپس جا سکے۔

رابیل چاہے خود کتنی ہی ٹوٹی ہوئی اور اداس کیوں نہ ہو لیکن اسے اپنے ارد گرد ہر انسان خوش اور کھل کھلاتا ہوا ہی اچھا لگتا ہے اسلیے وہ بار بار سرمد کو پانی میں آنے کا کہتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے اداس لگ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک فیملی جھیل کے کنارے پہنچ گئی۔ ایک باپ اپنے بچوں کے ساتھ عید کا جشن منانے نکلا تھا۔ بچے پانی میں کھیل رہے تھے، ہنستے، کودتے، اور ہر طرف خوشی کی گونج تھی۔

"پتہ ہے سر، میرے بابا بھی ہمیں ہر عید پر باہر گھومانے لے جاتے تھے،" رابیل بولی، جیسے خود ہی یادوں میں کھو گئی ہو۔

"آپکے بابا بھی لیکر جاتے ہونگے یقیناً۔" جھیل سے نکل کر اس کے پاس آکر بولی۔

سرمد چپ رہا،

"ہے نہ سر؟؟؟" رابیل جیسے خود ہی سوال کر کے جواب بھی دے رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل ایک نظر سرمد کو دیکھتی ہے جو شائد اس کے بولنے کی منتظر ہو۔

سرمد ایک لمحے کے لیے اسے دیکھتا رہا، پھر دھیرے سے بول پڑا

"کچھ خواہشیں ایسی ہوتی ہیں جو ہم دل کے نہایت نرم گوشوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ نہ کسی کو سناتے ہیں، نہ ظاہر ہونے دیتے ہیں"

"چپ چاپ ہر دن انہیں جیتے ہیں۔ اور پھر... جب وہی خواہش، وہی خواب کسی اور کے نصیب میں ہنستے مسکراتے نظر آئیں، تو دل صرف ٹوٹتا نہیں، بلکہ اندر ہی اندر مرجھا جاتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ لمحہ جب تمنا کسی اور کی حقیقت بن جائے، ایسا لگتا ہے جیسے کائنات نے ہمیں ہماری خاموشی کی سزا دی ہو۔ دل پکارنا چاہتا ہے، پر آواز حلق میں دم توڑ دیتی ہے۔ آنکھیں بھیگتی ہیں، مگر کوئی اشک گرنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

یہ وہ درد ہے جو چیخ کر بھی بیان نہیں ہوتا، اور خاموشی میں بھی پوری دنیا سن سکتی ہے۔

"خواہش کا ادھورا رہنا تکلیف دہ ہے، کسی اور کو وہ خواہش جیتے دیکھنا، اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ۔ کیونکہ وہ کبھی صرف ہماری روح کی صدا ہوا کرتی تھی جو اب کسی اور کی زندگی بن گئی۔"

رابیل پہلی بار سرمد کی زبانی ایسے درد بھری باتیں سن رہی تھی۔ وہ حیرت زدہ تھی کہ جو انسان ہمیشہ خاموش اور سنجیدہ نظر آتا تھا، وہ بھی دل کے اتنے گہرے راز چھپائے رکھتا ہے۔

آپ کمپلیکس انسان ہیں، رابیل نے دل ہی دل میں کہا۔

"انسان جتنا ایزی گوئنگ ہو، اسے سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ اور دنیا ایسے کمپلیکس انسانوں سے دور رہتی ہے۔ رابیل اُسکی بات کے جواب میں بولی۔"

اس لیے میں بھی دور رہتا ہوں،" سرمد اتنا کہہ کر خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام ہونے کو تھی،اندھیرا ہر طرف پھیلنے لگا تھا۔دن بھر جھیل کے کنارے گزارنے کے بعد،سب گھر کی طرف جانے لگے۔رخسار بیگم نے اپنی تھکی ٹانگوں کو سکون دینے کے لیے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کا فیصلہ کیا۔

میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاتی ہوں کیونکہ میں اپنی ٹانگوں کو سکون دینا چاہتی جو چل چل کر تھک گئی ہیں رابیل تم آگے بیٹھ جاؤ۔رخسار بیگم جھیل کنارے کافی دیر کھڑی رہنے اور چلنے کے بعد تھک چکی تھی

میں؟؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل تھوڑی سوچ میں پڑ کر بولی۔

پھر چپ کر کے بیٹھ گئی۔

گاڑی کی کھڑکیوں سے باہر شام کی نرم روشنی اندر آ رہی تھی،شہر کی ہلچل دھیرے دھیرے محسوس ہو رہی تھی،لیکن اندر کا ماحول بیرونی شور سے بالکل الگ،ایک خاموشی اور سکون

لیے ہوئے تھا۔ سرمد نے اپنے اوپر ایک عجیب سی خاموشی سادھ لی تھی، نظریں سڑک پر، لیکن دل کہیں اور گھوم رہا تھا۔

رابیل نے اسے توڑا، اپنی آواز میں خوشی اور یادوں کا رنگ بھر کر بولی۔

"ویسے آنٹی، بہت مزہ آیا۔ آپ کو پتہ ہے، جب سے میں بی جان کے پاس آئی ہوں، میں پہلی دفعہ عید پر کہیں گھومنے کے لیے نکلی۔ لاہور میں تو میں اور میری چھوٹی بہن تین دن بابا کے ساتھ گھومنے جاتے، اور بہت مزہ کرتے تھے۔"

سرمد نے آدھے کان سے سنی، پھر نظریں دوبارہ سڑک پر مرکوز کر لیں۔ رابیل اپنی بات جاری رکھتے ہوئے رخسار بیگم سے پوچھتی ہے۔

"آپ کو مزہ آیا؟"

ہاں، مجھے بھی بہت اچھا لگا۔ اتنے دنوں بعد گھر سے نکل کر، ورنہ عید گھر بیٹھے ہی گزر جاتی۔

رابیل کی آنکھوں میں چمک تھی، لیکن اس کی باتوں میں ذرا سی فکر بھی چھپی ہوئی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کل کا کیا پلان ہے؟"

رخسار بیگم نے معمولی سی سانس بھری اور بولا

"کچھ سوچا نہیں۔"

رابیل خوشی سے بولی،

"میرے تو ماما بابا کل آرہے ہیں۔ میں پہلے ہی سوچ رکھتی تھی کہ عید کیسے گزارنی ہے۔ مجھے وہ لوگ پسند نہیں جو عید کو ایسے ہی بے رونق ضائع کر دیتے۔ خوشی کا موقع ہوتا ہے، انسان کو کھل کر جینا چاہیے، کیا پتہ 'کل ہو نہ ہو۔"

رخسار بیگم تھکن سے پچھلی سیٹ پر ٹانگیں سیدھی کر کے رابیل کی باتیں سنتے سنتے ہی سو گئی تھیں۔

اور رابیل نان سٹاپ بولتی جا رہی تھی۔

"کیا آپ کچھ دیر چپ نہیں رہ سکتی؟"۔ "سرمد نے آہستہ سے کہا۔

رابیل تھوڑی شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئی۔ لیکن دل کی باتیں چھپ نہیں پائیں،وہ پھر بھی اپنے خیالوں میں ڈوبی رہی، گاڑی کی نرم گزر گاہ اور شہر کی روشنیوں کے درمیان۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی شہر کے وسط میں پہنچی، عید کی وجہ سے سڑکیں ہجوم سے بھری ہوئی تھیں۔ روشنیوں میں ایل ای ڈی بالونز کی رنگ برنگی جھلکیں ابھریں۔ رابیل کی آنکھیں چمک اٹھیں،

"سر! ایک منٹ گاڑی روکیں، مجھے یہ بالون چاہیے۔" رابیل نے ایل ای ڈی بالون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سرمد نے سر ہلایا

"میں نہیں روک سکتا، پہلے سے ہی اتنی ٹریفک ہے، میں مزید سڑکوں پر اپنا ٹائم برباد نہیں کر سکتا۔"

رابیل نے مسکراتے ہوئے کہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر، ایک منٹ سے کچھ نہیں ہو جائے گا۔"

"اور کس لیے چاہیے آپ کو یہ؟"

"اپنے لیے، مجھے اچھے لگتے ہیں۔"

"ان بالونز کا کریں گی کیا؟"

سرمد کو حیرت ہو رہی تھی۔ کہ اس عمر میں وہ بالونز کے پیچھے پاگل ہو رہی ہے۔ وہ واقعی ہی عجیب تھی۔ ے از ندہ دل۔

"میں آپ کو گفٹ کرونگی، تاکہ آپ کی زندگی میں بھی چمک اور روشنی آئے۔"

"مجھے نہیں چاہیے۔"

"لیکن مجھے تو چاہیے نہ۔" وہ بضد ہوئی۔ رابیل کی کمزوری تھی روشنی۔ وہ ہر وہ چیز پا لینا چاہتی تھی جو چمکدار ہو۔ اُسے چمکتی روشن ہر چیز اچھی لگتی تھی۔ چاہے پھر وہ کوئی بچوں کے کھلونوں میں شامل ہو یا بڑوں کی چیزوں میں۔ اور اندھیروں سے اُسے نفرت تھی ہر بے

رنگ چیز اُسے زہر لگتی تھی۔ ہر چیز میں اُسے رنگ چاہیے۔ چاہے پھر وہ خوشی کا رنگ ہو یا چمک کا۔

سرمد نے نظریں سڑک پر مرکوز کیں، لیکن کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد، اُس نے گاڑی کو روک دیا۔ رابیل جلدی سے گاڑی سے نکلی، بلکل پاس ہی بالونز والا کھڑا تھا۔ رابیل نے اُس سے بالونز لیے اور پانچ بالون پکڑ کر گاڑی میں واپس آ گئی۔

"اب کدھر رکھیں گی یہ؟ آپ کو کہیں جگہ نظر آ رہی ہے؟" سرمد نے اُس کے ہاتھ میں ایک نہیں دو بھی نہیں، بلکہ پانچ بالونز دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"میں اپنے ہاتھ میں پکڑ لوں گی، آپ گاڑی چلا سکتے ہیں اب۔"

سرمد نے بس ایک لفظ کہا

"سٹرینج"

Clubb of Quality Content

رابیل نے مسکرا کر سرمد کی طرف دیکھا، لیکن اس نے مزید کچھ نہ کہا اور گاڑی دوبارہ چلانے لگا۔

گھر پہنچتے ہی سرمد نے رخسار بیگم کو گاڑی سے اتارا۔ رابیل بھی اتر گئی، خوشی کے رنگ اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"میں کیب بک کر کے اب گھر چلی جاؤنگی۔"

"!"سرمد، تمہیں چھوڑ آئے گا رابیل۔ اتنا تو وہ کر ہی سکتا ہے۔

رخسار بیگم اندر جانے لگیں، لیکن رک کر بولیں۔

"نہیں آنٹی، میں چلی جاؤنگی۔"

"اب عید کے دنوں میں کیب آسانی سے نہیں ملے گی۔ اگر جانا چاہتی ہیں تو بتا دیں، ورنہ میں گاڑی پارک کر دوں۔" سرمد نے اپنی آواز میں وہی حکمیہ انداز رکھا، جو اسے ہر وقت ایک چھوٹا سا خوف اور احترام دونوں عطا کرتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے ایک نظر سرمد کو اور ایک نظر رخسار بیگم کو دیکھا۔ اور پھر وہ خاموشی سے آگے بیٹھ گئی، اور بالونز پیچھے رکھ دیے۔

سرمد بھی گاڑی میں بیٹھ گیا اور گھر سے باہر گاڑی نکال دی۔

رابیل کا نان سٹاپ ریڈیو پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

"ویسے، آپ لوگوں کی کیا عید ہوتی ہو گی؟ نہ باہر جانا، نہ ہجوم دیکھنا، بس روبوٹ بنے کام میں مصروف رہنا۔" اس نے آہستہ سے کہا، ایک طرح کی ہلکی طنز کے ساتھ۔

"اسے پروفیشنل لائف کہتے ہیں۔ سرمد نے سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا، لیکن اس کے لہجے میں کوئی سختی نہیں تھی، بس معمولی سا حقائق کا بیان۔"

رابیل نے ہنستے ہوئے کہا، "اگر پروفیشنل لائف ایسی ہوتی، تو شکر ہے میں اپنی لائف میں ان پروفیشنل ہوں۔ اگر میں بھی آج کہیں پروفیشنل ہوتی تو پتہ نہیں کس کونے میں میرا مجسمہ لگا ہوتا۔"

رابیل کی یہ بات سن کر سرمد کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ آئی لیکن اُس نے خود کو کمپوز کیا اور مسکراہٹ چھپا دی۔

"آپ جان بوجھ کر ایسی باتیں کرتی ہیں یا پھر آپ کا 'سینس آف ہیومر' اچھا ہے؟"

رابیل نے بے دھیانی سے جواب دیا، پتہ نہیں، جو منہ میں آتا، میں بول دیتی ہوں۔ کبھی اتنا دھیان نہیں دیا۔

وہ بس بولتی جا رہی تھی۔ پوری گاڑی میں وہ ایک منٹ بھی چپ نہیں ہوئی تھی۔

وہ اپنی بیگ سے ہیئر کلپ نکال کر بال سمیٹنے لگی، لیکن اس کے سلکی بال بار بار کھل جاتے، اور بے دھیانی سے وہ کلپ وہیں گرا دیتی ہے۔

"آ گیا آپ کا گھر۔" سرمد نے گاڑی روک کر کہا،

"اندر آجائیں، سر، عید کا دن ہے، ہم عید کے دن مہمان نوازی میں کمی نہیں چھوڑتے۔" رابیل باہر نکلتے ہوئے بولی

سرمد کی نظریں گھڑی پر تھم گئیں۔ "نہیں، بہت لیٹ ہو گیا ہے۔"

رابیل نے سر ہلایا اور بولی،

"ویسے آپ کی مرضی، میرا کام تھا دعوت کے لیے مدعو کرنا۔ کندھے اچکا کر وہ آگے بڑھ گئی۔"

پھر 'وہ جاتے جاتے پلٹی اور دوبارہ مڑ کر بولی،

"اور ہاں، یہ بالونز... یہ میں نے اپنے لیے لیے تھے، لیکن مجھے لگتا ہے کہ میرے سے زیادہ آپ کو ان کی ضرورت ہے۔ اس لیے عید کا چھوٹا سا تحفہ سمجھ کر آپ انہیں رکھ سکتے ہیں۔"

رابیل نے سرمد کے کسی جواب کا انتظار نہیں کیا۔

رابیل کے الفاظ گاڑی کی خاموشی میں گھل گئے، اور وہ اندر گھر کی جانب چل دی۔

سرمد نے گاڑی تیز کر دی، لیکن اس کی نظریں ابھی بھی بالونز پر تھی۔

سرمد تھوڑی دیر بعد گھر پہنچ گیا۔

گاڑی لاک کرنے لگتا ہے کہ اسکی نظر رابیل کے کلپ پڑی جو نیچے گرا ہوا تھا۔

آج پھر۔۔وہ پچھلی دفعہ کا سین یاد کرتے ہوئے بولا

گاڑی سے اترتے ہی،وہ بالونز لے کر سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا۔اپنے سائیڈ ٹیبل پر رکھے واز میں سے پھول نکال کر بالونز کے ساتھ سجایا،جیسے کسی چھپی خوشی کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر رہا ہو۔

فریش ہونے کے بعد وہ سٹوڈیو روم میں گیا اور سکیچ بنانا شروع کر دیا۔آنکھیں بند کر کے جھیل کے کنارے کا منظر یاد کیا،رابیل کی ہنسی،اس کی مسکان،اور خاموش لمحے۔ہر لائن،ہر خاکہ اس کے دل کی دنیا کے عکاس تھے۔

سکیچ مکمل ہونے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا اور لیپ ٹاپ پر میلز دیکھنے لگا۔آج ایک بار بھی اس نے لیپ ٹاپ نہیں کھولا تھا۔جیسے ہی کھولا،ان باکس میں اتنی میلز تھیں کہ سرمد کو ہر ایک پر نظر ڈالنی پڑی۔ایک ایک کر کے وہ انہیں پڑھتا گیا،ذہن میں کاروبار کی گہری سوچیں اور انتظامات چل رہے تھے۔

پھر اس نے صائم کو کال کی۔

صائم... فارنر کے آرڈرز جو ملے تھے،ان کو کنفرم کیا یا نہیں؟

سر،عید کی چھٹی کی وجہ سے میں میل نہیں دیکھ سکا۔

سرمد نے فوری جواب دیا،"

دیکھو اور کنفرم کرو،تاکہ ان پر ہم کام کریں۔اور جو لاس ہوا تھا،وہ ریکور ہوا یا نہیں؟

'نہیں سر،اس دفعہ سب کو بونس بھی دیا گیا ہے،نوید بتا رہا تھا کہ لاس ریشو زیادہ آرہا ہے۔

آفس میں اس بارے میں بات کریں گے پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔سرمد نے اتنا کہہ کر فون بند کر دیا

اور پھر خود ہی پتہ لگوانے کی کوشش کرتا ہے کہ کون ہے جو اس کے آرڈرز کینسل کروا رہا۔

(*****)

کل پورا دن رمیز گھر سے باہر رہا تھا۔ عید کے دن وہ اپنے کچھ خاص دوستوں کے ساتھ گھومنے کے لیے نکل جاتا تھا، کل بھی اُس نے ایسا ہی کیا، اور کہیں آدھی رات کو وہ گھر آیا تھا۔

رات کی تھکاوٹ ابھی اتری نہیں تھی، بیڈ پر رمیز نیم دراز تھا۔ بال بکھرے ہوئے،، اور چہرے پر وہی عام سا تاثر جو ایک لمبی رات کے بعد انسان کے چہرے پر ہوتا ہے۔ وہ دنیا سے انجان گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔

اچانک موبائل کی رننگ ٹون اس خاموشی کو چیرتی ہوئی گونجی۔ رمیز کی آنکھ پھر بھی نہیں کھلی، ایک دو رنگ ٹونز پر رمیز نے آنکھیں سکیڑ کر میز کی طرف دیکھا، ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا۔

فون اٹھاتے ہی اُس نے نیند بھری آواز میں بولنا شروع کیا۔

ہیلو؟

چند لمحوں تک خاموشی۔ وہ تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

'ہیلو؟؟؟"اس نے پھر زور سے کہا۔

اب بھی کوئی جواب نہیں۔بس دوسری طرف جیسے کوئی سانس لینے کی ہلکی سی آواز ہو۔رمیز کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔

او بھائی،جب بات کرنی نہیں تو کال کیوں کرتے ہو؟اس نے جھنجھلا کر کہا اور فون بند کر دیا۔

وہ بیڈ پر دوبارہ گر گیا،چادر سر تک کھینچی اور آنکھیں بند کر لیں۔مگر ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ فون پھر بج اٹھا۔

اس بار آواز ذرا تیز لگی،جیسے کسی نے جان بوجھ کر رمیز کی نیند سے انتقام لینا ہو۔

رمیز نے تکیے کے نیچے سے فون کھینچا،اس کے چہرے پر اب صاف جھنجھلاہٹ تھی۔

'ہیلو؟؟اس کی آواز میں اب غصہ جھلکنے لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف پھر وہی خاموشی۔ صرف ایک مدھم سانس یا شاید سرگوشی کی سی آہٹ، مگر کچھ سمجھ نہ آیا۔

ہیلو؟؟؟ بولو بھی! اس نے آخری بار جھنجھلا کر کہا۔

کوئی جواب نہیں۔ بس ایک لمحے کے لیے فون کی دوسری جانب ہلکی سی ٹک کی آواز آئی، جیسے کوئی فون کے اسپیکر کے قریب انگلی سے رگڑ دے۔

رمیز کا پارہ چڑھ گیا۔

بھاڑ میں جاؤ تم سب! اس نے غصے سے کہا، اور فون زور سے بیڈ پر پھینک دیا۔

موبائل بیڈ پر جا کر ٹکرایا، ہلکا سا اچھلا، اور پھر آہستہ آہستہ چادر پر پھسل کر رُک گیا۔ رمیز کروٹ بدل کر چادر میں منہ چھپا کر پھر لیٹ گیا۔ کمرے میں پھر وہی خاموشی لوٹ آتی ہے

(******)

تسنیم اور آفتاب صاحب آج صبح ہی اسلام آباد آ گئے تھے۔ سب بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔

اگر آج بھی آپ لوگ نہ آتے نا تو میں اور بی جان ناراض ہو جانے والے تھے! رابیل اپنے ماما بابا کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی، وہ انہیں دیکھ کر بولی،

تسنیم نے ہنستے ہوئے رابیل کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ کیوں نہیں آنا تھا ہم نے، اس دفعہ تو آنا بنتا تھا بیٹا۔

بی جان نے پیار بھری نگاہوں سے دیکھا' اللہ خوش رکھے، میرا گھر تو تم لوگوں سے ہی آباد لگتا ہے۔

رابیل نے چہک کر کہا،

پہلے تک عید بس ٹھیک ہی گزر رہی تھی، لیکن لگتا ہے اب بہت اچھی گزرے گی۔

آفتاب نے مسکرا کر پوچھا،

اچھا جی؟ وہ کیوں بھلا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیونکہ آپ لوگ آگئے ہیں!رابیل نے پر خلوص لہجے میں کہا،

اسی لمحے پیچھے سے عریبہ بولی،

'آپی!میں ماماباباکو کہتی تھی کہ آپی کے پاس چلیں،مگر وہ کہتے تھے،اگر میں آپ کے پاس آگئی تو سکول کون جائے گا؟

'اور میری پیاری عریبہ

رابیل نے ہنستے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا،عریبہ دوڑتی ہوئی رابیل کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

اب جتنے دن تم ادھر ہو ہم خوب مزے کریں گے۔رابیل نے عریبہ کو دیکھ کر کہا،

عریبہ نے شرارت سے کہا،جی آپی،اب ہم اچھے سے ٹائم گزاریں گے

چلو اب باتیں بعد میں کر لینا،کھانا لگاتے ہیں۔کباب ابھی میں نے فرائی کرنے ہے۔رابیل بیٹا!تم آجاؤ کچن میں،میں برتن نکالتی ہوں۔آکر میری مدد کروادو۔بی جان نے رابیل کو کہا،جو اس وقت عریبہ کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

تسنیم نے فوراً کہا،

بی جان، آپ آرام کریں۔ میں دیکھ لیتی ہوں سب۔

ارے نہیں بیٹا، تم ابھی سفر سے آئی ہو۔

کوئی بات نہیں بی جان، ساتھ کریں گے نا، باتیں بھی ہوتی رہیں گی! تسنیم نے مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

رابیل نے بی جان کی طرف دیکھا، بی جان، میں آتی ہوں آپ کی مدد کرنے، ماما آپ آرام کریں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نہیں بیٹا، تم جاؤ تیار ہو جاؤ۔ میں اور بی جان دیکھ لیتی ہیں۔ تسنیم نے رابیل کو دیکھتے ہوئے بہت پیار سے کہا،

رابیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

تسنیم اور بی جان اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔ کچن میں جاتے ہی بی جان نے سارے کھانے گرم کرنے کے لیے کاونٹر پر رکھے۔

دوسری طرف لاؤنج میں آفتاب صوفے پر نیم دراز تھے۔ سامنے عریبہ کارٹون دیکھتے ہوئے قہقہے لگا رہی تھی، اس کے گالوں پر ہنسی کی چمک تھی۔

رابیل تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔

وہ جلدی سے الماری کی طرف بڑھی، ڈسٹی میرون رنگ کے کپڑے الماری سے نکال کر تیار ہونے لگ گئی۔

آرگنزہ کی نفیس قمیض جس کے نیچے ہلکی لائننگ ہوئی تھی۔ قمیض کے کنارے پر دھاگے کی کڑھائی ہوئی تھی۔ ایک طرف موتیوں کی اور سیکونس کا کام ہوا تھا۔ بیل بوٹی والے انداز میں ڈیزائن ترتیب میں دیے گئے تھے۔ دامن پر خاص طور پر گوٹا، جھالر اور ریشمی بیڈز لگے تھے۔ جو چلنے میں اور دیکھنے میں کافی خوبصورت لگتے۔ آستینیں چوڑی دار اور ریڈی میڈ لیس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سے بھری ہوئی تھی بازوں کے کنارے پر ٹسل لگے تھے۔ڈوپٹہ بھی ایمبرائڈڈ ہوتا کناروں پر گوٹا اور ہلکے جھلملاتے ستارے۔

رابیل اس کے ساتھ ہلکی جیولری اور میک اپ کر کے مکمل تیار ہو کر باہر آجاتی ہے۔

جب وہ باہر آتی ہے تو بی جان پلٹ کر دیکھتی ہیں،

"میری رابیل تو بالکل میری طرح لگ رہی ہے آج"

رابیل ہنستے ہوئے ان کے پاس کچن میں جاتی ہے۔

"بی جان، ہم دونوں تو ایک ٹیم ہیں نا، عید ہو یا خوشی، ہمیشہ ساتھ تیار ہونا"

کچن سے تسنیم کھانا لے کر باہر آتی ہیں، دستر خوان سجا دیا جاتا ہے۔سالن، پلاؤ، رائتہ، فرنی، کباب ہر چیز ٹیبل پر سجادی گئی تھی۔سب بیٹھ کر کھانا کھانے لگتے ہیں۔بی جان کبھی عریبہ کو نوالہ دیتی ہیں، کبھی آفتاب کو مزید چاول ڈال دیتی ہیں۔

کھانے کے بعد فضا میں ایک عجیب سکون پھیل جاتا ہے۔ عریبہ پھر سے کارٹون دیکھنے لگ جاتی ہے۔ آفتاب صاحب کی عادت تھی وہ کھانے کے فوراً بعد چائے پیتے تھے۔ تسنیم جلدی سے کچن میں چائے بنانے چلی جاتی ہے، اور رابیل برتن سمیٹ رہی تھی۔

اچانک اُس کا فون بجتا ہے۔ وہ اگنور کر کے برتن اٹھا کر کچن میں لے کر جاتی جا رہی تھی۔ دوپٹہ اُس کے کندھوں سے بار بار سرک رہا تھا، کبھی وہ اُسے سیٹ کرتی تھی تو کبھی برتن اٹھاتی تھی۔

فون پھر رنگ کرتا ہے۔ رابیل کچن سے نکلتے موبائل کی طرف آتی ہے جو لاونج میں صوفے پر پڑا تھا۔ وہ نمبر دیکھتی ہے

ایک پل کے لیے وہ ٹھٹھک جاتی ہے۔ وہ موبائل کو دیکھتی ہے۔ اُس نے ابھی تک رمیز کا نمبر سیو نہیں کیا تھا، اور اس کا کال اٹھانے کا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا، لیکن اُسے پتہ تھا کہ اگر وہ کال نہیں اٹھائے گی تو وہ تب تک کال کرتا رہے گا، اس لیے وہ فون اٹھاتی ہے اور کال کرتی ہے۔

جی فرمائیں۔رابیل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"زہے نصیب...اتنی عزت دی جا رہی ہے مجھے، کہیں میں مر ہی نہ جاؤں!"رمیز نے شوخ لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ مر جائیں۔"وہ دانت پیس کر بولی۔

اس کے لہجے میں تھکن، چڑ اور ضبط سب شامل تھا۔دوسری طرف سے رمیز کی ہلکی سی ہنسی آئی،وہی مانوس ہنسی جس سے رابیل اکثر جھنجھلا جاتی تھی۔

"ارے بھئی! عید کا دن ہے،اچھا اچھا بولیں نا۔"

"تمہیں دیکھ کر میرے منہ سے اچھے لفظ نکل ہی نہیں سکتے۔"

"کیوں؟؟ کیا میں اتنا برا ہوں؟"

شائد..رابیل نے کندھے اچکائے۔

Clubb of Quality Content

ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔،رابیل کے بال کانوں پر گرے،وہ جھنجھلا کر انہیں پیچھے کرتی ہے۔

"میں نے ایسا کیا کر دیا جو آپ کو میں اچھا نہیں لگتا؟"رمیز نے معصومیت سے پوچھا۔

"پتہ نہیں... کچھ لوگ بس ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر غصہ آتا ہے۔اور میرے لیے وہ تم ہو۔"رابیل سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"اب ایسا بھی نہ کہیں۔"رمیز دوسری طرف مسکرا رہا تھا۔

تمہیں کوئی کام تھا؟رابیل سیدھا مدعے پر آئی۔بی جان اور آفتاب سامنے صوفے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔رابیل کچن کے بلکل پاس کھڑے ہو کر بات کر رہی تھی۔

:مصروف تھی کیا؟رمیز نے پیار سے پوچھا۔

""تم سے مطلب؟

"کبھی تو میرے سوالوں کا سیدھا جواب دے دیا کریں۔"

رابیل نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے خود کو قابو میں کر رہی ہو۔ پھر نرمی سے بولی۔

"ماما بابا آئے ہیں۔ ان کے پاس تھی۔"

رمیز جو اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا، برش وہی ٹیبل پر رکھ کر سیدھا ہوا،

سچی؟؟ وہ جیسے حیرت سے پوچھ رہا ہو۔

تمہیں اتنی خوشی کیوں ہو رہی ہے۔ رابیل اب سکون سے جواب دے رہی تھی۔

:اب ہمیں آپ کے گھر آنے کا موقع ملے گا نا۔ بات آگے بڑھے گی، پھر ہی تو شادی تک جائے گی۔ رمیز نے خود پر پرفیون چھڑکتے ہوئے آئینہ میں دیکھ کر کہا،

تمہاری سوچ کے گھوڑے کبھی آرام سے نہیں بیٹھ سکتے کیا؟ اتنا اااااااااااادور کی تم کیوں سوچ لیتے ہو؟ رابیل تھوڑا جھنجھلائی۔

بس، جب سے آپ سے ملاقات ہوئی ہے، میں دور کی سوچنے لگ گیا ہوں۔

رابیل نے بے ساختہ آنکھیں گھمائیں۔

اچھا چھوڑو، کوئی خاص بات تھی جو کال کی؟

ہاں، میں انتظار کر رہا تھا کہ آپ اپنی عید کی پکس بھیجیں گی۔ رمیز سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھا کر رہا تھا۔

کس خوشی میں؟ رابیل نے طنز کیا

:"عید کی خوشی میں۔ کل تو دیکھ لیا تھا آپ کو، لیکن آج بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری ظالم حسینہ کیسی لگ رہی ہیں۔"

"ظالم لوگ جیسے لگتے ہیں، ویسی ہی لگ رہی ہوں۔ اب تم فون بند کرو گے یا میں کروں؟ رابیل تیکھے لہجے میں بولی۔"

بات تو کریں نا ذرا اور۔ وہ جیسے کال بند نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"فلرٹ کے ساتھ ساتھ چپکنے کی عادت بھی ہو گئی ہے کیا تمہیں؟ رابیل نے دانت بھینچے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پتہ نہیں... آپ سے ملنے کے بعد کون کون سی عادتیں لگ گئی ہیں، خود مجھے بھی نہیں پتہ۔"

رابیل نے سر جھٹک دیا۔ اس نے بغیر کچھ کہے فون بند کر دیا۔

کال کٹتے ہی لاونج میں پھر وہی سکوت لوٹ آیا۔ پھر اس نے فون ٹیبل پر رکھ دیا، گہرا سانس لیا، اور خود کو سنبھالتے ہوئے لاؤنج میں واپس چلی گئی۔

بی جان نے مسکرا کر کہا، "کہاں رہ گئی تھی رابیل بیٹا؟"

رابیل نے مسکرا کر کہا، "بس بی جان، ایک فضول سی کال تھی۔"

رمیز نے ماتھے پر بل دیے، ایک بار پھر خود کو آئینے میں دیکھا اور مسکرا کر باہر چلا گیا۔

(*******)

گرمی اپنی انتہا پر تھی۔ سڑک سے اٹھتی ہوئی تپش جیسے ہوا کو بھی پگھلا رہی تھی۔ رمیز کی گاڑی کے اندر اے سی چل رہا تھا مگر اس کے ماتھے پر پسینے کی ہلکی نمی پھر بھی تھی۔ لنچ کے بعد وہ معمول کے مطابق گھر سے نکلا تھا۔

اس نے بیک مرر میں دیکھا، ایک چمکتی ہوئی سیاہ گاڑی کچھ فاصلے سے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ پہلے تو رمیز نے نظر انداز کیا۔

مگر وہ گاڑی ہر موڑ، ہر رفتار، ہر رکنے میں بس چند قدم پیچھے رہی۔

اس نے ایک بار پھر مرر میں نظر دوڑائی۔ آنکھوں میں چمک آئی، جیسے دماغ کے کسی کونے میں خطرے کا اندیشہ ہوا ہو۔

سڑک اب مضافاتی علاقے میں داخل ہو رہی تھی۔ درختوں کے سائے دُور دُور، ہوا میں گرد اڑ رہی تھی۔ رمیز نے گاڑی کا رخ اچانک ایک سنسان سڑک کی طرف موڑ دیا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک کھلے میدان میں پہنچ گیا، جہاں چاروں طرف بس بنجر زمین، ٹوٹی باڑیں، اور کہیں کہیں جھاڑیاں تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے گاڑی روکی۔ انجن کی آواز بند ہوتے ہی فضا میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔ صرف تیز دھوپ اور جھلسی ہوئی زمین کا شور باقی تھا۔

پیچھے سے وہی سیاہ گاڑی آہستہ آہستہ رکتی ہے۔ رمیز نے بیک مرر میں دیکھا، دروازہ کھلا، اور ایک شخص باہر نکلا۔ سیاہ لباس، چہرے پر مکمل نقاب، صرف سایہ سا وجود۔

وہ دھیرے دھیرے رمیز کی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

وہ آ کر رمیز کی گاڑی کے شیشے پر انگلی سے ناک کرتا ہے۔ رمیز نے ہاتھ بڑھایا، شیشہ نیچے کیا۔

کون؟ رمیز نے غصے اور تجسس سے پوچھا

"سایہ نمبر تین۔"

بس اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ دو لفظ رمیز کے اندر جیسے بجلی بن کر گرے۔ اس کی آنکھوں میں یادوں کے عکس تیرنے لگے، پرانے کاغذ، خفیہ خط، وہ غیر دستخط شدہ پیغامات جو برسوں سے کسی سایے کی طرح اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ وہ فوراً دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ گرمی کی تپش چہرے پر پڑی تو جیسے غصے کی آنچ اور بڑھ گئی۔

'تو تم ہی ہو؟ جو کبھی خط بھیجتا ہے، کبھی کال کرتا ہے، کبھی پیچھے لگ جاتا ہے! رمیز نے باہر نکلتے ہی غصے سے کہا،

اس نے جھپٹ کر اس کا نقاب ہٹانے کو ہاتھ بڑھایا۔ لیکن نقاب پوش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، مضبوط گرفت، جیسے برسوں کا حساب کتاب مٹھی میں ہو۔

اتنی جلدی کیا ہے، رمیز؟ جب میں اتنا انتظار کر سکتا ہوں... تو تم کیوں نہیں؟ نقاب پوش نے پراسرار لہجے میں کہا،

رمیز نے قدم پیچھے کھینچا، سانس بھاری ہو گئی تھی۔

مطلب تم نہیں بدلے۔ رمیز نے طنز سے کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

'تو تم بدل گئے ہو؟وہ بالکل اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

دھوپ اور تیز ہو گئی تھی۔زمین سے بھاپ اٹھنے لگی،فضا میں ایک دھواں سا بن گیا۔

رمیز نے اپنی گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائی،ایک زوردار قہقہہ فضا میں گونج گیا۔

میں...رمیز اور نگزیب...بدل جائے؟ایسا ہو نہیں سکتا۔رمیز نے غرور سے کہا،

اور تم جیسے لوگوں کے لیے؟میں چاہ کر بھی نہیں بدل سکتا!

وہ شخص آہستہ آہستہ نقاب ہٹاتا ہے۔سورج کی چمک اس کے چہرے پر پڑتی ہے،اور رمیز کے چہرے پر حیرت جم جاتی ہے۔

تم؟؟؟؟رمیز نے چہرے پر حیرت لاتے ہوئے اُسے دیکھ کر کہا،

"ہاں...میں زبیر خان۔اُس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا جو فضا میں گونجا

'یاد آیا؟یا میں یاد کرواؤں؟زبیر نے اُس کے بلکل قریب ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز چند لمحے گنگ رہ جاتا ہے، پھر ایک دم آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

'ارے یار! تم میرے بچپن کے دوست! میرے قابلِ اعتماد ساتھی! تم ایسا سلوک کرو گے مجھ سے؟

مگر زبیر نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔

'تھا... اب نہیں! زبیر نے قدرے سخت لہجے میں کہا،

'اب بھی ہو! میں نے کب دوستی میں دغا کیا ہے؟؟ رمیز پرسکون ہو کر اُس سے بات کر رہا تھا۔

دغا ہی تو کی ہے۔ زبیر کا لہجہ اور کڑوا ہو گیا تھا۔

رمیز کے چہرے پر لمحے بھر کو خاموشی چھا گئی، پھر وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔:

"میں دوستی میں دغا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

زبیر کا چہرہ طنزیہ مسکراہٹ سے بھر گیا۔

جیسا باپ، ویسا بیٹا۔ میں کیسے مان لوں کہ تم ایماندار ہو؟

جب ہم ایک ہی مقصد میں تھے، ایک ساتھ قدم رکھا تھا، تو پھر تم نے پیٹھ کیوں دکھائی؟ ہر چیز میں ساتھی بن کر چلے تھے تو پھر کیا ضرورت تھی دغا کرنے کی۔

میں کچھ دن صرف کچھ دن ملک سے باہر گیا تھا اور تم نے میرے پیچھے ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔ دولت، شہرت، عزت سب تم اکیلے لیکر چلتے بنے۔

رمیز کی آنکھوں میں اب چنگاریاں سی جھلکنے لگیں۔

میں نے کچھ نہیں کیا زبیر! تم غلط سمجھ رہے ہو۔

جس پراپرٹی کے آج تم مالک بنے بیٹھے ہو تمہیں پتہ بھی ہے وہ کس کی ہے۔؟؟

میرے باپ کی جو ان کو ان کے آباؤاجداد سے وراثت میں ملی تھی۔ رمیز سوالیہ نگاہوں سے کہا۔

کبھی تم نے کوشش کی یہ جاننے کی کہ وہ کس کی ہے؟؟زبیر غصے اے آگ بگولہ ہو کر بولا،

مجھے کیا پتہ! میرے بابا نے کہا کہ وہ ہماری ہے، تو میں نے ان کی بات مانی۔ان کے کہنے پر میں نے وہ زمین حاصل کرنے کے لیے ہر حد پار کر دی تھی۔ لیکن تمہیں اس سے کیا لینا دینا؟تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

وہ گاڑی سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔دھوپ اس کے چہرے پر چمک رہی تھی، آنکھوں میں ضد کا سایہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ زمین میری ہے۔ تمہارے بابا نے تم سے جھوٹ کہا۔ تم نے بنا پوچھے بس اُس زمین کو ہتھیانہ کی کی۔

بغیر یہ سوچے سمجھے کہ میرا کل سرمایہ وہی تھا۔۔تم تو نہ بدلے لیکن میں بدل گیا ہوں میں نے یہ کام بہت پہلے چھوڑ دیا تھا۔مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کام میں ایمان۔دیانت نہیں

ہے اور زندگی کا کیا بھروسہ وہ تو چلی جانی ہے لیکن آخرت وہ اس چکر میں خراب ہو جانی تھی۔

زبیر کے لبوں پر نفرت کی لکیریں ابھر آئیں۔ چپکے چپکے وہ آگے آیا، اور ایک لمحے کے لیے ایسا لگا جیسے اس کے گرد کی دھند کچھ زیادہ گھنی ہو گئی ہو۔

تو پھر کیا چاہتے ہو؟' رمیز نے چیلنج میں پلٹ کر پوچھا۔

تم وہ زمین واپس کر دو۔ وہی میری زندگی کا اثاثہ ہے۔ میں اس وقت بہت مشکل سے زندگی گزار رہا ہوں۔

تم نے مجھے تو سایہ بنا کر چھوڑ دیا اور خود روشنیوں کی چمک میں اندھا دھند غلط کام کرنے میں لگے ہوئے ہو۔

اور میں تو سمجھا تم اپنے آدمی بھیجو گے لیکن مجھے کیا پتہ کہ بادشاہ خود چل کر آئے گا۔

رمیز نے زوردار قہقہہ لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

'میں وہ زمین نہیں دے سکتا،اس پر ہمارا بڑا پراجیکٹ چل رہا ہے۔رمیز گھاٹے کا سودا نہیں کرتا۔اس کے لبوں پہ وہی غرور تھا جو ہمیشہ تھا بے رحمی کے ساتھ ٹھہراؤ والا۔

چاہے کام ہو یا رشتہ۔ گھاٹے کا سودا ہمیشہ نقصان دہ ہوتا ہے۔اور میں نقصان والے راستے کو کبھی نہیں چنتا۔

مطلب تم نہیں دو گے۔زبیر نے ایک آخری بار پوچھا۔

نہیں۔۔رمیز نے پر سکون ہو کر بازو سینے سے باندھ کر جواب دیا۔

سوچ لو۔۔وہ جیسے اس کو ڈرا رہا ہو۔

"تم مجھے ڈرا رہے ہو۔رمیز اور نگزیب کو۔جو خود ایک ڈر ہے خوف ہے تم اس کو ڈرا رہے۔۔۔"وہ زوردار قہقہہ لگاتا ہے۔

"اگر ختم کرنا ہی ہے تو پھر۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہونا چاہیے۔"رمیز اُس کے سامنے بغیر خوف کے کھڑے ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زبیر کے اندر کچھ ٹوٹا۔اس کی آنکھوں میں وہی وحشت آ گئی جو ماضی میں دفن تھی

تم نے میری ہر چیز چھین لی،طاقت،رتبہ،عزت،اب میں تم سے تمہارا وجود چھینوں گا۔

زبیر نے گن نکالی،

رمیز نے بھی ایک لمحہ نہ لگایا گاڑی کے اندر سے اپنی گن نکال لی۔

دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے،بندوقیں تان رکھی تھیں۔دل کی دھڑکنیں

بڑے بڑے پتھروں کی مانند سنائی دے رہی تھیں۔

لیکن مارنے کا حوصلہ کسی میں نہیں تھا۔

جس کی گولی پہلے نکلی سمجھو دغا اس نے کیا ہے۔اور مجھ میں اتنا حوصلہ ہے کہ میں دوستی کے

نام پر مر سکتا ہوں۔رمیز اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا،

پھر زبیر نے انگلی ٹریگر پر رکھی۔رمیز نے بلکل بھی کوشش نہیں کی تھی پیچھے ہٹنے کی۔وہ اُس کے سامنے سکون سے کھڑا تھا۔

زبیر نے ٹرگر دبایا، گولی سیدھا رمیز کے کندھے پر جا لگی،

رمیز نے مسکرا کر دیکھا۔

بس اتنی دوستی تھی؟ تمہیں اجازت ہے مجھے مارنے کی۔ دل پر مارو تو بہتر ہو گا۔

وہ زخمی کندھے لیے کھڑا بولتا جا رہا تھا۔ خون اس کے کندھوں سے فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ لیکن وہ سخت پتھر بنے کھڑا تھا۔

زبیر نے دوسری گولی چلائی، لیکن اسی لمحے پولیس کی سائرن نے فضا چیر دی۔ سائرن کی آواز نے زبیر کو چونکا دیا؛ وہ بھاگا، مگر سانس کے ساتھ کہیں اس کے قدم کمزور پڑ گئے۔ پولیس نے اسے گھیر لیا، ہاتھ پاؤں جکڑے، اور اس نے پلٹ کر دیکھا تو آنکھوں میں نفرت کے ساتھ ہلکی سی خاموش حسرت تھی۔

رمیز کے کندھے سے خون پھوارے کی مانند جاری تھا۔ وہ زور سے بولا، آنکھوں میں تکلیف، مگر لہجے میں وہی سرد مہری تھی۔

میں نے دوستی میں دغا نہیں کیا۔ تم نے گولی چلا کر ثابت کر دیا کہ دغاباز تم ہو۔ جو جان لے کر دھوکہ دے گیا۔"وہ خود کو سہلاتا ہوا بولا،

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ جیل سے جب نکلو گا تو پھر ملیں گے۔'

پولیس نے زبیر کو ہتھ کڑی پہنائی اور اپنی گرفت میں لے لیا۔ رمیز اپنا کندھا تھامے تھوڑی دیر کے لیے زمین پر بیٹھ گیا۔ خون رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"کبھی کبھی سب کچھ جیتنے کے لیے۔۔ تمہیں اپنا سب کچھ ہارنا پڑتا ہے"

اور میں نے اپنی معصومیت اپنا بچپن ان کاموں میں کھویا ہے۔ رمیز گھٹنوں کے بل بیٹھے مسکراتے ہوئے بولا،

پھر وہ اٹھ کر گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا، گاڑی چلانا اُس کے لیے مشکل تھا، لیکن پھر بھی وہ اپنے زخمی کندھے کو لیے گاڑی مشکل سے چلانے لگا۔

گھر پہنچتے ہی رمیز لڑکھڑاتا ہوا دروازے سے اندر داخل ہوا۔اس کے قدموں کی چاپ مدھم مگر بے ترتیب تھی۔ماتھے پر پسینہ، کپڑوں پر مٹی،اور کندھے سے بہتا ہوا سرخ خون سفید قمیص پر کسی بے رحم کہانی کی مانند پھیل رہا تھا۔

نگین نے جیسے ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنی،لپک کر باہر کی طرف آئی۔سامنے رمیز کے کپڑوں سے نکلتا خون دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔

"دلاور صاحب...رمیز کو دیکھیں...اس کے کندھے سے خون نکل رہا ہے!نگین بیگم رمیز کے پاس کھڑی زور زور سے آوازیں لگانے لگیں۔

دلاور صاحب کے قدموں میں ایک دم بجلی سی دوڑ گئی۔وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلے۔ رمیز کو اس حالت میں دیکھ کر ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

رمیز میرے بیٹے!یہ کیا ہوا؟تمہیں گولی کیسے لگی؟کس نے مارا؟نام بتاؤ مجھے...بس نام بتاؤ!دلاور صاحب نے اُسے زخمی حالت میں دیکھ کر اپنے آپ کو بہت مشکل سے قابو کرتے ہوئے کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نگین کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ رمیز کے قریب جھک کر کپڑے سے اس کا خون روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آپ کو تفصیل جاننے کی پڑی ہے پہلے اس کے زخم کی فکر کریں۔ دیکھیں خون کیسے بہہ رہا ہے، دلاور صاحب! فوراً ڈاکٹر کو بلائیں۔ نگین بیگم روتے ہوئے بولیں۔

ماما... میں ٹھیک ہوں۔ یہ تو بس... ایک معمولی چوٹ ہے... جو کسی بہت قریبی نے دی ہے۔ اتنی پریشانی کی بات نہیں۔ رمیز نے مسکراتے ہوئے کہا، وہ نگین کو روتا ہوا دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلاور صاحب کے چہرے پر غصے اور بے بسی کا ایک ساتھ طوفان آیا۔

مجھے نام بتاؤ رمیز! میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے میرے بچے کا یہ حال کیا ہے! دلاور صاحب نے غصے سے پوچھا۔

رمیز نے دھیرے سے آنکھیں جھکائیں، اس کی آواز میں تھکن اور ایک عجیب سا دکھ تھا۔

بابا... آپ فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک ہے۔

رمیز آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف گیا۔ نگین بیگم اُس کے ساتھ اُس کو سہارا دیتے ہوئے لے کر جا رہی تھی۔ کمرے میں جا کر رمیز اپنی الماری کی طرف بڑھا تو نگین بیگم نے زبردستی اُسے بیڈ پر لٹایا۔ خون ابھی بھی اُس کے کندھے سے نکل رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آ گیا۔ وہ خاموشی سے پٹی کرتا رہا، جبکہ نگین رمیز کا ہاتھ تھامے وہی بیٹھی رہی۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد رمیز نے روشنی بند کر دی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔

ماما مجھے آرام کرنا ہے۔ رمیز نے اتنا کہا تو نگین بیگم بھی اُس کو اکیلا چھوڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

رمیز نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔ اور خود کلامی کرتے ہوئے بولا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ اندھیرا میں نے نہیں چُنا... مجھے زبردستی اس راستے پر لایا گیا ہے۔ میں لاکھ چاہوں اس سے نکلنا، لیکن شاید میری قسمت میں یہی لکھا گیا ہے۔

اس کے الفاظ خاموشی میں تحلیل ہو گئے۔ وہ آنکھیں بند کر کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔ زخم کی ٹیسیں وقفے وقفے سے اٹھتی رہی، مگر رمیز کے چہرے پر کوئی لرزش نہیں تھی۔ جیسے درد اس کے لیے نیا نہ ہو، جیسے وہ درد کے ساتھ جینا سیکھ چکا ہو۔

(*******)

سب دوپہر ٹائم باہر لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ عریبہ اور رابیل اوپر کمرے میں تھی۔ جب بی جان نے بات کا آغاز کیا۔

رابیل کے لیے جو رمیز کا رشتہ آیا ہے مجھے بہت مناسب لگ رہا ہے۔

خاندان بہت اچھا ہے... اکلوتا بیٹا ہے، اور لڑکا بھی شریف ہے۔ باقی ملاقات اگر تم لوگ چاہو تو ہم کل گھر بلا لیتے ہیں۔ تم لوگ خود دیکھ لو، اپنی تسلی کر لو، پھر ہی کوئی بات آگے بڑھے گی۔

تسنیم نے بی جان کی بات سن کر آفتاب کی طرف دیکھا۔ دونوں کے چہرے پر اطمینان اور سوچ کا ملا جلا اظہار تھا۔

"بی جان لڑکا شریف اور عزت دار گھرانے سے ہونا چاہیے۔ جہاں میری بیٹی سکون سے رہے۔ میں نہ دولت کی لالچ رکھتا ہوں، نہ رتبہ کی۔ رزق عورت کے نصیب کا ہے، مل ہی جائے گا۔ مگر عزت اور پیار دینے والا گھرانہ ہونا چاہیے۔ یہی اصل خوشی ہے۔"

آفتاب صاحب نے نہایت سنجیدگی سے اپنے دل کی بات کہی، جیسے باپ ہونے کی ذمہ داری ایک بار پھر دل میں جاگ گئی ہو۔

"خاندان اچھا ہونا چاہیے، زیادہ پیسوں کی ہمیں حرص نہیں۔ امیر ہوں لیکن دل کے غریب... ایسے گھر میں گزارا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ انسان کو دل سے اچھا ہونا چاہیے۔" اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ویسے بھی ہماری رابیل . . . وہ خود اتنی نیک اور پیاری ہے کہ جہاں بھی جائے گی، وہ گھر کو جنت بنادے گی۔ تسنیم بھی آفتاب صاحب کی بات سے راضی ہو کر بولیں۔

بی جان کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی، آنکھوں میں ایک خوشگوار اطمینان آگیا دونوں کی باتیں سن کر۔

بیشک، اس میں کوئی شک نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ رابیل کی زندگی میں خوشیاں ہوں، اس کے دامن میں اتنی خوشیاں ہوں کہ اس کی آنکھوں میں کبھی اداسی کا آنسو نہ آئے۔ بی جان نے پیار بھری آواز میں کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تسنیم اور آفتاب ایک ساتھ بی جان کی بات سن کر بولے۔

آمین

بی جان نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر نرمی سے بولیں۔

تو پھر اگر تم لوگ چاہتے ہو، تو میں انہیں کال کر دوں۔ کل کا کھانا ہماری طرف کر لیتے ہیں۔ اس طرح تم لوگ اطمینان سے سب دیکھ لو گے اور پھر فیصلہ آسانی سے ہو گا۔

آفتاب نے محبت اور احترام سے سر ہلایا

جی، جیسے آپ کو ٹھیک لگے بی جان

(*****)

رمیز بستر پر نیم دراز تھا۔ کندھے کا زخم اب بھی رمیز کو شدید درد دے رہا تھا، جیسے ہر سانس کے ساتھ درد اس کی رگوں میں بہہ رہا ہو۔

نگین پورا دن اس کے پاس بیٹھی رہی تھی۔ رمیز آنکھیں بند کیے لیٹا رہا، لیکن نیند اس سے کوسوں دور تھی۔ ہر لمحہ، ہر سانس، جیسے کسی انجانے انتظار میں تھی۔

اچانک نگین کے فون کی گھنٹی بجی۔ نگین نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔ پھر ایک لمحے کی دیر کیے بغیر کال اٹھالی۔

"جی بی جان... ہم سب خیر سے ہیں۔ آپ سنائیں، کیسی ہیں؟ رابیل کیسی ہے؟"

رابیل کا نام سنتے ہی رمیز کی بند آنکھیں جھٹ سے کھل گئیں۔ اس کے جسم میں جیسے ایک نئی طاقت دوڑ گئی ہو۔ وہ درد کو بھول کر آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

نگین اب بھی فون پر تھی۔ وہ بی جان سے مسکرا کر بات کر رہی تھیں۔

"جی جی، یہ تو اچھی بات ہے... لیکن ابھی ہمارا آنا مشکل لگ رہا ہے۔" نگین رمیز کے کندھے کا زخم دیکھ کر بولیں،

رمیز نے فوراً نگین کی طرف دیکھا، اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، ہاں" کا اشارہ کیا۔

نگین نے حیرانی سے رمیز کو دیکھا۔

نگین نے فون کو ایک طرف کیا اور رمیز کی طرف دیکھا۔

"میں تمہیں ایسی حالت میں کہیں نہیں جانے دوں گی"

رمیز کے چہرے پر ایک ضدی مگر نرمی بھری مسکراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماما، مجھے کچھ نہیں ہوا۔ ہم جائیں گے۔ وہ کب بلا رہے ہیں؟

'کل۔

رمیز کے چہرے پر جیسے چمک آ گئی۔

ٹھیک ہے، ہاں بول دیں

نگین نے اس کے زخم کی طرف دیکھا، پھر اس کی آنکھوں میں۔ وہ خاموش ہو گئی۔ رمیز کی نگاہوں میں جو چمک تھی، اس میں درد بھی تھا اور دل کا ایک خواب بھی۔

رمیز نے پھر دھیرے سے کہا،

ہم جائیں گے۔ انہیں کل کے لیے ہاں کر دیں۔ رمیز بار بار بول رہا تھا

نگین نے ہلکی آہ بھری، پھر فون کان سے لگایا۔

بی جان، ہم کل آنے کی پوری کوشش کریں گے۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد کال بند ہو گئی۔

رمیز مسکرا رہا تھا، جیسے دل میں کوئی ادھورا خواب اب مکمل ہونے جا رہا ہو۔ نگین نے سنجیدگی سے رمیز کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

رمیز، ایسی حالت میں تم کیسے جاؤ گے؟

"مجھے کیا ہوا ہے؟ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ بس کل کی تیاری کریں۔ اور ہاں... میرا بلیک ڈریس نکالنا، جو میں نے خاص دن کے لیے رکھا تھا۔ رمیز مسکراتے ہوتے اپنے کپڑوں کی فرمائش کرتے بولا،"

نگین تو بس حیرت سے رمیز کو دیکھ رہی تھی۔

رمیز!!

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

رمیز نے پیار سے نگین کا ہاتھ تھاما اور اُنہیں تسلی دینا چاہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں ٹھیک ہوں،ماما۔ آپ پلیز اب کل کی تیاری کریں۔ابھی میرے کپڑے نکال کر آئرن کروادیں،میں بھی کچھ دیر آرام کرلوں۔"

نگین نے آہستہ سے سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

کمرے میں اب صرف رمیز اور خاموشی تھی۔اس نے دھیرے سے تکیے کے نیچے سے فون نکالا،اسکرین پر رابیل کی وہ تصویر کھلی،جو اس نے پہلی ملاقات کے دن چھپ کر لی تھی۔ رابیل کی مسکراہٹ اس تصویر میں بھی جیسے زندہ تھی۔رمیز نے انگلی سے تصویر کو چھوا،جیسے وہ لمس حقیقت بن جائے۔درد کی لہر پھر اٹھی،مگر اس کے چہرے پر اب صرف سکون تھا۔

رمیز نے مدھم لہجے میں کہا،

"میں آرہا ہوں کل... میری ظالم حسینہ"

اس نے فون سینے پر رکھ لیا،آنکھیں بند کرلیں۔

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے دس بج چکے تھے۔ سرمد اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا کسی کھوئی ہوئی یاد میں مگن تھا۔ اُسے اپنے ورک لاس کی بہت فکر ستا رہی تھی۔

اسی لمحے رخسار کمرے میں داخل ہوئی۔ سرمد نے رخسار کو اپنے کمرے میں دیکھا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

رخسار بیگم اُس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

کچھ چاہیے تھا؟؟ سرمد نے رخسار کی طرف دیکھ کر نرمی سے پوچھا

تم آج کمرے سے باہر نہیں نکلے تو میں نے سوچا خود ہی تمہارے کمرے میں آجاؤں۔ کہنے کو عید کا دوسرا دن ہے آج لیکن دیکھو ناں کتنا سناٹا ہے ہر طرف۔ کوئی رونق رہی ہی نہیں۔ رخسار بیگم سرمد کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر پیار سے بولیں،

ممی! آپ کی ادھر کوئی دوست بھی نہیں ہے۔ جو میں آپ کو اُن کے پاس بھیج دیتا،

ادھر سے اچھا تو میں کینڈا میں عید سیلیبریٹ کر لیتی تھی۔ ہر ہفتے گیٹ ٹو گیدر کرتی تھی۔

تو آپ خود ہی آئیں ہیں۔ میں تو آپ کو کہتا تھا کہ پاکستان نا آئیں۔

اس لیے ہی میں سوچ رہی ہوں، واپس کینیڈا چلی جاؤں۔

سرمد نے چونک کر سر اٹھایا۔

کیا؟ واپس؟ کیوں ممی؟

سرمد کا جیسے دل نہیں تھا کہ وہ واپس جائیں۔

اب ادھر اتنی بور نگ لائف گزارنے سے بہتر ہے میں وہاں سکون سے گزاروں۔

پھر رخسار بیگم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

اور ویسے بھی میں چاہتی تھی کہ تمہاری شادی ہو جائے۔ پھر ہی سکون سے واپس جاؤں۔ مگر

تم سرمد نے فوراً بات کاٹ دی،

ممی، شادی کی بات لا کر مجھے اداس نہ کیا کریں۔

رخسار نے گہری سانس لی۔

سرمد، ایسا بھی کیا ہے جو تم شادی سے اتنا کتراتے ہو؟

سرمد کے چہرے پر لمحے بھر میں سختی آ گئی۔ اس نے نظریں جھکائیں، پھر دھیرے سے کہا

آپ اور بابا کا رشتہ... بھول جاؤں میں؟ بھول جاؤں وہ بچپن جو لڑائی، خوف اور چپ کے شور میں گزرا؟

وہ بس اتنا ہی کہہ پایا، پھر خاموش ہو گیا۔

ضروری تو نہیں نا، جو میں نے سہا وہ تم بھی سہو۔

اور ضروری یہ بھی نہیں ممی، کہ میری زندگی شادی کے بعد اچھی گزرے۔

رخسار نے اس کے بالوں پر ہاتھ رکھا۔

بیٹا، تمہارے دل میں ڈر ہے... جب تک تم اس ڈر سے خود کو آزاد نہیں کرو گے، تم ایسے ہی تڑپتے رہو گے۔ میں نہیں چاہتی کہ تم وہ سب برداشت کرو جو میں کر چکی ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد کے چہرے پر تلخی اور آنکھوں میں درد تھا۔ وہ آہستہ سے بولا،

ممی، بچپن انسان کی زندگی کا سب سے حسین وقت ہوتا ہے... ایک خواب جیسا، ایک نرم سا احساس۔

لیکن میرا بچپن؟ وہ تو لڑائی، ڈر، خوف، اور ذمہ داری کے بوجھ میں دفن ہو گیا۔ کیا میرا بچپن مجھے واپس مل سکتا ہے؟"

رخسار خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

سرمد کے لہجے میں اب وہی درد تھا جو برسوں دل کے کسی کونے میں دبا تھا۔

اگر میں کہوں کہ میرا دل جس لمحے میں رک گیا ہے، میں وہاں واپس جانا چاہتا ہوں... تاکہ اسے ٹھیک کر سکوں، کیا یہ ممکن ہے؟

"جو چوٹیں بچپن میں لگتی ہیں وہ دل پر نہیں، روح پر لگتی ہیں ممی۔ میں جب بھی کسی بچے کو اپنے باپ کے ساتھ ہنستا دیکھتا ہوں... تو اندر کچھ ٹوٹتا ہے۔"

مجھے تکلیف ہوتی ہے کہ مجھے میرے بابا اچھے کیوں نہیں ملے؟

کیا میں بچہ نہیں تھا؟ کیا مجھے پیار، شفقت، اور وہ نرمی نہیں ملنی چاہیے تھی؟

اس کی آواز بھر گئی۔

میں بھی چاہتا تھا کہ میرے بابا میرا ہاتھ پکڑ کر پارک لے جائیں... میری پسند کی آئسکریم لائیں۔ میں بھی چاہتا تھا کہ مجھے کوئی فخر سے کہے، یہ میرا بیٹا ہے۔ کیا میرے دل کے وہ خواب جرم تھے؟ کیا میں اس لائق نہیں تھا؟

میرے دل میں بھی تو ارمان تھے نہ۔۔ کیا میں بچہ نہیں تھا۔

رخسار کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

سرمد، میرے بچے... مجھے معاف کر دو۔ آج جو تم جھیل رہے ہو، وہ میری وجہ سے ہی جھیل رہے ہو۔ میں شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔

سرمد نے نظریں ان کے آنسوؤں پر ڈالیں، پھر دھیرے سے بولا۔

"ممی، آپ کی کوئی غلطی نہیں۔ غلطی اس انسان کی ہے جو بار بار غلطی کرتا رہا، اور آپ معاف کرتی رہیں۔"

وہ لمحہ بھر رکا، پھر نظریں اٹھائیں، اور ایک ایک لفظ تراش کر بولا۔

"ممی!! غلطی وہ ہوتی ہے جو نادانی میں ہو۔ ایک بار، نیت کی پاکیزگی سے ہو، تو قابلِ معافی ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان فطرتاً خطا کا پتلا ہے۔"

"مگر جب وہی عمل بار بار دہرایا جائے... تو وہ غلطی نہیں رہتی، وہ عادت بن جاتی ہے۔ اور جب عادت نقصان دے ہو جائے، تو وہ جرم بن جاتی ہے۔"

اور وہ انسان صرف جرم کرتا رہا.... اور آپ ہر بار اسے غلطی سمجھ کر معاف کرتی رہیں۔

رخسار کی ہچکی بندھ گئی۔ سرمد نے نظریں پھیر لیں، جیسے آنسو چھپانا چاہ رہا ہو۔

ممی... جرم وہ زخم ہوتا ہے جو صرف دل نہیں، اعتبار کو بھی چیر دیتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسے لوگ جو بار بار اپنی فطرت کا زہر گھولتے ہیں، انہیں معاف کرنا دراصل خود پر ظلم کرنا ہے۔ میں مانتا ہوں، ہر شخص زندگی میں ایک موقع کا حقدار ہوتا ہے۔"

مگر دوسرا موقع... اس کے لیے نہیں ہوتا جو پہلے موقع کو روند ڈالے۔

اور اس انسان نے ہمیں ہی روند ڈالا، ممی

اس کے ہونٹ حرکت میں آئے، آواز بھاری مگر لہجہ کاٹ دار تھا۔

"جو ہر بار معافی کے لبادے میں چھپ کر وار کرے، اسے سزا کے ساتھ ساتھ آئینہ دکھانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے"

"تاکہ وہ جان سکے، اعتبار ٹوٹنے کی آواز خاموش ہو کر بھی ساری عمر سنائی دیتی ہے۔"

رخسار نے چونک کر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔ اس کے الفاظ میں برسوں کا زہر، چپ، اور اندر کا درد بول رہا تھا۔

سرمد نے دھیرے سے کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ممی... آپ کہتی تھیں نا، مرد کا ساتھ عورت کے لیے ضروری ہے؟ مگر جن عورتوں کے سر پر مرد کا سایہ نہیں ہوتا... وہ بھی مضبوط ہوتی ہیں۔

وہ رخسار کی طرف مڑا، جیسے اپنی ماں کو یقین دلانا چاہتا ہو۔

رخسار کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ آئی، ایک زخمی مسکراہٹ۔

اس میں کوئی شک نہیں، سرمد۔ مرد کا ساتھ عورت کا سہارا دیتا ہے، حوصلہ دیتا ہے... زندگی کے مسائل آسان کرتا ہے۔ یہ ساتھ عورت کے لیے نعمت ہے، جو اسے مضبوط بناتا ہے۔

وہ اب کی بار یہ الفاظ سرمد کے لیے بول رہی تھی جو اس کی زندگی کا مرد اس کا سہارا تھا۔

لیکن اس لمحے اس کے لہجے میں نرمی سے زیادہ مان تھا۔ وہ اب ماں نہیں، ایک عورت کے طور پر بول رہی تھی۔

جس کی زندگی کا مرد... اب اس کا بیٹا بن چکا تھا۔

کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی پھیل گئی۔

سرمد نے گہرا سانس لیا،

"لیکن ممی... اگر کبھی مرد کا سایہ نہ بھی ہو، تو عورت اپنی طاقت، اپنی ہمت، اپنے حوصلے سے بھی مضبوط رہ سکتی ہے۔ وہ مشکلات کا مقابلہ کرتی ہے، خود کو سنبھالتی ہے۔"

"مرد کا ساتھ عورت کو مضبوط بناتا ہے... لیکن عورت کی اصل طاقت... اس کے اندر چھپی ہوتی ہے۔"

وہ پلٹا، ماں کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"زندگی میں دوسروں کا ساتھ اہم ہو سکتا ہے، مگر خود پر بھروسہ رکھنا، اور اپنے حوصلے پر قائم رہنا... یہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔"

رخسار کے ہونٹوں پر خاموشی تھی، مگر آنکھوں میں فخر۔ سرمد دھیرے دھیرے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے، مگر الفاظ میں ایک آگ تھی۔

"ممی... بزدل مرد محبت کا سب سے بڑا مجرم ہوتا ہے۔

رخسار نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ سرمد کی آنکھوں میں شعلے جل رہے تھے۔

"بزدل مرد وہ ہوتا ہے جس کے لبوں پر محبت کے قصیدے ہوں، مگر جب محبت کو ذمہ داری میں ڈھالنے کا وقت آئے۔ تو اس کی زبان چُپ ہو جائے، اور قدم لرزنے لگیں۔"

"وہ جو راتوں کو تمہارے نام کے خواب دیکھے، مگر دن کی روشنی میں تمہارا نام لینے سے بھی گھبرائے۔ ایسا مرد محبت کا دعویدار ہو سکتا ہے، مگر محبت کا وفادار نہیں۔"

"وہ مرد نہیں، ایک کمزور سایہ ہوتا ہے... جسے دنیا کا خوف، خاندان کی دیواریں، اور اپنی خود غرضی کی زنجیریں جکڑ لیتی ہیں۔"

اس کے لہجے میں اب چبھتا ہوا درد تھا۔

"اور وہ بزدل... ہمیشہ بزدلوں میں پہلا نمبر پر تھے۔ مجھے نفرت ہے 'بابا' لفظ سے۔ مجھے غصہ آتا ہے یہ سن کر۔"

اس کی آواز بھرا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر وہ سچے ہوتے... تو آج ہمارے ساتھ ہوتے۔"

وہ رُکا، مگر خاموش نہ ہوا۔

"سچا مرد تو وہ ہوتا ہے جو محبت کا اعلان بنائے، جو ساتھ چلے، دنیا سے لڑے، اور عورت کی عزت کو اپنا نام دے۔"

"مگر جو عورت کو چاہ کر بھی عورت کا نہ ہو سکا، جو ہاتھ تھامنے کے بجائے زمانے کے فیصلوں کے آگے سر جھکا دے، جو دل میں رکھنے کی بات کرے۔ مگر نام دینے کی جرات نہ رکھے...

وہ مرد نہیں، ایک بزدل ہے۔"

اچانک اس نے چیخ کر کہا

"ممی... بزدل!"

رخسار چونک گئی۔ سرمد کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور افسوس... دنیا ایسے بزدل مردوں سے بھری پڑی ہے۔ جو لفظوں سے محبت کرتے ہیں، اور عمل میں بزدلی کے مجسمے بنے کھڑے ہوتے ہیں۔"

وہ اپنی ماں کے قریب آیا، اس کے قدم لرز رہے تھے مگر چہرے پر سکون تھا۔

سرمد نم آنکھوں سے بولا

"ممی میں صرف آپ کا بیٹا ہوں۔ سرمد رخسار کے قدموں میں بیٹھ گیا اپنا سر رخسار کی گود میں رکھا۔ وہ مسلسل رو رہا تھا، کتنے برسوں کی تکلیف تھی اُس کے اندر۔"

"ممی میں آپ کا بیٹا ہوں۔ وہ بار بار بولتا جا رہا تھا۔ ممی میں کبھی ان بزدل مردوں کی صف میں نہیں ہو سکتا۔"

کیونکہ میری تربیت آپ نے کی ہے ممی۔ سرمد نے رخسار بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اُسے لبوں سے لگایا۔

رخسار کے آنسو رک نہ سکے۔اس نے سرمد کو گلے سے لگالیا۔وہ دونوں ایسے لپٹے، جیسے برسوں کا درد ایک دوسرے کے کندھوں پر پگھل رہا ہو۔

اور سرمد کو سچ میں ضرورت تھی کسی اچھے ساتھی کی جو اسے یقین دلائے کہ محبت سچی ہو تو شادی تا عمر ساتھ چلتی ہے۔ساتھی اچھا ہو تو دنیا کے کانٹے بھی پھولوں کی سیج لگتے ہیں۔

اس بظاہر تو مضبوط نظر آنے والے سرمد کو کوئی ایسا چاہیے تھا جو اسے محبت پر یقین کرنا سیکھائے جو اسے سیکھائے کہ ایک شخص بھی پوری دنیا ہو سکتا ہے اور اگر وہ شخص سچا اور خالص ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(*****)

صبح سے ہی گھر میں ایک عجیب سی چہل پہل تھی۔کچن سے مصالحوں کی خوشبو پھیل کر پورے گھر میں بس گئی تھی۔چولہے پر انڈے ابل رہے تھے، ہلکی ہلکی بھاپ نے فضا میں نرمی گھول دی تھی۔

بی جان چولہے کے پاس کھڑی بڑی نفاست سے میٹھے کے لیے بادام کاٹ رہی تھیں،

جبکہ تسنیم کے ہاتھوں میں قیمے کا آمیزہ تھا جس میں وہ پیاز، ہرا دھنیا، اور مصالحہ مکس کر رہی تھیں۔

رابیل فریج کا دروازہ کھول کر جھانکتی ہوئی بولی،

"بی جان! آپ تو ایسے تیاریاں کر رہی ہیں جیسے ہمارے گھر کوئی بڑا فنکشن ہو"

بی جان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"ارے بیٹی، خاطر تواضع میں کبھی کمی نہیں رہنی چاہیے۔ مہمان جو بھی ہو، وہ رب کی رحمت بن کر آتا ہے۔"

Clubb of Quality Content

رابیل نے ایک نظر تسنیم کو دیکھا اور پھر بولی،

"اور ماما آپ بھی؟ پتہ نہیں آپ دونوں خواتین کو کیا ہو گیا ہے، پورا دن کچن کو میدانِ جنگ بنا رکھا ہے"

تسنیم ہنستے ہوئے بولی،

"ہم تو بس چاہتے ہیں کہ آنے والوں کو لگے کہ ہم نے دل سے استقبال کیا۔ بی جان کہتی ہیں نا، مہمانوازی عورت کے سلیقے کا امتحان ہوتی ہے۔"

رابیل نے کچن پر ایک نظر دوڑائی۔

"ماما! ابھی تو وہ صرف بات کرنے آرہے ہیں۔ اور آپ لوگوں نے کچن کا یہ حال کر دیا ہے! ادھر یخنی، ادھر میٹھا، بیچ میں سلاد، اور یہاں مصالحے ایسے بکھرے جیسے جنگ ہوئی ہو۔"

بی جان نے باداموں کا پیالہ میز پر رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا،

"تمہیں ابھی پتہ نہیں بیٹا۔"

"جب تم ہماری عمر کو پہنچو گی، تب سمجھو گی کہ عورت کا سلیقہ، اس کا وقار ہوتا ہے۔ اور ہماری تو یہ خاندانی روایت ہے کہ مہمان نوازی میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا جی بی جان! آپ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں۔ میں جا رہی ہوں بابا کے پاس، یہاں سے تو دھواں نکلنے لگا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔

ڈرائنگ روم میں آفتاب صاحب ٹی وی پر خبریں دیکھ رہے تھے۔

"بابا! آپ ابھی تک نیوز میں گم ہیں؟" آفتاب صاحب نے مسکرا کر کہا،

"ارے آؤ بیٹا، دیکھو... یہ جو انٹرویو چل رہا ہے، یہ وہی سرمد نہیں ہے جہاں تم کام کرتی ہو؟"

رابیل نے چونک کر دیکھا۔ 'جی بابا، یہ سرمد سر ہی ہیں۔ ہمارے گیلری کے اونر ہیں۔

"لیکن آپ کو کیسے پتا؟"

"میں تو بس نیوز دیکھ رہا تھا، ہر چینل پر اس کا انٹرویو چل رہا ہے۔ لگتا ہے بہت کامیاب لڑکا ہے۔"

Clubb of Quality Content

رابیل نے ہلکا سا سر جھکا کر کہا،

"جی، پچھلے مہینے ہماری ایک بڑی ایگزیبشن تھی۔ یہ اسی کی کامیابی کا انٹرویو ہے۔ رابیل ٹی وی پر نظر دوڑاتے ہوئے بولی"

آفتاب صاحب نے فخر سے کہا،

"واہ بھئی، اتنی کم عمری میں اس مقام تک پہنچنا آسان بات نہیں۔ اس کے باپ کو ضرور فخر ہو گا کہ اتنا قابل بیٹا ہے۔"

رابیل نے نظریں ٹی وی سے ہٹاتے ہوئے کہا،

"یہ تو ان کو ہی پتا ہو گا بابا۔ آپ چھوڑیں، اپنی بات کریں۔"

ٹی وی بند کرتے ہوئے آفتاب صاحب نے رخ رابیل کی طرف کیا اور پھر نرمی سے کہا،

رابیل ایک بات پوچھوں؟؟

"جی بابا ضرور۔۔" رابیل اُن کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں اس رشتے سے؟ میں تمہاری خوشی جاننا چاہتا ہوں۔"

رابیل خاموش ہو گئی۔ کچھ لمحے بعد بولی،

"بابا، مجھے کیا معلوم کیا صحیح ہے کیا غلط۔ آپ لوگ جو فیصلہ کریں گے، مجھے قبول ہے۔"

آفتاب صاحب نے نرمی سے کہا۔

"نہیں بیٹا، فیصلہ تمہاری مرضی کے بغیر نہیں ہو گا۔ اگر تمہیں دل سے اچھا نہ لگا تو ہم کچھ نہیں کریں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا،

"بابا، کل جب رمیز اور اس کی فیملی آئیں گے، تو آپ پوری تسلی کر لیجیے گا۔"

آفتاب صاحب ہنسے،

"ہاں ہاں، میں تو اچھی طرح چھان بین کروں گا"

"بس یہی تو چاہتی ہوں کہ آپ ایسا ہی کریں"

دونوں باپ بیٹی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

رابیل کو اچانک پھر عریبہ کا خیال آیا۔

اسی وقت رابیل نے پوچھا،

"اور یہ عریبہ کہاں غائب ہے صبح سے؟"

آفتاب صاحب نے ہنستے ہوئے کہا،

"پتہ نہیں، شاید بی جان کے کمرے میں ان کے پرانے صندوق کھنگال رہی ہو گی۔"

رابیل نے سر جھٹک کر کہا،

"چلیں میں دیکھتی ہوں، کیونکہ آپ کی بیگم اور میری بی جان دونوں کچن میں مصروف ہیں، ان سے وقت مانگنا تو جرم ہے آج۔"

وہ مسکراتے ہوئے بی جان کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

(*******)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام کے سائے ہر طرف پھیل گئے تھے۔ ہر طرف ایک خاموشی چھا گئی تھی، جیسے زمین اور ہوا بھی سانس روک کر بیٹھ گئی ہوں۔

سرمد لان میں بیٹھا تھا، جہاں رابیل نے کچھ دن پہلے لائٹس لگا کر، اور چھوٹے پودے لگا کر جگہ کو جاندار بنا دیا تھا۔

ہوا میں گلاب کے پھولوں کی مہک تھی، جو سرمد کے دل کو عجیب سکون دے رہی تھی۔

"میں نے پہلی بار ایسی لڑکی دیکھی ہے جو خود سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھتی ہے۔"

سرمد نے دھیرے سے کہا، جیسے یہ خیال خود اس کے دل میں پل رہا ہو۔

رخسار اس کے پاس آ کر بولی،

"دیکھا، تم نے خود بھی محسوس کیا۔ رابیل نے اس بے جان لان کو کتنا جاندار بنا دیا ہے۔"

سرمد نے مسکراتے ہوئے کہا،

"ہاں، میں بھی یہی دیکھ رہا تھا۔"

"بہت اچھی لڑکی ہے... خوش مزاج، چلبلی، اور گھر میں آتے ہی سارے ماحول کو روشنی سے بھر دیتی ہے۔ رخسار کافی سرمد کو تھماتے ہوئے بولی،"

"اچھا وقت گزرا تھا کل اس کے ساتھ۔ رخسار بیگم بھی سرمد کے پاس کرسی پر بیٹھ کر بولیں۔"

ہمم!! سرمد کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے خاموش رہا۔

کچھ دیر بعد سرمد کے فون پر میل کا نوٹیفکیشن آیا۔ اس نے فون دیکھا اور بولا،

"ممی، میں اپنے روم میں جاتا ہوں۔ مجھے آفس کا کچھ کام ہے، اجازت دیں"

رخسار نے جواب دیا،

ٹھیک ہے، میں بھی ویسے ہی سونے جا رہی ہوں۔ صبح بات کریں گے۔

سرمد اپنے کمرے میں گیا۔ کافی کا مگ سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ لیپ ٹاپ کھول کر میل چیک کرنے لگا۔ کرنٹ آرڈرز کی لسٹ اس کے سامنے تھی، لیکن کچھ عجیب تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟ کل تک تو سب آرڈرز کنفرم تھے، اور اب یہ کینسل ہو گئے؟"

سرمد نے انگلیاں سکرین پر گھساتے ہوئے ہر بڑی میں ہر چیز بغور دیکھنا شروع کیا۔

دل میں پریشانی بڑھنے لگی۔

اگر یہ سب ایسے ہی چلتا رہا، تو میرا آرٹ ہاؤس کیسے آگے بڑھے گا؟ مجھے جلد پتہ لگوانا ہو گا کہ یہ معاملہ حقیقت میں ہے کیا

گھنٹوں وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا رہا۔ ہر کالم، ہر نوٹیفکیشن، ہر پیغام کو بغور دیکھتا رہا۔ آخر کار تھک ہار کر لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھ دیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

چھت پر چھائی ہوئی روشنی اور لان سے آنے والی خوشبو کے درمیان، سرمد کا ذہن کاروبار کی فکر، لوگوں کے فیصلوں، اور رابیل کے خیالوں کے درمیان الجھا ہوا تھا۔

ایک طرف سکون، دوسری طرف دباؤ

وہ لمحہ جیسے اس کی زندگی کا عکس تھا، سکون اور جدوجہد، روشنی اور سائے، محبت اور ذمہ داری کے درمیان۔

لیکن دل کی گہرائیوں میں سرمد جانتا تھا،

کہ یہ رات بھی گزر جائے گی، اور کل پھر وہی جنگ شروع ہوگی، زندگی، کاروبار، اور اپنے خوابوں کے لیے لڑائی

(*****)

آج پورے گھر میں معمول سے زیادہ ہل چل تھی۔ بی جان اور تسنیم نے پورے گھر کو اتنا صاف ستھرا کیا تھا جیسے آج اُن کے گھر پتہ نہیں کونسی بڑی ہستی آرہی تھیں۔ بی جان تو صفائی پسند تھی لیکن تسنیم بیگم بھی کچھ کم نہ تھیں۔ اور مہمانوازی اچھے سے کرنا یہ اُن کی روایت میں شامل تھا۔ اس لیے تو وہ کل سے ہی کھانوں کو بنانے، اور تیاریوں میں مصروف تھیں۔ اور ابھی بھی وہ دونوں پورا گھر اچھے سے صاف کر کے پھر سے کچن کے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔ تسنیم بیگم جو ڈرائنگ روم کو ایک دفعہ پھر سے صاف کرنے کی غرض

سے کچن سے نکلی تھیں۔ پورے ڈرائنگ روم کو اچھے سے صاف کر کے وہ باہر آئیں تو رابیل ابھی بھی لڈو کھیلنے میں مصروف تھی

تسنیم گھڑی دیکھتے ہوئے بولی، 'رابیل، تیار ہو جاؤ، وہ لوگ کسی بھی وقت آسکتے ہیں۔

ابھی ماما صرف بارہ بجے ہیں ہم نے انہیں ۲ بجے کا ٹائم دیا ہوا ہے۔ وہ عریبہ کے ساتھ لڈو کھیلتے ہوئے بولی۔

تم پھر بھی تیار ہو جاؤ کیا پتہ وہ لوگ جلدی آجائیں۔

رابیل لڈو کھیلتے ہوئے جواب دیتی، اچھا، کھیل ختم ہوتے ہی تیار ہو جاؤں گی۔

تسنیم!!' اتنی دیر تم میرے ساتھ کچن میں آجاؤ، ہم کھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ بی جان جو کچن میں مصروف تھیں، تسنیم کو آواز دیتے ہوئے بولیں۔

رابیل کھیل ختم ہونے کے بعد اپنے کمرے میں گئی۔ الماری کی طرف بڑھی۔

الماری سے بلیک ڈریس نکال کر رابیل واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

رابیل کپڑے پہن کر باہر آئی۔یہ چکن کاری کا بلیک انگرکھا اسٹائل فراک تھا جس پر باریک بوٹیاں بنی ہوئی تھیں،رابیل کی پتلی جسامت پر جچ رہا تھا۔

فراک کی لمبائی ٹخنوں تک تھی،اور نیچے باریک دھاگوں سے ایمبرائیڈری ہوئی تھی۔

آستینیں لمبی،باریک لیس کے کام کے ساتھ،اور گلہ وی شیپ بنا ہوا تھا،جو اس کے چہرے کی خوبصورتی کو نکھار رہا تھا۔

رابیل نے کنٹراسٹ پرنٹ والا آرگنزا ڈوپٹہ لیا،ہلکی جیولری،لائٹ میک اپ،اور بالوں کو پیچھے کر کے ہیر بو لگا لیا۔اگلی دو لٹیں کھلی رہیں،جو اس کے انداز کو مزید جاندار بنا رہی تھیں۔

تیار ہو کر رابیل کمرے سے باہر نکلی،اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

آفتاب صاحب نے دروازہ کھولا،اور سامنے رمیز کی فیملی کھڑی تھی۔

اسلام و علیکم!

آفتاب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا،

وعلیکم اسلام!

رسمی سلام دعا کے بعد آفتاب صاحب مہمانوں کو ڈرائنگ روم میں لے گئے۔ سب بیٹھ کر باتوں میں مصروف ہو گئے، تھوڑی دیر بعد رابیل اندر آئی اور سلام کیا۔

'اسلام وعلیکم!

رمیز پہلے چند لمحے کے لیے دیکھتے ہی رہ گیا، رابیل نگین کے پاس آ کر سر پر پیار لینے کے لیے نیچے جھکی تو رمیز کی نظر اُس پر ہی تھی۔

"زہے نصیب، آج میرے ساتھ ٹوننگ کی ہے۔"

رابیل نے نظر چراتے ہوئے دلاور کے پاس گئی اور اُن سے سر پر پیار لیا۔

رمیز نے بھی بلیک کلر کا کرتا پہنا تھا۔ وہ کرتا تھوڑا کام دار تھا ڈزائنر کرتا تھا وہ۔ اور کالر کے ساتھ بٹنوں کی ترتیب اسے روایتی اور نفیس لک دے رہی تھی۔ اس کے ساتھ کاٹن کی شلوار پہنی ہوئی تھی جو کرتے کے ساتھ بہترین لگ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب بڑے آپس میں باتیں کرنے لگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد رمیز پانی کا بہانہ کر کے باہر آیا اور لاؤنج میں رابیل اور عریبہ کے پاس بیٹھ گیا۔

میری چھوٹی سالی بھی ہیں۔ میں تو سمجھا میری ہونے والی بیگم اکلوتی ہیں۔

آپ میری آپی کا رشتہ دیکھنے آئے ہیں۔ عریبہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

ہم تو آپکی آپی کو دیکھ چکے ہیں، بس اب آپ کے ماما بابا نے مجھے دیکھنا تھے۔

رمیز مسکرا کر بولا،

ویسے آپ گڈ لوکنگ تو ہیں، میری آپی آپ کے ساتھ اچھی لگیں گی۔

عریبہ چاکلیٹ کھاتے ہوئے بولی،

عریبہ!!ایسی باتیں نہیں کرتے، جاؤ اندر جا کر بیٹھو۔ رابیل نے فوری اسے ڈانٹا،

'بچے من کے سچے ہوتے ہیں، اگر اس نے سچ کہا ہے تو اس میں کوئی شک؟

آپی اندر جاؤ تو ماما کہتی باہر جاؤ۔باہر آؤ تو اب آپ کہہ رہی اندر جاؤ۔ مطلب کے بچوں کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ کہیں بھی بیٹھنے نہیں دیتے۔ عریبہ اتنا بول کر منہ بنا کر بی جان کے کمرے میں چلی گئی۔

"ویسے اگر وہ یہاں رک جاتی تو کیا ہو جانا تھا۔ میری پسند کی باتیں کر رہی تھی میری سالی صاحبہ۔"

تم باہر کیا کرنے آئے ہو۔ رابیل صوفے پر بیٹھے ہوئے اس سے قاتلانہ آنکھوں سے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمیز نے زخمی کندھے کو سہلاتے ہوئے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

میں اپنی آنکھوں کو حسین نظارہ دیکھانے باہر لایا تھا۔ اندر کسی کو تلاش کر رہی تھی،اور جب کچھ نہیں ملا تو خود بخود میرے قدم باہر آ گئے۔

رابیل نے طنز کے ساتھ کہا،ہاں جیسے تمہارے قدم روبوٹ ہیں جو تمہاری مرضی کے بغیر کہیں بھی چلے جاتے۔

رمیز نے نظریں جھکائیں اور پھر ہلکی شوخ مسکان کے ساتھ کہا، ویسے سارے باتیں سائیڈ پر، یہ جو آج ٹو ننگ کی ہے میرا تو دل کر رہا میں بس دیکھتا جاؤ۔

رابیل فوراً صوفے سے اٹھ کر بولی

"تم رکو، میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔"

رمیز فوراً اٹھ کر اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن زخمی کندھے کا درد اس کے حرکت کرنے پر بھڑک اٹھتا ہے۔

"خدا کا واسطہ ہے چینج مت کرنا، اگر میرے دل کو دیکھ کر تسلی ہو رہی ہے تو ہونے دو، اس میں آپ کا کیا جاتا ہے۔"

رابیل نے چڑ کے ساتھ کہا، مجھے چڑ ہوتی ہے جب تم فلرٹ کرتے ہو۔

رمیز نے معصومیت سے جواب دیا، میں فلرٹ نہیں کرتا، سچ میں میرا یقین کریں۔

رابیل نے سخت نظریں اس کی طرف کرتے ہوئے کہا،

تم پر یہ معصومیت سوٹ نہیں کر رہی،اور تم اتنے شریف بھی نہیں ہو،اتنا تو مجھے پتہ چل گیا ہے۔

رمیز قریب آ کر بولا،تو کیا میں گنڈا لگتا ہوں؟

رابیل صوفے پر بیٹھ گئی اور مسکراہٹ کے ساتھ بولی،اس سے بھی اوپر کا جو درجہ ہے تم وہ لگتے ہو مجھے۔

رمیز نے چالاکی سے کہا،

""آپ کو اجازت ہے ظالم دلربا،آپ کچھ بھی کہہ سکتی ہیں۔

رابیل نے نظریں ٹکائے کہا،

"میں کچھ بھی کہنا چاہتی ہوں لیکن لحاظ میں کہتی نہیں۔"

رمیز نے نرمی سے کہا،"آپکو اجازت ہے کچھ بھی کہنے کی،میں مائنڈ نہیں کروں گا۔"

"صرف آپ کو ہی اجازت ہے کچھ بھی کہنے کی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے ہلکی ہنسی کے ساتھ کہا،

"نیا انکشاف ہو گیا ہے کہ رمیز صاحب کے پاس دماغ بھی ہے۔" کافی دیر وہ اس بات پر مسکراتی رہی۔

رمیز اٹھ کر بولا،

""" ہنستے ہوئے آپ اور بھی پیاری لگتی ہیں،

"اندر نہیں جانا کیا، یا ادھر ہی بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے۔"

"دل تو ادھر بیٹھنے کا ہے لیکن مجبوری ہے اندر جانا پڑے گا۔ رمیز نے معصومیت سے کہا،"

اور میں شکر کرونگی تمہارے اندر جانے پر۔

رمیز مسکراتے ہوئے اندر چلا گیا۔ ڈرائنگ روم میں سب بڑے آپس میں باتیں کرنے لگے۔ آفتاب صاحب نے رمیز سے مخاطب ہوئے۔

، تو بیٹا آپ کا کیا پلان ہے فیوچر کا۔

رمیز نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا،

جی انکل ابھی تو بزنس کا ہی ارادہ ہے، اپنے کام کو آگے بڑھانا ہے۔

تو کیا پراپرٹی ڈیلنگ کے علاوہ کچھ نہیں کرنا۔

رمیز نے نرمی سے کہا، جی کرنا ہے لیکن فی الحال اتنا نہیں سوچا۔

آفتاب صاحب نے رمیز کے آداب اور اخلاق دیکھ کر کہا، ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ لڑکا کافی شریف ہے، اور مجھے اپنی بیٹی کے لیے ایسا ہی داماد چاہیے تھا۔

رمیز نے بی جان کے پاس بیٹھی رابیل کو ایک نظر دیکھ کر شیخی بگھاڑنے والے انداز میں اشارہ کیا،

دیکھیں دلاور صاحب، میں لاہور میں رہتا ہوں، اسلام آباد میں میری اتنی جان پہچان نہیں، لیکن آپ لوگوں سے مل کر مجھے واقعی بہت اچھا لگا، آپ کا بیٹا کافی تمیز دار اور شریف لگتا ہے، اور آپ بھی مجھے اخلاق کے بہت اچھے لگے۔

تو پھر کیا ہم یہ رشتہ پکا سمجھیں۔ نگین آفتاب صاحب کی بات سن کر فوراً بولیں۔

یہ ہو سکتا ہے کہ ہم چھوٹی سی باتیکی کی رسم ابھی کر لیتے ہیں،شادی کے لیے ہمیں ایک سال چاہیے تیاریوں اور دیگر معاملات کے لیے۔ آفتاب صاحب بولے۔

رمیز نے حیرت سے آنکھیں کھول آفتاصاحب کی طرف دیکھا،اسے شائد ایک سال کا انتظار پسند نہیں آیا تھا۔،،ایک سال؟

دلاور صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا،

جیسے آپ کہیں گے ہم ویسا کر لیں گے،ایک دفعہ رشتہ پکا ہو جائے باقی باتیں پھر ہوتی رہتی ہیں۔

بلکل ٹھیک کہا دلاور صاحب نے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چلیں پھر اسی خوشی میں کھانا کھاتے ہیں،باقی کی باتیں کھانے کے بعد کریں گے۔رابیل، تسنیم اور بی جان یہ کہہ کر ڈرائنگ روم سے باہر آ گئی اور کچن سے سارا سامان لے کر ڈائننگ پر سجانے لگیں۔

پورا ڈائننگ ٹیبل اس وقت بے شمار لذیذہ کھانوں سے بھر گیا تھا۔

آپ کو پہلے بھی ہم نے کہا تھا کہ اتنا تکلف مت کیا کریں۔ نگین بولیں،

"مہمان نوازی میں تکلف کیسا نگین،یہ کھانا بس بہانہ ہوتا ہے۔بی جان نرمی سے بولیں۔"

چلیں پھر ہمیں بھی موقع دیں مہمان نوازی کا،آپ بھی ہمارے گھر آئیں۔

،جی ضرور،لگائیں گے کسی دن ہم بھی چکر۔آفتاب صاحب بولے۔

"کسی دن کیوں،آپ لوگ کل ہی آئیں،اسی بہانے ہمارا گھر اور رہن سہن بھی دیکھ لینا۔ نگین فورا بولیں۔"

"رمیز نے نگین کے کان میں آہستہ سے کہا،ماما انہیں کہیں کہ رابیل کو بھی ساتھ لے کر آئیں۔"

نگین نے رمیز کی طرف سنجیدگی سے دیکھا۔رمیز التجاوالا منہ بنا کر نگین کو دیکھ رہا تھا۔نگین بیگم نے پھر بات چھیڑی۔

"رابیل کو بھی ساتھ لے کر آئیے گا وہ بھی گھر دیکھ لے گی۔"

رابیل نے بی جان کے کان میں آہستہ سے کہا،

"نہیں بی جان،ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔آپ انہیں جلدی سے یہ بول دیں۔"

بی جان نے رابیل کو گھورا،باقی سب کھانے میں مصروف تھے۔پھر بی جان بولیں،

"ہمارے ہاں شادی سے پہلے ایسا نہیں ہوتا،ویسے بھی شادی کے بعد رابیل نے اُسی گھر ہی تو جانا ہے تو دیکھ لے گی وہ گھر بھی۔"

بی جان کی بات سن کر رابیل کی جان میں جان آگئی۔

رمیز کے چہرے پر ہلکی سی مسکان تھی، جیسے دل کے کسی گوشے میں چھپی خواہش کو نگین کے ذریعے بیان کر رہا ہو،

""ماما آپ کہیں کہ زمانہ ایڈوانس ہو گیا ہے، کوئی بات نہیں یہ باتیں نارمل ہیں۔

نگین بیگم نے نرم لہجے میں کہا

"اب زمانہ ایڈوانس ہو گیا ہے، اگر رمیز آسکتا ہے تو رابیل کیوں نہیں۔"

تسنیم بیگم نگین کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا رہی تھی،

"بلکل زمانہ واقعی ہی بہت ایڈوانس ہو گیا ہے۔"

رابیل پھر بی جان کے کان کے پاس جھکی اور سرگوشی کی۔

"آپ منع کر دیں۔ بی جان۔"

بی جان اب تنگ آ کر بولیں۔

"پاگل ہو تم، اگر ہمیں ٹھیک لگے گا تو ہم تمہیں لے جائیں گے، ورنہ نہیں۔ تم کھانا کھاؤ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جی ہم دیکھیں گے۔بی جان نے نرمی سے کہا اور پھر کھانے میں مصروف ہو گئیں۔

سب نے تھوڑی دیر بعد کھانا ختم کیا اور میٹھے کی طرف رخ کیا۔رابیل کھانے کے بعد باہر لان میں چلی گئی تھی کیونکہ ابھی بھی سب بڑوں نے بیٹھ کر کافی باتیں کرنی تھی اور اُس کو ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔رمیز نے رابیل کو لاونج میں ادھر اُدھر نظر گھما کر دیکھا۔

رمیز نے آئس کریم اٹھائی اور باہر لان میں آ گیا۔اُسے اندازہ تھا کہ وہاں ہو گی وہ۔لان میں رابیل پہلے سے ہی بیٹھ کر آئسکریم انجوائے کر رہی تھی۔

رمیز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا آہستہ سے کہا،

"آپ کے بابا کو میں شریف لگتا ہوں،"

"انہوں نے تمہیں ابھی ٹھیک سے جانا نہیں اس لیے۔رابیل نے آئسکریم منہ میں ڈالتے ہوئے کہا"

"تو ٹھیک سے جان لیں گے پھر بھی یہی ہی بولیں گے۔"رمیز نے نرم لہجے میں کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ جو دل ہے تمہارے بارے میں رائے قائم کریں۔ لیکن مجھے پتہ ہے نہ کہ تم شریف بالکل نہیں ہو۔"

رمیز نے حیرانی سے پوچھا،

""میں نے ایسا کیا کر دیا ہے جو میں آپ کو شریف نہیں لگتا۔

رابیل نے مسکراتے ہوئے کہا،

"تمہاری شکل پہ لکھا ہے کہ تم اچھے نہیں ہو۔"

"جیسے آپ کی شکل پر لکھا ہے کہ آپ حسین ہیں۔" رمیز نے آئسکریم انجوائے کرتے ہوئے کہا

"فلرٹ کرتے کرتے تھک نہیں جاتے تم۔" کسی دن تم یہ اپنی آکسفورڈ کی فلرٹڈ کشنری مجھے دینا میں آگ لگا دونگی۔

رمیز نے فوراً جواب دیا،

""میں سچ بولتے ہوئے نہیں تھکتا۔

اور میرے پاس کوئی ڈکشنری نہیں ہے یہ میرے دل کے الفاظ ہیں۔

رابیل نے ہنستے ہوئے کہا،

"اتنا تم رہ گئے سچے"

رمیز نے آئسکریم ٹیبل پر رکھ کر کہا،

""دیکھیں!! میری طرف اور بتائیں میں کہاں سے گنڈا لگتا ہوں۔

رابیل کا یوں اُسے نظر انداز کرنا رمیز کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ اگر رابیل کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اتنے نظر انداز پر وہ واپس منہ ہی نہ لگاتا۔ لیکن یہاں معاملہ دل کا تھا۔ اس لیے وہ اُس کی ہر سخت بات بھی برداشت کر لیتا تھا

رابیل کی نظر اس کے کندھے پر پڑی، جہاں پٹی پر خون کے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔

رابیل نے پریشانی سے پوچھا،

"تمہیں چوٹ لگی ہے کیا۔؟؟"

رمیز نے ہلکی سی مسکان کے ساتھ کندھے اچکا کر کہا،

"نہیں تو"

رابیل نے گھبرا کر پوچھا،

"تو پھر یہ خون۔ وہ اُس کی قمیض کی طرف اشارہ کر کے بولی جہاں سے پٹی پر خون لگا نظر آرہا تھا۔"

رمیز نے کندھے کی طرف دیکھا، قمیض کا ایک بٹن کھلا ہونے کی وجہ سے پٹی صاف نظر آ رہی تھی۔

یہ تو ویسے ہی بس، ہلکی سی۔ رمیز نے بات بدل دی۔

رابیل خون دیکھ کر بوکھلا گئی، رابیل کا ماننا تھا کہ جس زخم سے خون نکلتا ہو وہ بہت گہرا ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تھوڑی سی ہوتی تو یوں خون سے لت پت نہ ہوتی تمہاری پٹی۔ رابیل اب صحیح معنوں میں فکر مند ہو گئی تھی۔"

پھر رابیل نے فکر مندی سے پوچھا،

""تم نے ڈاکٹر کو دیکھایا؟

رمیز نے نرمی سے کہا،

"میرے لیے یہ عام بات ہے، آپ فکر مت کریں۔"

رابیل نے غصے اور فکر کے درمیان کہا

"تم پاگل ہو کیا، تمہیں نظر نہیں آتا کہ تمہارا کتنا خون بہہ رہا ہے۔ اٹھو، گھر جاؤ، اپنے آپ کو جا کر ڈاکٹر کو دکھاؤ۔"

رمیز نے ہنس کر کہا

"ریلیکس رابیل، یہ نارمل ہے۔ اتنا ہائپر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

رابیل نے ضد کرتے ہوئے کہا

"تم جاتے ہو، یہ میں اندر جا کر سب کو بتاؤں گی کہ تم ٹھیک نہیں ہو۔"

رابیل اندر جانے کے لیے مڑتی ہے کہ رمیز اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔

"میں جاتا ہوں، آپ ٹینشن نہ لیں، اس کی فکر مندی دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔"

"آئندہ ایسے زخمی حالت میں میرے سامنے نہ آنا، ورنہ میں مار مار کر اور زخمی کر دوں گی تمہیں،"

رابیل نے دھمکی کے انداز میں کہا، لیکن اس کی آنکھوں میں خفگی کے ساتھ فکر جھلک رہی تھی۔

جیسے آپ کا حکم، دلربا،

رمیز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

رابیل جلدی سے اندر گئی سب بیٹھے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ جب رابیل نے ان سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

نگین آنٹی، اگر رمیز کو چوٹ لگی تھی تو آپ لوگ آج نہ آتے، رابیل کی آواز میں ہلکی تشویش تھی۔

رمیز کو چوٹ لگی ہے، یہ سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"گھبرانے والی بات نہیں ہے، معمولی سی چوٹ لگی ہے،"

رمیز نے سب کو تسلی دینے کی کوشش کی، لیکن رابیل کو یہ بات زیادہ لگ رہی تھی۔

"اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو تم ہمیں بتاتے، تو ہم یہ پلان کل کا بنا لیتے یا تب بناتے جب تم ٹھیک ہو جاتے، بی جان نے نرمی سے کہا۔"

نہیں بی جان، سب بالکل ٹھیک ہے۔

"اچھی بات ہے کہ آج ملاقات ہو گئی اور دلربا کا یہ روپ بھی دیکھنے کو مل گیا، رمیز نے آہستہ سے کہا، "اس کی آنکھوں میں مدھم مسکان اور حرارت تھی۔

"اگر رمیز کی چوٹ کا مسئلہ نہ ہوتا تو ہم کچھ دیر اور رک جاتے، دلاور صاحب جانے کے لیے کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔"

جی، ہمارا بھی دل تھا کہ ابھی اور گپ شپ کرتے لیکن کوئی نہیں، باقی کی باتیں کل آپ کے گھر جا کر کر لیں گے۔

رمیز اپنے زخمی کندھے کو سہلاتے ہوئے رابیل کے پاس آیا۔

"مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ اتنی سی چوٹ پر اتنا شور مچا دیں گی، اگر پتہ ہوتا تو ایک دو گولی سینے پر لگا کر آتا، تاکہ آپ کا پیارا بھرا روپ بھی دیکھتا، رمیز نے ہنستے ہوئے کہا، لیکن اس کی آنکھوں میں چالاکی اور محبت دونوں جھلک رہی تھی۔"

"تم نہیں سدھرو گے،" رابیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر سدھرنے سے آپ خوش رہیں گی تو میں سدھر جاؤں گا، رمیز نے قریب ہو کر کہا، اس کے لہجے میں مزاح اور چھوٹی سی نرمی دونوں موجود تھے۔"

سب اٹھ کر باہر کی طرف نکل گئے۔ سب رمیز کی فیملی کو دروازے تک چھوڑنے جاتے ہیں۔

(*****)

رابیل کمرے میں صوفے پر سکون سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھول رکھی تھی جہاں سے چاندکی روشنی اندر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے کا رمیز کا میسج آیا ہوا تھا جس کا رابیل نے ابھی تک جواب نہیں دیا تھا۔ وہ چپ چاپ بیٹھی موبائل کی اسکرین دیکھ رہی تھی۔

"جب سے آپکے گھر سے واپس آیا ہوں میرا کسی اور چیز میں دل نہیں لگ رہا۔"۔ وہ بار بار رمیز کے اس میسج کو پڑھ رہی تھی، لیکن کوئی جواب نہیں دے پا رہی تھی۔ پھر اُس نے بغیر سوچے سمجھے میسج کا جواب دیا۔

"تم ڈاکٹر کے پاس گئے؟"

رابیل نے تھوڑی دیر خاموشی کے بعد جواب لکھا،

"آپ کو دیکھ لیا، اب ڈاکٹر کو دیکھنے کا دل نہیں تھا، اس لیے گھر میں ہی پٹی کر لی۔" رمیز جیسے اُس کے میسج کا ہی انتظار کر رہا تھا، اُس نے رابیل کے میسج کے فوار بعد ہی جواب دے دیا تھا

'وجہ؟

رابیل کو فکر ہو رہی تھی، کیوں ہو رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی، اس کی انگلیاں کی بورڈ پر چلیں۔

"آپ ہیں وجہ، بتایا تو ہے۔ رمیز نے سمائلی ایموجی کے ساتھ اچھے سے جواب دیا۔"

پھر آپ آ رہی ہیں کل میرے غریب خانے میں؟ اگلے ہی لمحے رمیز نے دوسرا میسج بھی کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جی نہیں۔ رابیل نے صاف انکار کیا۔ وہ چلتے چلتے باہر بالکنی کی طرف چلی گئی تھی۔ بالکنی میں پڑے صوفے پر وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔ آسمان میں صرف چند تارے چمک رہے تھے لیکن چاند کی روشنی بہت زیادہ تھی۔

رمیز نے ایک لمبی سانس لی اور اگلا پیغام بھیج دیا،

رابیل....!!!دل والے اور اداس ایموجی کے ساتھ۔

نہیں کا مطلب نہیں ہی ہوتا ہے؟ رابیل نے فوراً جواب دیا۔

میرے کہنے پر بھی نہیں آئیں گی کیا؟

رابیل کی نظریں اسکرین پر رک گئیں، پھر اُس نے ریپلائے کیا۔

"اور آپ کون ہوتے ہیں، مجھے کچھ کہنے والے؟ اور میں کیوں تمہاری بات مانوں؟؟"

"چلیں ایک سفارش سمجھ کر ہی مان لیں۔ رمیز نے نرمی سے جواب دیا۔"

"میں پھر بھی نہیں مانوں گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل پلیز۔۔۔۔۔

اس کے الفاظ میں بے بسی تھی، جیسے وہ الفاظ سے آگے بڑھ کر التجا کر رہا ہو۔

رابیل نے بس اتنا لکھا،

دیکھوں گی۔۔۔اللہ حافظ۔

پھر وہ اندر آ گئی۔اور موبائل سائڈ پر رکھ دیا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔باہر دروازے کے پار سب اپنے اپنے کمروں میں سو چکے تھے۔

رابیل کے دل میں مگر ایک عجیب سی خلش جاگی۔وہ اٹھ کر آہستہ سے بی جان کے کمرے کی طرف گئی۔

بی جان نماز پڑھ کر ابھی ابھی بیڈ پر لیٹی تھیں۔دوپٹہ ان کے بالوں پر ہلکا سا رکھا ہوا تھا۔

رابیل آہستگی سے ان کے قریب جا بیٹھی۔

بی جان، آپ سوئی نہیں ابھی تک؟

ابھی نماز پڑھ کر آئی ہوں،اب سونے ہی لگی ہوں۔

رابیل بی جان کے پاس بیٹھے اپنی انگلیاں مروڑ توڑ رہی تھی۔وہ یقیناً بی جان سے کوئی بات کرنے آئی تھی۔کافی دیر کشمکش کے بعد وہ بولی۔

بی جان، کیا رمیز اچھا لڑکا ہے؟

رابیل کی آواز میں جھجک تھی، جیسے وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیوں پوچھ رہی ہے۔

بی جان نے مسکراتے ہوئے کہا،

ہاں،وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔اب باقی جب ہم ان کے گھر جائیں گے تو ماحول دیکھیں گے، پھر ہی آگے کے فیصلے ہوں گے۔

رابیل نے نظریں جھکا لیں۔

میں رمیز سے کم اچھی ہوں کیا؟؟

بی جان نے حیرت سے اسے دیکھا،

یہ کس نے کہا ہے؟

کسی نے نہیں، لیکن میں خود سے ہی پوچھ رہی ہوں۔

بی جان نے شفقت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

تم اس سے بھی زیادہ اچھی ہو۔

رابیل کے چہرے پر ایک لمحے کو سکون آیا مگر اگلے ہی لمحے اس کے الفاظ بہنے لگے۔

بی جان، "دل میں عجیب سی بے چینی ہے۔ لگتا ہے جیسے میرے اندر خوف بڑھتا جا رہا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ انسان مکمل نہیں ہوتا، اس میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی، مگر پھر بھی خود سے ایک جنگ سی لگی رہتی ہے۔ کبھی اپنے مستقبل کو لے کر ڈر لگتا ہے،"

سوچتی ہوں کہ کیا واقعی میں ایک اچھی آرٹسٹ بن پاؤں گی؟

کیا میری محنت رنگ لائے گی؟

"اور کبھی کبھی اپنی شکل صورت کو لے کر مایوسی ہونے لگتی ہے، جیسے میں دوسروں جیسی نہیں۔ لگتا ہے مجھ میں کوئی کمی ہے۔"

بی جان خاموشی سے سنتی رہیں، ان کے چہرے پر شفقت اور آنکھوں میں نرمی تھی۔

رابیل کی آواز مدھم پڑ گئی۔ وہ ہمیشہ اپنی زندگی کا کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے الجھی رہتی تھی۔ شائد اُس کے ماضی اور لوگوں کی باتوں نے اُس کو اتنا ان سکیور کر دیا تھا کہ وہ اب کچھ بھی آسانی سے ایکسیپٹ نہیں کر پاتی تھی، ہزاروں سوچیں اور الجھنیں اس کے ذہن پر سوار رہتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان!! میں ان سب احساسات سے نکلنا چاہتی ہوں، ایک پل کو لگتا ہے کہ جیسے میں ان سب سے آزاد ہوں لیکن پھر دوسرے ہی لمحہ لگتا کہ مجھ میں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے۔

مجھے پتہ بھی ہے کہ میں مکمل طور پر پرفیکٹ ہو نہیں سکتی لیکن میں خود کو بہتر تو بنا سکتی ہوں نہ۔ خود میں کچھ نرمی۔ کچھ حوصلہ کچھ روشنی تو بھر سکتی ہوں نہ۔

میں نہ صرف ایک کامیاب انسان بننا چاہتی ہوں بلکہ ایک ایسی انسان بننا چاہتی ہون، جس کے اندر سچائی ہو، خلوص ہو اور دوسروں کے لیے روشنی بننے کی چمک ہو۔

بی جان نے آہستہ سے رابیل کے سر پر ہاتھ رکھا، جیسے اس کے اندر کے طوفان کو تھام لیا ہو۔

رابیل!!

"انسان ہونا ہی اصل خوبصورتی ہے۔ جو دل سے سچا ہو، وہی سب سے حسین ہوتا ہے۔"

"رابیل!! ہر انسان کے اندر کسی نہ کسی طرح کی کمزوریاں اور انسیکیورٹیز ہوتی ہیں، اور یہ بالکل نارمل بات ہے۔ جو لوگ ہمیں بہت پرفیکٹ نظر آتے ہیں، وہ بھی اپنے اندر کسی نہ کسی جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کوئی اپنی صلاحیتوں سے لڑ رہا ہوتا ہے، کوئی اپنے ماضی سے، اور کوئی اپنے خوابوں سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے رک کر ایک لمحے کے لیے رابیل کے چہرے کو دیکھا، جیسے دل سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

پہلی جو تمہاری فکر ہے، تمہارے کیریئر کی، تو اس کا جواب تمہارے اپنے اندر ہے۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم ایک اچھی آرٹسٹ بننا چاہتی ہو، تو سب سے پہلے خود سے پوچھو،

کیا تم آرٹ کے ساتھ واقعی مخلص ہو؟

اگر تمہارا جواب ہاں ہے، تو پھر بس دل لگا کر محنت کرو، پریکٹس کرتی رہو، اور اپنے اندر کی آواز سنتی رہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

راستے ضرور مشکل ہوں گے، کبھی کوئی حوصلہ توڑنے والا ملے گا، کبھی اپنے آپ پر شک ہو گا، لیکن اگر جذبہ سچا ہو، تو منزل ایک دن خود راستہ دکھا دیتی ہے۔

بی جان کی آواز جیسے دل میں اترتی جا رہی تھی۔ ان کے لہجے میں تسلی تھی، سکون تھا، محبت کی گہرائی تھی۔

انہوں نے بات جاری رکھی۔ دوسری جو فکر ہے، وہ خود کو لے کر ہے۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم دوسری لڑکیوں جیسی نہیں، تمہاری خوبصورتی کسی معیار پر پوری نہیں اترتی۔ لیکن یاد رکھو،"

یہ ہمیں معاشرہ بتاتا ہے کہ خوبصورتی ایک خاص سانچے میں ہونی چاہیے۔ اصل سچ یہ ہے کہ ہر انسان اپنی ایک خاص اور منفرد خوبصورتی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔

کسی کے چہرے میں نرمی ہوتی ہے، کسی کی آنکھوں میں روشنی، کسی کی باتوں میں خلوص، اور کسی کے دل میں احساس۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم بیشک خود کو مکمل نہیں سمجھ رہیں، لیکن مکمل ہونے کی کوشش میں تم ایک خوبصورت انسان بن رہی ہو۔"

بی جان نے مسکرا کر اس کے رخسار کو چھوا، جیسے اسے یقین دلانا چاہتی ہوں۔

انہوں نے نرمی سے کہا، سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تم خود سے سوال کرتی ہو۔ جو انسان خود سے سوال کرتا ہے، وہ حقیقت کے قریب ہوتا ہے۔

"تمہیں اپنی خامیاں نظر آتی ہیں، اور یہی تمہاری سب سے بڑی خوبی ہے، کیونکہ یہی پہچان کا پہلا قدم ہے جو بہتری کی طرف لے جاتا ہے۔"

"تمہاری یہ بے چینیاں یہ ڈر، یہ احساسات، اور ان سکیورٹیز سب وقتی ہیں، جیسے بادل چھا جاتے ہیں لیکن سورج کہیں نہیں جاتا۔"

"تمہاری محنت، تمہارا جذبہ اور تمہارے اندر کی آگ یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ تم ایک دن بہت آگے جاؤ گی۔ تم نہ صرف ایک کامیاب آرٹسٹ بنو گی بلکہ ایک ایسا انسان بھی بنو گی جس کا دل نرم ہو گا، سوچ گہری اور کردار مضبوط۔"

بی جان نے آہستہ سے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔ ان کی آواز دھیمی ہوتی گئی۔

"جو انسان خود سے لڑ کر آگے بڑھتا ہے، وہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ جیت لیتا ہے۔ تم وہی انسان ہو، تم روشنی ہو، بس خود کو کبھی بجھنے نہ دینا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل چپ چاپ بی جان کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی رہی۔ آنکھوں میں نمی سی تھی مگر دل کو سکون محسوس ہو رہا تھا۔

چند لمحے بعد اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں، وہ آہستہ آہستہ نیند میں چلی گئی۔

بی جان نے محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا، اس کے بالوں کو ٹھیک کیا، اور دھیرے سے خود بھی لیٹ گئی۔

(******)

سرمد کے کیبن میں ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سامنے میز پر فائلوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، لیپ ٹاپ کی اسکرینوں پر نمبرز اور چارٹس چمک رہے تھے۔ سرمد کے چہرے پر پریشانی کی ایک صاف لکیر تھی۔ وہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھتا، پھر لیپ ٹاپ پر کھلتے گراف کو تیکھی نظروں سے گھورتا۔

نوید سامنے بیٹھا مسلسل لاس گراف کو دیکھ رہا تھا، اُس نے ایک فائل کھولی اور فائل کھولتے ہوئے وہ بولا،

سر یہ فائنانس ریکارڈ ہے۔ لاس بڑھ رہا ہے، مگر اگر ہمیں فارن پراجیکٹس مل گئے تو اگلے ایک ہفتے میں یہ صورتحال سنبھل سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی نیا پراجیکٹ نہ آیا تو یہ نقصان بڑھتا جائے گا۔

سر مد نے گہری سانس لی، اس کے چہرے پر تناؤ اور آنکھوں میں تھکن کی لکیر تھی۔ اس نے سوال کیا۔

ابھی ہمارے پاس کوئی فارن پراجیکٹ ہے؟

نوید نے فوراً لیپ ٹاپ صائم کی طرف بڑھا دیا۔ صائم نے چند فائلیں کھول کر دیکھا اور بولا،

سر وہی پینٹنگز ہیں جو مس رابیل کو فارنر نے ڈیمانڈ پر دی تھیں، اس کے علاوہ کوئی نیا آرڈر نہیں ہے۔

سر مد نے میز پر انگلی سے ہلکی سی ضرب لگائی، آواز خاموش کمرے میں گونجی۔

اور ہمارے پاس کتنا وقت ہے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صائم نے محتاط لہجے میں کہا،

سر یہ سب ہم پر منحصر ہے۔ اگر ہم جلدی کام مکمل کریں تو پیمنٹ جلدی ہو جائے گی، لیکن جیسے جیسے کام میں تاخیر ہو گی، پیسے بھی لیٹ ہوں گے۔

سرمد نے چند لمحے خاموشی اختیار کی، پھر اچانک سر اٹھایا۔

مس رابیل آج آئی ہیں؟

صائم نے چونک کر جواب دیا،

سر وہ تو آرٹ اسٹوڈنٹس کے لیے آتی تھیں، جب کلاسز ختم ہوئیں تو وہ بھی نہیں آئیں۔

کمرے کا ماحول جیسے ایک دم ٹھہر گیا۔ سرمد نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائی اور سخت لہجے میں کہا،

کال کروا نہیں۔

صائم نے ہچکچاتے ہوئے موبائل اٹھایا،

سر ابھی؟

سرمد کی نظریں اس پر جمی تھیں، آواز میں دباؤ اور حکم دونوں تھے۔ہاں، ابھی۔

نوید، تم جا سکتے ہو۔باقی تفصیل وقت آنے پر تم سے لوں گا۔

نوید نے سر ہلایا اور جلدی سے کمرے سے نکل گیا۔صائم نے نمبر ملایا، مگر فون بجتا رہا۔کوئی کال اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔

سر وہ کال نہیں اٹھا رہیں۔ ہمیشہ کی طرح وہ پتہ نہیں کیوں صائم کی کبھی بھی پہلی کال نہیں اٹھاتی تھی۔جان بوجھ کر کرتی تھی یا انجانے میں لیکن آج تک کبھی پہلی کال اُس نے نہیں اٹھائی تھی۔

یہ میرا مسئلہ نہیں، سرمد کی آواز میں غصہ بڑھ چکا تھا۔مجھے ہر حال میں وہ ابھی آفس میں چاہیے۔

صائم نے ایک لمحے کو گھبرا کر دوبارہ کال ملائی۔ فون بجتا رہا، کوئی جواب نہیں۔ وہ سرمد کی طرف دیکھ کر بولا، سر تھوڑا وقت دیں، میں پھر کوشش کرتا ہوں۔

سرمد نے کرسی کی پشت سے ٹیک ہٹائی، غصے میں میز پر ہاتھ مارا۔ مجھے وقت نہیں چاہیے، مجھے وہ چاہیے، ابھی، اسی وقت۔

صائم نے ایک اور بار فون ملایا۔ اس بار کال اٹھالی گئی۔

رابیل کے لہجے میں بے زاری تھی۔ بولو صائم؟

صائم جلدی جلدی بولا،

رابیل پلیز، ابھی آفس آجائیں۔ سر بہت غصے میں ہیں، آپ کے نہ آنے پر سب کی نوکریاں خطرے میں ہیں۔

میں کیوں آؤں؟ میرا کنٹریکٹ بچوں کو سکھانے تک تھا۔ اب وہ نہیں تو میں کیوں جاؤں؟ رابیل کی نیند سے بھری آواز دوسری طرف سے آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صائم کی آواز میں درخواست تھی۔ رابیل پلیز، سر کے آرڈر کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ آپ جانتی ہیں وہ کیسے ہیں۔

میں نہیں آؤں گی، رابیل نے سرد لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔

صائم نے موبائل ہاتھ میں تھامے سرمد کی طرف دیکھا۔ سر، وہ کہہ رہی ہیں وہ نہیں آئیں گی۔

سرمد کی آنکھوں میں ایک چمک اٹھی، جیسے غصے کی آگ بھڑک گئی ہو۔ اس نے کرسی سے اٹھ کر سخت لہجے میں کہا، میں نے کسی سے رائے نہیں مانگی کہ وہ آئیں گی یا نہیں۔ یہ میرا آرڈر ہے۔ اگلے پندرہ منٹ میں اگر وہ یہاں نہ پہنچی تو انجام اچھا نہیں ہو گا۔

صائم نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، پھر کانپتی آواز میں کہا، میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں سر۔

اس نے دوبارہ کال ملائی۔ رابیل نے جیسے ہی فون اٹھایا، اس کے لہجے میں غصہ واضح تھا۔

اب کیا ہے صائم؟

رابیل پلیز، آپ نہ آئیں تو سر سب پر ناراض ہو جائیں گے۔ سب کی نوکریاں داو پر ہیں۔ خدا کے لیے آجائیں۔

رابیل نے تلخی سے کہا، میرے کنٹریکٹ میں ان کی ہر بات ماننا نہیں لکھا تھا۔

صائم کی آواز بھرائی ہوئی تھی، پلیز رابیل، یہ میری درخواست ہے۔ پلیز۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رابیل نے مختصر کہا، ٹھیک ہے، آتی ہوں۔

اس نے فون بند کیا، آنکھیں بمشکل نیند سے کھلی اور بستر سے اٹھ گئی، چہرے پر غصے کی سرخی تھی۔ بالوں کو جھٹک کر اس نے دوپٹہ سنبھالا، اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحے بعد تیار ہو کر نکلی۔ اس کے چہرے پر ضد، تھکن اور ایک عجیب سا دکھ اکٹھا ہو گیا تھا۔

جلدی سے فریش ہونے کے بعد وہ کمرے سے باہر آئی تو بی جان باہر ہی تھیں۔

بی جان نے اسے تیز قدموں سے گزرتے دیکھا تو حیرت سے پوچھا،

کدھر جا رہی ہو اس وقت؟

جاب پر۔ رابیل نے دوپٹہ کندھوں پر ٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن آج تو ہم نے رمیز کے گھر جانا تھا، تم بھول گئی؟

آپ لوگ جائیں، میں نہیں جا سکتی جب تک میرا کام ختم نہیں ہوتا۔

اچھا ناشتہ تو کرتی جاو۔

اس نے ناشتہ کی میز پر نظر تک نہ ڈالی۔ بی جان کے بلانے پر بھی رکی نہیں۔ دروازہ کھولا، تیز قدموں سے باہر نکلی۔

آرٹ ہاؤس کی بلڈنگ ہمیشہ کی طرح پُرسکون تھی، مگر آج اس کے اندر ایک عجیب سی گرمی تھی۔ لمبی راہداری میں سفید دیواروں پر لگے مصوری کے نمونے روشنی میں چمک رہے تھے۔ دروازے کے شیشے پر رابیل کا عکس ابھرا چہرے پر سختی، آنکھوں میں غصہ، اور قدموں میں ایک مضبوطی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی اور سیدھا سرمد کے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔

دروازے پر دستک دیے بغیر وہ اندر داخل ہوئی۔ سرمد کیبن میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر فائلیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ کافی کا مگ آدھا بھرا میز پر پڑا تھا،اور اس کے چہرے پر وہی سختی جو وہ ہمیشہ میٹنگز میں رکھتا تھا۔ رابیل کے داخل ہوتے ہی وہ کچھ کہے بغیر بھی اس کی موجودگی محسوس کر گیا۔ اس کی خوشبو ہوا میں پھیل گئی تھی،وہی مانوس مگر غیر متوقع خوشبو۔

سرمد نے نظریں اسکرین سے ہٹائے بغیر کہا، آپ کس سے پوچھ کر چھٹی کرتی ہیں مس رابیل۔

رابیل کے لب ہلے، آواز میں ضبط تھا۔ سر، میرا ٹیچنگ کا کام ختم ہو چکا ہے،

تو....؟؟؟

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بول اٹھا،یہ مت کہیے گا کہ اب آپ میری امپلائی نہیں ہیں۔ آپ میرے انڈر کام کرتی ہیں۔ کب آپ کام کریں گی اور کب نہیں،یہ فیصلہ میں کروں گا،نہ کہ آپ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے خود کو سنبھالا، مگر چہرے پر ناپسندیدگی صاف تھی۔ سرمد نے لیپ ٹاپ بند کیا، فائل سیدھی کی، اور اگلا سوال کیا۔ کیا آپ نے وہ میلز دیکھی ہیں جو میں نے کل رات آپ کو کی تھیں؟

ہمیشہ کی طرح رابیل خاموش رہی، پھر آہستہ سے بولی، نو سر۔

سرمد نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا، کمال ہے۔ مجھے یہی امید تھی آپ سے۔ پھر کرسی سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

کیا آپ کو نہیں پتہ کہ آج سے ہمیں کلائنٹ کے گھر جانا ہے پینٹنگز کے لیے؟

رابیل نے کچھ سوچنے کی کوشش کی۔ سر، یاد ہے۔

اور کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ فارن کلائنٹس کے آرڈرز بھی آپ کے ذمہ ہیں؟

نہیں سر، یہ مجھے نہیں معلوم۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد نے ایک گہری سانس لی، جیسے اپنے غصے کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اگر میل دیکھی ہوتی تو معلوم ہوتا۔ آپ غیر ذمہ دار ہیں، یہ تو میں جانتا تھا، مگر اتنی غیر منظم ہوں گی، اس کی توقع نہیں تھی۔

اس نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، پھر کرسی پر واپس بیٹھتے ہوئے کہا، عید ختم ہو چکی ہے، اب کام کی روٹین میں واپس آئیں۔ اگر یہی رویہ رہا تو آپ زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔

رابیل کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آواز میں ٹھہراؤ مگر دل میں چبھن تھی۔ سر، یہ آپ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ میں کامیاب ہوں یا ناکام۔

سرمد نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے میز پر انگلی بجائی۔ ہے کوئی مضبوط ریفرنس آپ کے پاس؟ جو آپ کو اس رویے کے باوجود نوکری دے؟

رابیل کے چہرے پر ایک سخت مسکراہٹ ابھری۔ تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہاں قابلیت نہیں، صرف تعلقات کام آتے ہیں؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نے آپ کو قابلیت کی بنیاد پر رکھا تھا، مگر اگر یہی رویہ رہا تو فائر کر دوں گا۔ دوسری جگہ جانے کے لیے ریفرنس چاہیے ہوتا ہے، قابلیت کافی نہیں ہوتی۔

رابیل نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ چہرے پر اب خوف نہیں تھا، بلکہ یقین تھا۔ سر، آپ مجھے فائر کر دیں۔ اگر یہاں رہ کر بھی مجھے دھمکی ملنی ہے، میری محنت پر شک ہونا ہے، تو بہتر ہے آپ ابھی کے ابھی مجھے نوکری سے نکال دیں۔

کمرے کی فضا جیسے لمحہ بھر کے لیے رُک گئی۔ سرمد خاموش رہا، مگر اس کے ماتھے پر پسینے کی باریک لکیر نمودار ہوئی۔ اسے یاد آیا کہ رابیل کے ساتھ اس نے ایک لائف ٹائم ایگریمنٹ کیا تھا۔ وہ جب تک چاہے یہاں کام کر سکتی تھی، مگر اگر چھوڑتی، تو کہیں اور نہیں جا سکتی تھی۔ مگر آج وہ خود ہی بے قابو ہو گیا تھا۔

سرمد نے آہستہ سے کہا، میں نے آپ کو بحث کے لیے نہیں بلایا۔ واپس جائیں اور اپنے کام پر لگیں۔

گو بیک ٹو یور نارمل روٹین۔ گاٹ ات؟؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کے لبوں پر ایک دھیمی مگر مضبوط مسکراہٹ آئی۔ اس نے نظریں اس کی آنکھوں میں ڈال کر کہا، نو سر۔

کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔ پھر رابیل کی آواز گونجی، جو نرم تھی مگر اس کے لہجے میں ایک غیر معمولی یقین تھا۔

"دنیا کا دستور یہی ہے سر، کہ جس کے پاس جتنا بڑا ریفرنس ہوتا ہے، اس کا کام اتنی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ لوگ طاقتور چہروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں، فخر کرتے ہیں کہ ان کے تعلقات ان کی طاقت ہیں۔۔ اور شائد اسی لیے وہ خود کو دوسروں سے برتر خیال کرتے ہیں مگر میں نے سیکھا ہے کہ میرا سب سے مضبوط سہارا میرا رب ہے۔ وہی میرا اصل ریفرنس ہے۔"

"دنیا کی ہر طاقت ہر تعلق، ہر سفارش محدود ہے۔ انسان فانی ہے اور اس کی حیثیت صرف تب تک ہے جب تک اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیں۔ لیکن میرا رب وہ لامحدود ہے، اس کی قدرت اس کی بادشاہی اس کی مدد کسی وقت، کسی جگہ کسی حال میں کم نہیں ہوتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آگے بڑھی، آواز تھوڑی بلند ہوئی، جیسے دل سے نکل رہی ہو۔

"اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے اندر وہ جرات۔ وہ اطمینان نہیں ہے تو اسکا بھی جواب ہے میرے پاس۔۔۔ وہ پہلی دفعہ سرمد کو ڈٹ کر جواب دے رہی تھی۔"

"اصل بہادری یہ نہیں کہ انسان کے دل میں خوف نہ ہو، بلکہ اصل بہادری یہ ہے کہ خوف کے باوجود انسان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھے۔ حق پر قائم رہے، اور اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط رکھے۔ دنیا کے تعلقات ایک لمحے میں ٹوٹ جاتے ہیں، مگر اللہ کا سہارا کبھی نہیں ٹوٹتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ پر ایمان رکھنا ہی سب سے بڑی طاقت ہے مگر اس طاقت کا اثر اس وقت دل میں اترتا ہے جب بندہ اللہ کو صرف زبان سے نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے اپنا واحد سہارا سمجھے۔ دنیا کے ریفرینس عارضی ہیں۔ آج ہیں۔ کل نہیں۔ مگر اللہ کا سہارا ایسا ہے جو نہ ختم ہوتا ہے اور نہ بدلتا ہے اور نہ کبھی دھوکہ دیتا ہے۔"

اس کے چہرے پر اب نرمی اور روشنی دونوں تھیں۔

"جب دل میں خیال آتا ہے کہ فلاں شخص بڑے لوگوں سے جڑا ہے، اس لیے اسے عزت مل رہی ہے، تو میں سمجھتی ہوں یہ سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔"

جو لوگوں کے ریفرینس پر عزت لیتے آرہے ہیں۔ سب سے کم ظرف پھر وہی انسان ہے جو ریفرینس کا سہارا لے رہا ہے۔ خود کی قابلیت تو پھر انسان کے کسی کام کی نہ رہی۔ اگر سب کچھ ہی ریفرینس

سے چلنا ہے۔ پھر ڈگری کس کام کی؟؟ ہنر کس کام کا؟؟

"پھر تو سب کو اپنی ڈگری اور ہنر چھوڑ کر ریفرینس کے پیچھے بھاگنا چاہیے۔ اُس ریفرینس کے پیچھے جو صرف دنیا کی حد تک ہے۔ جس کا آخرت میں کوئی لینا دینا نہیں۔"

اور سب سے کم ظرف لوگ وہ ہیں جو ڈگری اور ہنر کو سائیڈ پر رکھ کر سٹرانگ ریفرینس مانگتے ہیں۔ جو یہ تو بلکل نہیں دیکھتے کہ کس کے پاس کتنا ہنر اور کتنی قابلیت ہے۔ بس

انہیں ریفرینس سے مطلب ہوتا ہے۔اور ریفرینس لے کر آنے والا انسان چاہے کسی قسم کی کوئی مہارت نہ رکھتا ہو۔

سراسر ناانصافی ہے یہ۔

غلط اور حد درجے کی چھوٹی سوچ ہے یہ جب قابلیت سے اوپر سٹرانگ ریفرینس کو رکھا جاتا ہے۔"

اور آپ مجھے کیا جاب کی دھمکیاں دیتے ہیں۔

کیونکہ اصل عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔جو آج گردن اٹھا کر چل رہا ہے،وہ کل مٹی میں دفن بھی ہو سکتا ہے۔اور جو آج جھکا ہوا ہے،ہو سکتا ہے کل وہی سرخرو ہو۔

اس نے ایک لمحے کو سانس لی،پھر مضبوط لہجے میں کہا،

اس لیے سر،مجھے ریفرنس کے نام پر ڈرانے کی کوشش مت کیجیے۔اصل ریفرنس صرف اللہ ہے،اور اصل بہادری اس پر یقین میں چھپی ہے۔

کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ سرمد چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا۔ اس کے سامنے وہی رابیل کھڑی تھی جو کبھی خاموشی سے باتیں سہہ جاتی تھی، مگر آج وہ مضبوط، پُرعزم اور یقین سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ رابیل چپ رہتی ہے تو مطلب اسے کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔ وہ آج اس کی قابلیت پر شک کر کے اسکا جو نیا روپ دیکھ رہا تھا وہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔

رابیل نے پرس اٹھایا، کرسی کے قریب آئی، اور پرسکون لہجے میں بولی، میرا ریزائن لیٹر بنا دیجیے۔ میں خود جانا چاہتی ہوں

اس نے نظریں اٹھا کر رابیل کو دیکھا، لہجہ ٹھہرا ہوا مگر آنکھوں میں چبھتی سنجیدگی تھی۔

تو مطلب آپ ڈر کے پیچھے ہو رہی ہیں۔؟؟

رابیل نے ایک لمحہ اس کی طرف دیکھا، پھر نظریں ہٹا کر سیدھی کھڑی رہی۔

آپ کو جو سمجھنا ہے، سمجھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد نے ہلکی سی مسکراہٹ دبا کر کہا، تو جو لائف ٹائم کنٹریکٹ پر سائن کیے تھے، وہ کیا ہیں؟

رابیل کے لب ہلے، مگر کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی کمرے میں پھیل گئی۔

سرمد نے لیپ ٹاپ بند کیا، فائل ایک طرف رکھی، اور اٹھ کر بولا، میں ایک میٹنگ کے بعد آپ سے دوبارہ بات کرتا ہوں۔ تب تک آپ یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کریں۔

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پلٹا۔

اور ہاں، میٹنگ کے بعد لوکیشن پر بھی جانا ہے۔ یاد ہے نا آپ کو؟

رابیل نے کچھ نہیں کہا۔ وہ وہیں کھڑی رہی، چہرے پر وہی خاموش بغاوت۔

سرمد رک کر ایک بار پھر بولا، میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔

رابیل نے گہری سانس لی، آہستگی سے بولی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب نکالنا ہی نہیں ہے تو دھمکیاں کیوں دیتے ہیں۔ فضول میں میرا بلڈ پریشر ہائی کر دیا۔ یاد ہے، جانا ہے۔"

سرمد نے مختصر سا جواب دیا، گڈ، اور کیبن سے نکل کر کنفرنس روم میں چلا گیا۔

کچھ لمحوں بعد کانفرنس روم کی روشنیاں جلیں۔ وہاں سب ٹیم ممبرز اپنی جگہوں پر بیٹھے تھے۔ بڑی اسکرین پر زوم میٹنگ جاری تھی۔ سرمد سامنے بیٹھا، ہینڈ فری لگائے بات کر رہا تھا۔ اس کی آواز میں وہی اعتماد اور گرفت تھی۔

انٹرنیشنل پروجیکٹس ملنے کے فائدے آپ سب کو معلوم ہیں۔ جہاں آج میرا آرٹ ہاؤس ہے، کل آپ میں سے کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں، کامیابی کی چابی صرف ایک ہے کنزیسٹینی۔ اگر ڈسپلن نہیں ہے تو خواب ادھورے رہ جاتے ہیں۔

اس کے لہجے میں سختی تھی مگر باتوں میں تجربے کی گہرائی بھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ اپنے کام کو لیکر سنجیدہ نہیں ہیں آپ میں ڈسپلن نہیں ہے تو کچھ بھی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ میں موسٹلی فارن کلائنٹس کے ساتھ ڈیل کرتا ہوں۔ اسلیے مجھے انکی ڈیلنگ سٹرٹیجی پتہ ہے۔ وہ ایک گھنٹہ میٹنگ مسلسل میٹنگ میں بزی رہا۔

میٹنگ ختم ہونے کے بعد بھی وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا۔ اس کی نگاہیں خالی اسکرین پر تھیں، مگر دماغ کہیں اور۔

وہ رابیل کی باتوں کو یاد کرنے لگا، اس کے یقین، اس کے لہجے، اس کے الفاظ کو۔

"اس نے دل ہی دل میں سوچا، یہ لڑکی عجیب ہے۔ اسے کسی انسان سے نہیں، صرف اپنے رب سے ڈر ہے۔ بہت کم دیکھی ہیں ایسی لڑکیاں، جو ڈٹ کر حق بولتی ہیں۔ شاید اسی لیے وہ سب سے

الگ ہے۔ یا شاید یہی وہ چیز ہے جو میرے دل کو اچھی لگی۔ پھر اُس نے خود کو سنبھالا۔"

"اگر میں اسی بارے میں سوچتا رہا تو کام پر دھیان نہیں دے پاؤں گا۔ مجھے فوکس کرنا ہو گا۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"اور اتنی آسانی سے میں آپ کو خود سے دور نہیں کرنے والا مس کلمبیل۔" وہ کہتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

وہ اٹھا، فائلیں سمیٹیں اور واپس اپنے کیبن کی طرف گیا۔ دروازہ کھولا تو رابیل اب بھی وہیں بیٹھی تھی، کرسی پر سیدھی، چہرے پر بے زاری اور آنکھوں میں ہلکی سی تھکن۔

چلیں، سائٹ پر بھی جانا ہے۔

رابیل نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ پورا گھنٹہ ہو گیا تھا وہ انتظار کر رہی تھی۔ اس نے پرس اٹھایا، خاموشی سے کھڑی ہوئی اور اس کے پیچھے چل دی۔

دونوں راہداری سے گزرتے ہوئے باہر نکلے۔ سرمد آگے آگے، قدم تیز، سیدھے۔ رابیل پیچھے، نظریں جھکائے چل رہی تھی۔ اس کے قدم آہستہ مگر محتاط۔ سرمد نے ایک پل کے لیے مڑ کر دیکھا، وہ اس کے قدموں کو دیکھ کر چل رہی تھی، جیسے کسی سوچ میں گم ہو۔ اسے یہ حرکت عجیب لگی۔

Clubb of Quality Content

پارکنگ میں پہنچ کر وہ گاڑی کی طرف بڑھا۔ رابیل کا دھیان کہیں اور تھا، وہ نیچے دیکھتے ہوئے چل رہی تھی کہ اچانک اس کا ماتھا زور سے گاڑی کے دروازے سے ٹکرا گیا۔ آواز ہلکی مگر تیز تھی۔

سرمد دروازہ کھولنے ہی والا تھا کہ یہ منظر دیکھ کر رُک گیا۔ اس نے آدھی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"ایز ایکسپیکٹڈ"

"آنکھیں کس لیے ہیں مس کلمبیل؟"

رابیل نے نرمی سے سر کو سہلایا، چہرے پر ہلکی سی شرمندگی تھی۔ میرا دھیان نہیں تھا۔ اسی لیے پوچھ رہا ہوں، آنکھیں جب ملی ہیں تو ان کا استعمال کرنا بھی سیکھیں۔

مجھے ان کا استعمال کرنا آتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد نے اب کی بار نظریں جھکا کر ہنسی دبالی۔ نظر آرہا ہے،دو خوبصورت آنکھیں ہوتے ہوئے بھی آپ ادھر اُدھر چوٹیں کھا رہی ہیں۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹا۔ بیٹھ جائیے۔

رابیل نے خاموشی سے دروازہ کھولا اور غصے میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

سرمد ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا، سیٹ بیلٹ لگائی،اور ریئر ویو مرر میں دیکھا۔

آئی ایم ناٹ یور ڈرائیور، مس کلمبیل۔

تو میں نے کب کہا کہ آپ میرے ڈرائیور ہیں۔رابیل نے سر کو ملتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

لگ تو مجھے یہی رہا۔ آگے آ کر بیٹھیں۔

میں ادھر ٹھیک ہوں۔

سرمد نے انجن اسٹارٹ نہیں کیا۔ جب تک آپ آگے آ کر نہیں بیٹھیں گی، میں گاڑی نہیں چلاؤں گا۔ اور اگر ہم سائٹ پر لیٹ پہنچے تو سزا کے طور پر آپ کو ایکسٹرا کام کرنا ہو گا۔

رابیل کے چہرے پر الجھن اور غصہ دونوں ابھر آئے۔ وہ ایک لمحے کو خاموش رہی، پھر منہ بناتے ہوئے بڑبڑائی۔

اس نے پرس اٹھایا، پچھلی سیٹ سے اٹھی اور اگلی نشست پر آ کر بیٹھ گئی۔

گاڑی کے اندر خوشبودار ائیر فریشنر کی ہلکی سی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ باہر سورج تیز تھا مگر گاڑی کے اندر ایئر کنڈیشن کی ٹھنڈک سے ماحول پرسکون لگ رہا تھا۔ سرمد کے چہرے پر وہی سنجیدگی، آنکھوں میں وہ مخصوص رعب جو کسی بھی بحث کو ختم کر دیتا تھا۔

اس نے ایک نظر رابیل کی طرف ڈالی، جو بازو فولڈ کیے، خفا سی کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ ہلکے طنزیہ انداز میں بولا،

"جب پتہ ہے کہ میں باس ہوں، تو پھر یہ ٹینٹرمز کیوں دکھاتی ہیں۔"

رابیل نے فوراً رخ اس کی طرف موڑا، چہرے پر غصہ اور لہجے میں بے باکی تھی۔

میں کوئی ٹینٹرمز نہیں دکھا رہی۔

اس نے گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا، آواز تیز تھی، جیسے اپنے غصے کو بھی دروازے میں بند کرنا چاہتی ہو۔

سرمد نے ایک پل کو نظریں اس پر گاڑیں، پھر سیدھا آگے دیکھتے ہوئے بولا،

"اگر ڈیمیج ہوا تو پے آپ کریں گی؟"

رابیل نے تیکھی نظروں سے دیکھا،

"سیلری سے کاٹ لینا۔"

سرمد نے ہلکی سی مسکراہٹ دبا کر کہا،

"آپ کی جتنی سیلری ہے، اس میں یہ ریپیر بھی نہیں ہو گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ پرسکون لہجے میں گاڑی اسٹارٹ کرتا ہے، مگر آنکھوں میں شرارت کی ایک ہلکی سی چمک آجاتی ہے۔

رابیل نے جواباً ابرو چڑھائے،

"تو اتنی مہنگی گاڑی میں بٹھایا ہی کیوں ہے مجھے؟"

سرمد نے گہری سانس لی، رفتار تھوڑی بڑھائی، اور ہلکی آواز میں بولا،

"میں انسان کی ویلیو دیکھ کر گاڑی نکالتا ہوں۔ اور میرے ساتھ مہنگی گاڑی میں وہی بیٹھتا ہے جو میرے معیار پر اترتا ہے۔"

اس کے لہجے میں نہ غرور تھا، نہ تعریف، بس ایک ایسا اعتماد، جو رابیل کے دل میں عجیب سا احساس چھوڑ گیا۔

رابیل ایک لمحے کو چپ رہی، پھر سر ہلکا سا جھٹک کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content

راستے کے درخت تیزی سے پیچھے جا رہے تھے، مگر گاڑی کے اندر خاموشی کا ایک دبیز پردہ کھنچ گیا تھا۔

اسے اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا، یا شاید وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

مگر سرمد کی نظریں ایک لمحے کو مرر میں رکیں، اور اس نے دیکھا، رابیل کے چہرے پر وہی ضدی خاموشی تھی، جو اکثر مضبوط لوگوں کے اندر ہوتی ہے۔

(*****)

وہ صبح سے تیار ہو کر گھر کے کئی چکر کاٹ چکا تھا، آج وہ کہیں گیا بھی نہیں تھا۔ رمیز کی نظریں بار بار دروازے کی سمت اٹھ رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی بے چینی تھی، جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

وہ ہر بار کسی کے آنے کی آہٹ پر چونکتا، مگر جب دیکھتا کہ آنے والا کوئی اور ہے تو چہرے پر ہلکی سی مایوسی چھا جاتی۔ پھر آخر کار اُس کا انتظار ختم ہوا اور بی جان لوگ سب آ گئے۔

رمیز سب سے خوش اخلاقی سے مل رہا تھا۔ نگین بیگم سب کو ڈرائنگ روم میں لے کر چلی گئیں۔

رمیز کی نظر اب بھی باہر دروازے پر تھی کیونکہ وہ جس کا انتظار کر رہا تھا وہ تو ابھی تک اُسے نظر آئی ہی نہیں تھی۔

عریبہ نے اس کی نظریں بھانپ لیں۔ وہ شوخی سے بولی، آپ جس کا انتظار کر رہے ہیں، وہ نہیں آئیں۔

رمیز چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ سب اندر بیٹھے تھے لیکن عریبہ باہر آگئی تھی وہ رمیز کو ایسے ادھر اُدھر دیکھتے وہیں ہی رک گئی تھی۔

اور کیوں نہیں آئیں آپ کی آپی صاحبہ؟ رمیز گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عریبہ سے بات کر رہا تھا۔

ان کو جاب پر جانا تھا، اس لیے۔

رمیز نے سر کو جھٹک کر آہ بھری، جیسے اُس کا انتظار لمبا ہو گیا ہو۔

"تو مطلب میرا تیار ہونا فضول گیا؟ وہ بچوں کی طرح منہ بنا کر بولا،"

عریبہ کی شکل دیکھ کر کھل کھلا کر ہنسنے لگی۔ پھر وہ رمیز کو دیکھ کر بولی۔

نہیں.... عریبہ نے پورے یقین سے کہا،

کیسے نہیں؟؟ آپ کی آپی آئی نہیں تو بتائیں میرا تو تیار ہونا فضول گیا ناں؟

ایک کام کرتے ہیں۔ عریبہ نے تھوڑی پر سوچنے والے انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

اور کیا ہے وہ کام؟؟ رمیز اُسکی بات کو بڑی توجہ سے سن رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت ضروری بات بتا رہی تھی اُسے۔

آپ مجھے پک بنا کر دیں، میں انہیں سینڈ کرتی ہوں۔ اس طرح آپ کا تیار ہونا بھی ضائع نہیں جائے گا۔

رمیز کے چہرے پر فوراً چمک آ گئی۔ تو مطلب آپ اپنی آپی کے ہاتھوں میرا قتل کروانا چاہتی ہیں،بات تو مجھ سے وہ ڈھنگ سے کرتی نہیں،اور میری تصویر دیکھ کر پتہ نہیں کہیں مجھے بلاک ہی نہ کر دیں۔رمیز نے اپنا خدشہ بھی بتایا۔

میں آپ کی مدد کرتی ہوں ناں۔عریبہ فوراً بولی۔

چلے آج میں اپنی سالی صاحبہ کی بات مان کر دیکھ لیتا ہوں۔رمیز نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور عریبہ کو تھما دیا۔

پک بنانی آتی ہے ناں؟؟

دیکھیں مجھے بہت اچھی تو نہیں بنانی آتی لیکن جیسی بھی بناوں گی آپ ایکسپیٹ کر لینا۔وہ موبائل کا کیمرہ کھول کر بولی۔

لیکن پھر بھی اچھی بنانا۔میری ہونے والی بیوی کے موبائل میں ساری زندگی سیو رہنی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی بری تصویر میری ہو اُن کے موبائل میں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آپ سیدھے کھڑے ہو جائیں باقی میں سب سنبھال لونگی، رمیز نیچے سے اٹھا اور سامنے کھڑا ہوا گیا۔

عریبہ نے تصویر کھینچی۔

یہ لیں بن گئی آپ کی پک۔ اب دیکھتے ہیں آپی کیا کہتی ہیں۔

ویسے ہماری چھوٹی سالی صاحبہ بہت ذہین ہیں۔ رمیز نے پک دیکھ کر کہا،

میں فری میں کوئی کام نہیں کرتی۔ وہ فوراً ڈیمانڈنگی انداز میں بولی۔

رمیز نے ہنستے ہوئے پوچھا، تو مطلب آپ رشوت لیں گی۔

عریبہ فوراً بولی،

توبہ، گندی بات! بابا کہتے ہیں رشوت لینا اچھی بات نہیں۔

تو پھر کیا چاہیے؟ رمیز نے جھک کر اس کے برابر آتے ہوئے پوچھا۔

آپ مجھے چاکلیٹس دیں، میں آپ کی پک آپی کو بھیجوں گی اور کہوں گی کہ میں نے بھیجی ہے۔

بس اتنی سی بات؟ چلیں میرے ساتھ ابھی دلاتا ہوں۔

نہیں، آپ ادھر لے آئیں۔

پھر آپ میرا ویٹ کریں میں جلدی سے آپ کو منگوا کر دیتا ہوں۔ رمیز مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ کسی ملازم کو چاکلیٹس لانے کا کہا۔ جب تک ملازم چاکلیٹس لے کر نہیں آیا رمیز باہر کے چکر ہی کاٹ رہا تھا۔

میں ایک پک بھیجنے کے چکروں میں کیا سے کیا کر رہا ہوں۔ رمیز خود سے بات کرتا ہوا بولا، اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میری کوئی سالی صاحبہ بھی ہے اور وہ چھوٹی سی ہے تو میں یقیناً اپنے گھر میں چاکلیٹس باکس رکھتا، لیکن خیر کوئی نہیں اب پتہ چل گیا ہے تو آئندہ اُن کی ڈیمانڈ سے پہلے چاکلیٹس دونگا، آخر کو میرے سارے کام میری چھوٹی سالی نے ہی تو کرنے ہیں۔ رمیز مسکراتا ہوا چکر لگا رہا تھا جب ملازم چاکلیٹس لے کر آیا۔

رمیز نے ملازم سے چاکلیٹس کا پیک پکڑا اور اندر آ گیا۔

عریبہ ڈرائنگ روم میں سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔ رمیز نے بہانہ بنا کر اُسے باہر بلایا۔،

چاکلیٹس اس کے ہاتھ میں دی اور ساتھ ہی موبائل آگے بڑھایا۔

چلیں اب آپ میرا کام کریں۔ رمیز باہر صوفے پر بیٹھ کر بولا،

اب آپ ٹینشن نہ لیں، آپ کا کام میں ابھی کر دیتی ہوں۔ عریبہ نے چاکلیٹس ہاتھ میں لیتے ہوئے جواب دیا۔

عریبہ نے پک بھیج کر فوراً کال کی۔

رابیل فون کی اسکرین دیکھ کر چونکی۔۔ رمیز کا نمبر۔ اُس نے فوراً موبائل سائلینٹ پر لگا دیا۔

کال نہ اٹھانے پر عریبہ نے وائس نوٹ بھیجا۔

آپی، میں عریبہ بات کر رہی ہوں۔ کال اٹھائیں۔

ایک دو کالز کے بعد رابیل نے فون اٹھا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عریبہ، میں کام پر ہوں۔ کال کیوں کی؟ اور رمیز کے نمبر سے کیوں؟ رابیل نے کال پک کرتے ہوئے فوراً سوال جواب شروع کر دیے۔

عریبہ شرارتی انداز میں پیچھے ہٹی اور ویڈیو کال کر دی۔ رابیل نے فوراً اُٹھالی، عریبہ سمجھ کر۔

آپ تو آئی نہیں، تو آپ کا دیدار بھی تو کرنا تھا۔ اور ویسے بھی، میں جو اتنا تیار ہوا ہوں، کس کے لیے ہوا ہوں؟ بتائیں، کیسا لگ رہا ہوں؟ رمیز نے اپنے سوٹ کے بٹن سیدھے کیے، کیمرے کے سامنے ذرا آگے ہو کر فوراً بولا،

رابیل نے ہلکی سی ناگواری سے دیکھا۔

تو مطلب تم نے میری بہن کو یہ سب کرنے پر مجبور کیا؟؟

نہیں نہیں.. میں نے کوئی مجبور نہیں کیا۔ اب تو وہ میری ہونے والی سالی صاحبہ ہیں وہ خود ہی میری مدد کر رہی تھی۔ آپ کو تو مجھ پر ترس آتا نہیں اس لیے اُسے آگیا۔ رمیز نے شکوہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اچھا چھوڑیں یہ سب بتائیں میں کیسا لگ رہا ہوں۔

رابیل اس وقت پینٹنگ میں بہت مصروف تھی اور سرمد بھی اُس کے سر پر سوار تھا۔

ہمیشہ کی طرح زہر۔ اور کچھ پوچھنا ہے؟ رابیل نے جلدی سے جواب دیا۔

رمیز کے ہونٹوں پر چنچل مسکراہٹ پھیل گئی۔

ہاں، بس یہی پوچھنا تھا۔ تسلی ہو گئی ہے کہ میں اچھا لگ رہا ہوں۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا۔ رابیل نے چڑ کر کہا۔

عموماً لڑکیاں بات کا الٹ ہی بولتی ہیں۔ وہ جب کہتی ہیں کہ ایسا نہیں ہے تو مطلب ایسا ہوتا ہے، اور جب کہتی ہیں کہ ایسا ہے تو مطلب ویسا کچھ نہیں ہوتا۔

یہ کیا ایسا ویسا لگا رکھا ہے؟ مجھے کوئی دلچسپی نہیں تم میں اور تمہاری باتوں میں۔ اب کال بند کرو۔

اچھا آخری دفعہ بتا دو، میں کیسا لگ رہا ہوں؟ رمیز نے پھر شرارت سے پوچھا

زہر۔ رابیل نے سرمد کی طرف دیکھا جو بلکل اُسے ہی کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تو مطلب حسین لگ رہا ہوں اوپر سے۔ رمیز بولا۔

اب ایسا میں نے کب کہا ہے؟ رابیل بولی۔

میں نے کہا تھا ناں، جب لڑکیاں ایسا کہتی ہیں..... رمیز نے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔ کہ رابیل فورا بول اٹھی۔

ہاں ٹھیک ہے تم اچھے لگ رہے ہو، اب ٹھیک ہے؟

مطلب تم اچھے نہیں لگ رہے، کیونکہ تمہارا ماننا ہے کہ لڑکیاں الٹا بولتی ہیں تو اس لیے میں یہ سب کہہ رہی ہوں اوکے۔ رابیل نے فورا بات کلیر کی۔

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی، سرمد جو سامنے بیٹھا اُسے ہی دیکھ رہا تھا، اس کی آواز نے سارا ماحول جما دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مس رابیل، ہم کام پر آئے ہیں۔ یہ کوئی ڈیٹنگ سپاٹ نہیں ہے کہ آپ کسی کی بھی کالز اٹینڈ کریں۔

اس کا لہجہ سرد تھا، مگر آنکھوں میں وہ دبکی ہوئی چبھن تھی، جو لفظوں سے زیادہ بول رہی تھی۔

رابیل چونک گئی، فوراً موبائل بند کر دیا۔

دوسری طرف رمیز موبائل ہاتھ میں لیے مسکرا رہا تھا، جیسے ساری دنیا کی خوشی اسی لمحے میں قید ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے چہرے پر ایک انوکھی چمک تھی، وہ رابیل کے چڑ جانے پر بھی خوش تھا، کیونکہ اس نے بات تو کی تھی ناں۔

سر ایکچلی.....رابیل بولنے ہی لگی تھی کہ سرمد نے بات کاٹ دی۔

کام کے وقت میں فضول باتوں کا کوئی جواز نہیں۔

وہ اپنے لہجے کو سخت رکھنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر دل کے اندر ایک عجیب سا اضطراب مچل رہا تھا۔

کام پر دھیان دیں۔ الریڈی ہمیں بہت کام ہیں۔ تو آپ کائنڈلی یہ سب چیزیں کام پہ آوائڈ کریں۔ وہ جل کر بولا

سننی تو آپ نے کسی کی ہے نہیں تو کیا فائدہ آپکو صفائیاں دینے کا۔ رابیل اتنا کہہ کر پینٹنگ بنانے لگ گئی۔

یہ پینٹنگ کلائنٹ کے بیڈ روم میں لگنی ہے تو بیڈ روم کے تھیم کے اکارڈنگ کلرز یوز کرنے ہیں۔ آپ فیمیل بیڈ روم کے لیے اچھی سی بنائیں اور میں میل کے لیے بناتا ہوں۔

وہ دونوں پینٹنگز بنانے لگ جاتے ہیں۔

سرمد کا بس نہیں چلتا کہ وہ ایک دفعہ رابیل سے پوچھ ہی لے کہ کال پر کون تھا۔ وہ بار بار اس سے پوچھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن پھر رک جاتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ذہن میں بار بار وہ منظر گردش کر رہا تھا، اسکرین پر کسی اجنبی مرد کا چہرہ، جو صرف سیکنڈ ہی دیکھ پایا تھا، شکل اُسے ٹھیک سے نظر نہیں آ رہی تھی اور رابیل کے چہرے کی نرمی، اس کی مسکراہٹ۔

فضا میں تناؤ سا پھیل گیا۔ دونوں کے درمیان صرف برشوں کے رگڑنے اور رنگوں کے چھینٹے گرنے کی آوازیں رہ گئیں۔

رابیل نے خاموشی سے کینوس پر رنگ بکھیرنا شروع کیا، اس کی انگلیوں کی نرمی میں بھی ایک ضد چھپی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کیا ہو رہا ہے تمہیں سرمد؟ وہ خود سے بولا۔

یہ جلن کیوں؟ وہ تمہاری پرسنل آرٹسٹ ہے، تمہارا حق نہیں ہے اس پر۔ مگر دل کی بات عقل کب مانتی ہے۔

اس کے اندر ایک آگ تھی جو خاموشی سے دہک رہی تھی۔

اس نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی، "کیا فرق پڑتا ہے، اسے جس سے بات کرنی ہے کرے۔"

مگر اُس کا دل کچھ اور کہہ رہا تھا۔

فرق پڑتا ہے۔ اور بہت زیادہ پڑتا ہے۔

آخر کار وہ ضبط کھو بیٹھا۔ اور اُس نے رابیل سے پوچھنے کی ہمت کی۔ ویسے آپ کوئی ضروری کال کر رہی تھیں؟

رابیل نے مختصر جواب دیا، جی سر۔

اس کے بعد جیسے سرمد کو چین نہ ملا۔

"بھائی ہو گا؟"

"نہیں سر۔"

"کزن؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں سر۔"

سرمد کے دل میں ایک چبھن سی ہوئی۔ وہ چاہ کر بھی اگلا سوال نہیں کر پایا۔ اس نے بات بدلنے کی کوشش کی، مگر ذہن کہیں اور اٹکا رہا۔

پھر اس نے اپنے لہجے میں مصنوعی سنجیدگی لاتے ہوئے کہا، یہ پینٹنگ کلائنٹ کے بیڈ روم میں لگنی ہے، تو بیڈ روم کے تھیم کے مطابق کلرز یوز کریں۔

رابیل نے نظریں اٹھائے بغیر کہا،.. سر، اگر ہم تھیم کے اکارڈنگ جائیں گے تو یہ بورنگ لگے گی۔ بہتر ہے کہ ہم کنٹراسٹ میں رنگ استعمال کریں۔

سرمد نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ اتنی توجہ سے رنگ مکس کر رہی تھی کہ جیسے دنیا میں اور کوئی موجود ہی نہ ہو۔

سرمد نے پینٹ برش ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہا،

میں اس بارے میں سوچوں گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے اب کے ذرا تیز لہجے میں کہا،سوچنے کی کیا بات ہے؟ تھیم،کلر اور آئیڈیا سب سامنے ہیں۔

وقت گزرتا گیا۔سرمد کے ہاتھ میں برش تو تھا مگر رنگ اس کے قابو میں نہیں آرہے تھے۔

اس کے اندر کی بے چینی،رشک اور ان کہی کیفیت اس کی پینٹنگ کے رنگوں کو بگاڑ رہی تھی۔

وہ خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے رنگ مکس کرتا،کینوس پر پھیرتا،مگر وہاں صرف رنگوں کا الجھاؤ بن رہا تھا۔ادھر رابیل خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی۔

کام بہت زیادہ ہے آپ اگلے پندرہ دنوں تک کوئی لیو نہیں لے سکتی۔سرمد نے یک دم اُ سے کہا۔

جی سر؟؟؟؟؟رابیل نے پینٹنگ چھوڑ کر سرمد کی طرف دیکھا۔

میں کام کے بارے میں سوچ کر بول رہا ہوں کہ کام زیادہ ہے۔ابھی اس کلائنٹ کے کام کے بعد آپ نے فارنر کے تین آرڈرز بھی کمپلیٹ کرنے ہیں۔ تو اس لیے نو لیو ایکسیپٹڈ فار نیکسٹ ففٹین ڈیز۔وہ جیسے بھانپ گیا ہو کہ رابیل نے اب اُس سے کوئی لیو لینی ہے۔

اور ابھی یہ کام جلدی ختم کریں۔وہ اتنا بول کہ اپنی پینٹنگ بنانے کی پھر سے کوشش کرتا ہے جو اس کال کے بعد سے اس سے بن نہیں رہی تھی۔۔ کیونکہ اسکا دماغ کہیں اور ہی سوچوں میں گم تھا۔

رابیل پھر سے کام ہر لگ گئی۔وہ پورا دھیان پینٹنگز پر دے رہی تھی۔وقت کتنا اور کیسے بیت گیا اُسے کچھ معلوم نہیں وہ تو بس پینٹنگ مکمل کرنا چاہتی تھی۔

دو گھنٹوں بعد رابیل بولی۔

سر، میری تین پینٹنگز مکمل ہو گئیں ہیں۔ سر مد نے اپنے پینٹنگ سے نظر اٹھا کر رابیل کو دیکھا، پھر اُس نے رابیل کی پینٹنگز پر دھیان دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہر پینٹنگ میں جذبہ، رنگ، احساس، وہ سب کچھ تھا جو اس کے اپنے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔

اس نے نظریں چرائیں، اور بولا،

ٹھیک ہے، باقی کام کل مکمل کریں گے۔ اس کے لہجے میں الجھن تھی۔ وہ مزید اب وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔

رابیل نے نرمی سے کہا۔

سر، جو فارنر کی پینٹنگز بنانی ہیں، ان کے لیے میٹریل نہیں ہے۔ اگر پاسبل ہو تو آپ مجھے راستے میں کسی پینٹ شاپ پر چھوڑ دینا تاکہ میں میٹریل لے سکوں اور گھر میں بھی فری ٹائم میں پینٹنگز بنا

سکوں۔

دیکھوں گا۔ سرمد نے سرسری سا کہا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

وہ لمحہ بھر کو خاموش رہا۔ پھر گاڑی کی طرف بڑھا۔

دونوں وہاں سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھے۔ گاڑی چل پڑی، سڑکوں پر بھاگتی روشنیوں کا شور اور لوگوں کی بے چینی جیسے فضا میں تحلیل تھی۔

ٹریفک بہت زیادہ تھا، سرمد نے گاڑی کا رخ شہر کے اندرونی راستے کی طرف موڑ لیا جہاں چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں۔ گاڑی کے اندر خاموشی چھائی رہی۔

سرمد کے ہاتھ اسٹیئرنگ پر تھے، مگر ذہن اب بھی اس نامعلوم شخص کی تصویر میں اٹکا تھا۔

اس کے کانوں میں رمیز کی آواز گونجی، آواز کافی چیخ آ رہی تھی۔ بس یہی آوز سنائی دے رہی تھی۔ آپ تو آئی نہیں، آپ کا دیدار ہی کر لوں.

اس نے مٹھیاں بند کر لیں۔ ایک چبھن تھی، جو وہ چھپانا چاہتا تھا مگر چھپا نہ سکا۔

رابیل کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

گاڑی سست رفتاری سے شہر کے گنجان راستوں میں چل رہی تھی۔ رابیل کی نظر ایک پینٹ شاپ پر پڑی۔

سر گاڑی روکیں۔ ایک منٹ مل گئی پینٹ شاپ۔ رابیل نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

سرمد نے ارد گرد دیکھا۔ سڑک کے کنارے چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں، ہر دکان کے باہر رنگ، برش اور کینوسز کے بیگ رکھے تھے۔ وہ لوکل شاپس تھیں۔

آپ یہاں سے بائے کریں گی؟

جی سر۔ اس میں کیا مسئلہ ہے۔

سرمد نے سٹئرنگ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

مجھے فارنری پینٹنگز کے لیے کلرز اچھی کوالٹی کے چاہیے اور کینوس بھی اچھا ہو۔ بہتر ہے کہ ہم امپورٹڈ شاپ سے بائے کریں، لوکل سے نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے فخریہ انداز میں جواب دیا۔

میرا کام ہے آپ کو بہترین رزلٹ دینا اور وہ میں آپ کو دونگی۔ ٹرسٹ می۔

سرمد نے گردن اس کی طرف موڑ کر تھوڑا جھنجھلا کر کہا۔

اینڈ وائے آئی شوڈ ٹرسٹ یو؟

رابیل نے پر اعتماد لہجے میں کہا،

کیونکہ اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ گاڑی سے اتر گئی،

سرمد مجبوراً اس کے پیچھے گیا۔

دکان میں داخل ہوتے ہی رابیل کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اندر کا منظر چھوٹا مگر منظم اور خوبصورت تھا۔ شیلفز پر رنگوں کی مختلف ٹیوبز، برشز اور کینوسز قطار میں لگے ہوئے تھے۔ دکان کی ایک طرف آئل پینٹ کے پیکٹس اور دوسری طرف ایکریلک کلرز کی شفاف

بوتلیں رکھیں تھیں۔ چھت سے ہلکی روشنی آ رہی تھی، جس سے رنگوں کے شیڈز اور ٹیکسچر واضح ہو رہے تھے۔

رابیل نے ہر چیز کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ وہ ایک ایک چیز اٹھا کر چیک کرتی، رنگوں کی قوام اور برشز کی سافٹنس چیک کرتی۔ کبھی وہ کینوس کو ہلکے ہاتھ سے دبا کر دیکھتی، کبھی رنگوں کی تلخیص کو اپنے ذہن میں تصور کرتی کہ یہ بیڈ روم کے تھیم کے ساتھ کیسا لگے گا۔

سر مد بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا، دل میں سوچ رہا تھا کہ جلدی ختم ہو جائے۔ مگر رابیل کے چہرے پر فوکس اور سکون کی روشنی صاف نظر آ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ کا ہو گیا ہو تو ہم چلیں یہاں سے؟

سر، رک جائیں۔ اگر آئیں ہیں تو آرام سے لے لیں۔ کیونکہ چیز اچھی نہ ہوئی تو آپ نے مجھے باتیں سنانی ہیں۔

رابیل نے مزید آدھا گھنٹہ دکان کے اندر ہر شلف کو چیک کرتے ہوئے گزارا۔ اس دوران وہ رنگوں کے شیڈز، برشز کے ہینڈلز، کینوس کی موٹائی، اور ایکریلک و آئل پینٹ کی کوالٹی سب پر دھیان دے رہی تھی۔

مس رابیل "دس از ٹو مچ وہ ارد گرد دیکھ کر بولا، جہاں سب ان دونوں کو ہی گھور رہے تھے۔

آخر کار وہ بولی۔ ہو گیا سر۔ بس اب پے کرنا ہے۔

سرمد نے اپنا کریڈٹ کارڈ نکالا اور دکاندار کو دینے لگا، مگر رابیل نے اچانک کہا۔

""سر رکیں تو سہی، ابھی بحث کرنی ہے مجھے۔ رابیل کو فورا کارڈ نکالتے دیکھ کر کہا،

"مطلب بارگیننگ؟؟؟؟ سرمد نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔"

"جب میں بل پے کر رہا ہوں تو ان سب کی ضرورت نہیں ہے۔"

"بھائی یہ کینوس، برشز، ایکرائلک پینٹ اور آئل پینٹنگ کا ٹوٹل بل بتائیں۔ اور مناسب بتائے گا۔ میں شاپنگ کرنا اچھے سے جانتی ہوں۔ رابیل اترا کر بولی،"

دکاندار نے بل کیلکولیٹر سے ٹوٹل دکھایا۔ رابیل نے غور سے ٹوٹل دیکھا اور پھر دکاندار کی طرف مخاطب ہو کر بولی،

یہ بہت زیادہ ہے بھائی۔ میں ابھی کچھ مہینے پہلے یہ سب چیزیں لی تھیں، تب تو اتنی مہنگی نہیں تھی۔

دکاندار نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

جی میڈم، ضرور مناسب ریٹ لگایا ہے میں نے اتنا ہی بل بنتا ہے۔

"مس رابیل آپ مجھے امبیرس کروا رہی ہیں۔ سرمد ارد گرد دیکھ کر بولا، اُس کے لیے یہ سب ڈوب مرنے کا مقام تھا، ایک تو وہ اُسے کسی لوکل شاپ پر لے گئی تھی جہاں سے کبھی اُس کے گھر کے ملازم کا آنا جانا بھی نہ ہو، اور دوسرا لوگوں کی ترسی ہوئی نگاہیں اُن دونوں پر تھیں ایسے جیسے وہ دونوں کوئی الگ مخلوق ہوں۔"

"سر آپ کو نہیں پتہ۔ اگر بحث نہ کریں تو دکاندار سمجھتا کہ خریدنے والا بیوقوف ہے۔ رابیل نے جیسے کوئی بہت ذہانت والی بات بتائی ہو۔"

نہیں بھائی یہ بہت زیادہ ہے۔ مناسب ریٹ لگائیں۔۔ نہیں تو میں کہیں اور سے لے لیتی ہوں۔ چلیں سر۔ وہ جان کہ وہاں سے نکلنے کی ایکٹنگ کرتی ہے۔

"جب اتنا ٹائم لگا کر چیزیں لینی ہی نہیں تھی تو میرا ٹائم کیوں ضائع کیا۔ وہ اپنا غصہ اب کی بار قابو کرتے ہوئے بولا۔"

"سر آپکو نہیں پتہ۔۔۔ یہ ہماری ٹرک ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی لوکل شاپنگ کی نہیں نہ اس لیے آپکو نہیں پتہ۔ میں کونسا جانے لگی ہوں میں جانے کی ایکٹنگ کر رہی ہو۔ ابھی دکاندار پیچھے سے آواز دے گا کہ میڈم جو آپ کہیں گی اتنی قیمت پر ہم دیں گے۔۔ وہ سر مد کے پاس ہو کر آہستہ سے بولی۔"

اور اگر اس نے آواز نہ دی تو؟؟ یہ اُس کے ضبط کی انتہا تھی۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔ آپ رکیں تو سہی۔۔ ابھی رابیل دروازے کے پاس بھی نہیں پہنچی تھی کہ دکاندار پیچھے سے آواز دینے لگا۔"

میڈم بات سنیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل نے آہستہ سے سرمد کی طرف دیکھا اور کہا

"دیکھیں کیا کہا تھا میں نے"

"ویئرڈ، سرمد اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولا،"

رابیل واپس مڑی اور دکاندار کے پاس گئی۔

"جی، مناسب ریٹ لگائیں۔ اور یہ برش ایکسٹرا بھی دیں۔ اب کی بار تو اُس نے حد کر دی تھی مطلب ایکسٹرا برش مانگ رہی تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سٹرینج!!!!

سرمد نے اپنا ماتھا ہاتھ کی ہتھیلی سے جھٹکا، مطلب وہ لڑکی اُس کے ضبط کا متحان لے رہی تھی، وہ اُس کو اتنا امبیرس کروا رہی تھی کہ سرمد کا بس چلتا تو وہ رابیل کو یہی چھوڑ دیتا اور واپس کبھی بھی اُس کی ایسی کوئی بات نہ مانتا۔ سرمد کو ایک تو اُس شاپ پر آ کر ایسا لگا کہ وہ

پتہ نہیں کون سی دنیا میں آ گیا ہے۔ وہ جتنی دیر بھی وہاں رکا اُس کا غصہ کم نہیں ہوا۔ اور وہ لڑکی بڑے مزے سے بحث کر رہی تھی۔

"یا خدا..... سرمد نے بہت آہستہ پکارا۔"

مطلب آج رابیل اُسے تپانا چاہ رہی تھی۔

"یہ پکڑیں کارڈ اور جب آپ کی بار گیننگ ہو جائے تو پے کر کے آجائیے گا۔ اور جلدی آنا، آپ بہت ٹائم ویسٹ کر چکی ہیں۔ وہ کارڈ اُس کے ہاتھ میں تھما کر باہر آ گیا کیونکہ اگر وہ مزید رکتا تو یا تو رابیل اُسکے ہاتھ سے ضائع ہو جانی تھی یا اُس نے خود کو کچھ کر لینا تھا۔ اُس نے جلدی سے باہر کی راہ لی۔"

رابیل بحث کرنے کے دس منٹ بعد تمام چیزیں لے کر باہر آئی اور گاڑی میں رکھنے لگی۔ سب رکھنے کے بعد رابیل نے سکون سے سانس لیا۔

سرمد نے گاڑی اسٹارٹ کی اور چلنے لگا۔ اس کے دل میں ہلکی تھکن تھی اور دماغ میں سب کچھ گھوم رہا تھا۔

سر آپ کو نہیں پتہ، یہ سب کرنا پڑتا ہے... آپ الیٹ کلاس سے بی لانگ کرتے ہیں، آپ کو نہیں پتہ ان چیزوں کا۔ رابیل اُسے وضاحتیں دے رہی تھی۔

دس از سو امبیر سنگ... وہ گاڑی چلاتے ہوئے شدید غصے سے بولا،

رابیل نے مزید کوئی بات نہیں کی کیونکہ وہ جانتی تھی کہا گر کچھ بولے گی تو آج تو وہ زندہ گھر نہیں جاسکے گی، سرمد کا موڈ دیکھ کر اُس نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا۔

(*****)

شام کا وقت تھا۔ سب لوگ کھانے کی میز کے گرد بیٹھے تھے، ہر کسی کے چہرے پر سکون اور ہلکی مسکراہٹ تھی، لیکن رابیل کے چہرے پر ایک الگ سا احساس تھا، جیسے کچھ خیال اس کے دماغ میں گھوم رہا ہو۔

آفتاب صاحب نے ایک نوالہ حلق میں اتارتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

لوگ اچھے ہیں بی جان، گھر بھی اچھا ہے۔ آفتاب صاحب کے لہجے میں سنجیدگی تھی،اور خوشی کی جھلک بھی۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو دیکھنے میں اور انکا رہن سہن دیکھ کے لگتا ہے کہ اچھے خاندانی لوگ ہیں۔باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔بی جان بھی نوالہ توڑتے ہوئے بولیں۔

اللہ کا نام لیکر بات پکی کرتے ہیں۔شادی کے لیے وقت مانگا ہے نہ تو انشاءاللہ سب بہتر ہو گا۔

تسنیم نے کھانے کا باؤل رابیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا،انشاءاللہ،اور سب کے چہروں پر سکون سا پھیل گیا۔

بابا ہم گھر کب جائیں گے۔مجھے میری فرینڈز زیاد آ رہی ہیں۔عریبہ اپنا کھانا ختم کر کے وہی بیٹھے بیٹھے ہی بولی۔

تو ہم یاد نہیں آتے کیا؟؟رابیل نے عریبہ کو دیکھا جو آفتاب صاحب کے بازو کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنی بات کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپ میرے ساتھ کھیلتی ہیں کیا؟؟؟وہ تو میرے ساتھ کھیلتی ہیں ہم شام کو بابا کے ساتھ آئسکریم کھانے بھی جاتے ہیں۔عریبہ نے اپنی بات کی وضاحت بڑی معصومیت سے پیش کرتے ہوئے کہا۔

سب عریبہ کی بات سن کر ہنسنے لگیں۔

بس یہی وجہ ہے کہ گھر جانا ہے۔یہاں اسے کوئی باہر آئس کریم کھلانے نہیں لیکر جاتا ناں۔آفتاب صاحب سب کی طرف متوجہ ہوئے۔

اور ویسے بھی میرے کالج لگ جانے کے بعد چھٹیاں کرنا مشکل ہو گا،اس لیے رابیل کی بات پکی کے اگلے دن ہی ہم نکل جائیں گے۔آفتاب صاحب بولے۔

اس بار دسمبر کی چھٹیاں سب اسلام آباد میں ہی گزاریں گے،پھوپھو نے بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ آئیں گی۔رابیل کھانا کھاتے ہوئے بولی۔

ہاں ضرور کوشش کریں گے۔آخر اتنے سالوں بعد ہم لوگ اکھٹے ہونگے۔تو آنا تو بنتا ہے۔

جی بلکل۔!!!رابیل نے اثبات میں سر ہلایا،اور پھر کھانا کھانے لگی۔

کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔لیکن رابیل بی جان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی،اور اس کے ذہن میں سرمد کے دفتر میں ہونے والی بحث کی جھلکیں گھوم رہی تھیں۔اس کے چہرے پر تھکن اور فکر کی لکیریں واضح تھیں۔

بی جان نے پرسکون انداز میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے تسبیح سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر پوچھا،

رابیل کیا سوچ رہی ہو،سونا نہیں ہے کیا؟بی جان جو اُس کے چہرے پر فکر کی لکیریں دیکھ کر بولیں،

رابیل نے خاموشی سے صوفے پر بیٹھ کر باہر کی طرف دیکھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی،پھر رابیل نے بی جان کے بازو پر سر رکھ کر آہستہ سے سوال کیا۔

بی جان..

بی جان جو بیڈ پر لیٹ چکی تھی اور آنکھیں بند کر کے رابیل کی بات سننے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بولو رابیل۔!!

بی جان!! آپ کو پتہ ہے کہ مجھے اپنے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ کیا بات پسند ہے؟؟

کونسی بات رابیل!!؟

بی جان!! اللہ تعالیٰ میرے دل کے سارے راز جانتے ہیں۔ جو محسوس کرتی ہوں، جو سہتی ہوں، جو کہنا چاہتی ہوں مگر کہہ نہیں پاتی، وہ سب میرے رب کو معلوم ہوتا ہے۔

جب دل اداس ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو خاموشی سے بہنے لگتے ہیں، تو وہی آنسو میرے رب تک میری پوری داستان پہنچا دیتے ہیں۔ میرے ہونٹ خاموش رہتے ہیں، لیکن دل ان سے بات کرتا ہے۔ وہ جو میری خاموشیوں کو لفظ دیتا ہے، میری آنکھوں کے آنسوؤں کا ترجمہ کرتا ہے، اور میرے دل کی دھڑکنوں سے میرے حال کا اندازہ لگاتا ہے۔

"میں سب کچھ صرف انہیں بتاتی ہوں۔ میں اپنے اللہ کے سامنے بیٹھ جاتی ہوں اور سب کچھ میرا دل کہتا چلا جاتا ہے۔ نہ کوئی تفصیل دینی پڑتی۔ نہ صفائیاں۔ نہ کوئی لمبی دعائیاں مانگنی

پڑتی ہیں۔بس ایک دل۔۔۔۔اور ایک رب جو سب جانتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یہاں میرے دل کو سکون ملتا ہے۔ایک ایسا سکون جو لفظوں سے آزاد ہوتا ہے بس محسوس کیا جاتا ہے۔"

پھر وہ کچھ دیر خاموش رہی اور بولی،

کاش انسان بھی ایسے ہوتے بی جان!!

"کاش کوئی ایسا ہوتا جو بنا کہے دل کی بات سمجھ لیتا،جو یہ نہ پوچھتا کہ کیا ہوا،کیوں ہوا،کب ہوا۔وہ صرف جان لیتا کہ تم ٹھیک نہیں ہو اور تمہیں تھام لیتا۔"

"لیکن انسان تو الفاظ مانگتے ہیں،وضاحتیں مانگتے ہیں،اور ہمارے درد کے اسباب چاہتے ہیں، نہ کہ ہمارے حال کو۔انہیں الف سے یے تک پوری کہانی سنانی پڑتی ہے تب جا کہ وہ فیصلہ کرتے ہیں ہم ٹھیک تھے یا غلط۔۔۔انہیں تو ہمارے درد کے اسباب چاہیے۔ہمارے زخموں کی تفصیلات اور ہمارے فیصلوں کی دلیلیں۔وہ ہمارے حال سے نہیں ہمارے قصوں سے جڑے ہوتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم کہیں گے کہ ہم ٹوٹ گئے ہیں تو انسان پوچھے گا کب؟؟ کس نے توڑا؟؟ کیوں؟؟"

بی جان انسان کیوں نہیں ایسے ہوتے؟؟؟؟؟

"کبھی کبھی دل نہیں کرتا وضاحتیں دینے کو، کبھی کبھی دل نہیں مانتا بات کرنے کو، دل نہیں چاہتا کہ ہم بولیں ہم صرف خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اگلا بندہ بغیر کہے سمجھ جائے۔ بی جان کبھی کبھی ہم اتنے تھک جاتے ہیں کہ بولنا بھی محال ہوتا ہے۔"

بی جان نے آنکھیں کھولیں، اور رابیل کو دیکھا جو بی جان کے بازو پر سر رکھے دیوار کی طرف دیکھ رہی تھی۔

بی جان نے اُس کے بال سہلانا شروع کیا۔

رابیل!!

"انسان ایسے اس لیے ایسے نہیں ہوتے کیونکہ وہ خود بھی ٹوٹے ہوئے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہر انسان اپنے درد میں گم ہے، اپنی کمیوں میں الجھا ہوا ہے، وہ تمہیں تمہارے دل سے نہیں بلکہ اپنی سمجھ سے دیکھتا ہے۔ وہ تمہارے لفظوں میں وہی کچھ سن سکتا ہے جو اس کے اپنے دل میں چل رہا ہوتا ہے۔"

پھر بی جان نے دھیرے سے کہا۔

"انسان خود سیکھنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اللہ تو خالق ہے، جاننے والا، علیم اور خبیر ہے، اور انسان؟"

"وہ خود اپنی ذات کے بھید بھی نہیں جانتا۔ کیسے وہ کسی کے دل کو بغیر الفاظ کے سمجھے گا؟ انسان اس لیے ایسے نہیں ہوتے کیونکہ وہ مکمل نہیں ہوتے، ان کے دل چھوٹے، سمجھ محدود، ظرف ناپختہ ہوتا ہے۔ وہ تمہارے دل کے طوفان نہیں سن سکتے کیونکہ وہ اپنے اندر کے شور میں الجھے ہوتے ہیں۔"

"اور رب نے صرف اپنے لیے وہ مقام رکھا ہے جہاں خاموشیاں بولتی ہیں، اور دل سن لیا جاتا ہے۔ یہ مقام محبوب حقیقی کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دل کے حال کو اس لیے بھی بغیر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہے جان جاتے ہیں کیونکہ وہ تمہیں تم سے بھی بہتر جانتا ہے۔ جب ہم بھٹکنے لگتے ہیں تو وہ ہمیں اپنی طرف بھلاتا ہے،وہ کسی نہ کسی طریقے ہمیں خود سے جوڑ کر رکھتا ہے۔"

شاید اس لیے وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی طرف پلٹیں، کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو لفظوں سے آگے کا دکھ سمجھتی ہے۔

اتنے میں رابیل کا موبائل بجنے لگا۔اس نے تھکن سے آنکھیں جھپکائیں۔بی جان کی آنکھیں بھی نیند سے بند ہو رہی تھی۔ میں سو جاؤں کیا اب؟؟ بہت تھکاوٹ ہو گئی ہے۔

بی جان نے ہلکی سی آواز میں پوچھا۔

بی جان آپ سو جائیں باقی باتیں میں صبح کر لونگی۔رابیل نے بی جان کے بازو سے سر اٹھایا، صوفے کی طرف بڑھی جہاں اس کا موبائل پڑا تھا،موبائل اٹھایا اور باہر چلی گئی۔ کال کی اسکرین پر رمیز کا نام چمک رہا تھا۔رابیل کو رمیز کا یوں ہر وقت کال کرنا آگے پیچھے رہنا بلکل پسند نہیں تھا،جب تک کوئی بات پکی نہیں ہو جاتی کوئی رسم نہیں ہو جاتی وہ اس طرح کے کسی بھی جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتی تھی۔اس لیے وہ چاہ کر بھی رمیز سے نرمی سے بات

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں کرتی تھی کیونکہ جو انسان ابھی اُسے اتنے کالز اور میسجز کرتا جب رابیل نے کوئی گرین سگنل دے دیا تو پھر تو اُس نے ہر وقت اُس کے سر پر سوار رہنا تھا جو کہ رابیل بلکل بھی نہیں چاہتی تھی۔ رابیل کا ماضی بھی اُسے اب مزید کسی خوش فہمی پالنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

اس نے فون اٹھایا۔ اور سخت لہجے میں کہا،

کیا مسئلہ ہے؟

وہ براہ راست بول پڑا، نہ کوئی سلام، نہ حال چال، آپ تو ڈائریکٹ وار کرتی ہیں دلربا۔ رمیز کی شوخ آواز آئی دوسری طرف سے۔

اتنی رات کو کال کیوں کی؟

رابیل نے اپنی تھکن اور غصے کو دباتے ہوئے کہا،

"میں تو حال چال پوچھنے کے لیے کال کی تھی اور۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رمیز نے بات ادھوری چھوڑ دی اور پھر بولا،

""میں یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ آپ کے گھر والوں نے میرے بارے میں کیا رائے قائم کی ہے۔

رابیل نے حیرت اور غصے سے کہا،

"کیا صبح بات نہیں ہو سکتی تھی؟"

صبح تو ہم نے شاپنگ پہ جانا تھا، اس لیے پہلے پوچھ لوں۔

رابیل کے لب ہلکے سے کانپنے لگے، وہ اندر سے غصے اور تھکن کے مرکب میں تھی۔

"کونسی شاپنگ؟"

رمیز نے آدھی ہنسی کے ساتھ کہا،

""آپ کے گھر والوں نے نہیں بتایا؟

نہیں.. رابیل حیرت سے بولی۔

"تو ان سے خود پوچھ لینا کیونکہ میں بتاؤں گا تو آپ غصہ ہو جاؤ گی۔"

یقیناً تم نے پھر اپنی کوئی گھٹیا چال چلی ہو گی مجھے تنگ کرنے کے لیے۔

"اللہ۔۔۔ میں اتنا چالباز لگتا ہوں۔ رمیز نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔"

کال بند کرو۔

رمیز نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا،

نہیں کرو تو؟

رابیل نے غصے میں کہا

، تو میں کر دوں گی۔ اور اتنا کہہ کر اس نے کال بند کر دی۔ اب وہ بی جان سے پوچھنا چاہ رہی تھی اس شاپنگ کے بارے میں۔

وہ اندر بی جان کے کمرے کی طرف گئی۔ بی جان پہلے ہی سو چکی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل موبائل سائیڈ پر رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئی، غصہ اور تھکن سے ڈوبی ہوئی تھی۔

کل صبح معلوم کرنا ہو گا کہ اس آفت نے مجھے تنگ کرنے کے لیے کیا سوچا ہے۔ وہ خود سے بات کرتے ہوئے بولی۔

وہ آنکھیں بند کر کے صوفے پر سر رکھ کر خاموشی سے لیٹ گئی اور تھوڑی دیر میں ہی سو گئی۔

(******)

سرمد کی آنکھیں پوری طرح جاگ رہی تھیں۔ وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھا تھا، دل میں ایک عجیب سا تجسس اور الجھن چھائی ہوئی تھی۔ موبائل پر وہ وڈیو کال والا انسان جس کا نام بھی اسے معلوم نہ تھا، بار بار ذہن میں گونج رہا تھا۔ ہر لمحہ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے، اور کیوں اسے اتنا فرق پڑ رہا ہے۔

کبھی وہ کمرے کی لائٹ بند کر دیتا، تو کبھی آن کر کے کمرے کی دیواروں پر پڑتی روشنی کے کھیل میں خود کو گھورتا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور ہلکی سی بے چینی صاف نظر آ رہی تھی۔

وہ خود سے سوال کر رہا تھا، کیا اگر جو میں سوچ رہا ہوں وہ غلط ہو تو یہ اچھی بات ہے؟

کیا میں اتنا برا ہوں؟

سرمد خود سے جواب دینے لگا، جیسے کسی ان دیکھی قوت سے اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

""چلو مان لو،

"کوئی ہے تو؟"

ہے تو کیا؟""

"مجھے فرق پڑنا چاہیے یا نہیں؟"

""اور اگر فرق پڑ رہا ہے تو یہ فرق کہاں پڑ رہا ہے؟

اس نے بیڈ سے اٹھ کر کمرے میں چکر لگانے شروع کیے، قدم نرم مگر دل کی دھڑکن تیز تھی۔ ہر قدم کے ساتھ وہ اپنے ذہن میں جیتا جاگتا تجسس اور شبہات سے لڑ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آخر کار وہ شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اپنے عکس کو غور سے دیکھنے لگا، اور خود سے پوچھا،

رابیل صرف میری امپلائے ہے یا کچھ اور بھی؟

اپنی ہی آواز میں جواب آیا،

"نہیں، وہ میری پرسنل آرٹ ہیلپر بھی ہے۔"

"ہاں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس نے کندھے اچکائے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ شیشے سے ہٹ گیا، لیکن دل کی بے چینی ختم نہ ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد دوبارہ شیشے کے سامنے آ کر اپنے عکس کو دیکھنے لگا۔ اس بار اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کشمکش تھی۔

"بس؟ اور کچھ نہیں؟ وہ بڑی شدت سے جواب چاہ رہا تھا اپنے سوالوں کا۔"

""یا اللہ، میں پاگل ہو جاؤں گا۔ وہ خود سے سرزد ہو کر بولا،

"وہ خود تو پاگل ہیں مجھے بھی کریں گی۔ سرمد نے اپنا ماتھا جھٹکا اور شیشے سے پیچھے ہوا۔"

میری مدد فرما، میرے مالک۔ میرے دماغ سے سارے فتور نکال دے۔ میں سرمد سکندر قریشی ہی رہنا چاہتا ہوں۔ وہ تنگ آ کر بولا،

آخر کار وہ تنگ آ کر بیڈ پر لیٹ گیا، اوپر کی طرف منہ کر کے چھت کو گھورنے لگا، جیسے ہر لفظ اس کے دل کے طوفان کو کچھ سکون دے رہا ہو۔

"یا اللہ، میری حفاظت فرما۔ مجھے شیطان کے وسوسوں سے بچا، میرے مالک۔"

وہ اپنے دل کی کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا، اُس کے ساتھ یہ پہلی دفعہ ہو رہا تھا اُسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی، صرف اُس کے دل کی دھڑکن کی تیز آواز آ رہی تھی۔ سرمد کی آنکھیں بند تھیں، لیکن دل ابھی بھی الجھن، خوف اور امید کے درمیان لڑ رہا تھا، جیسے وہ کسی غیر مرئی حقیقت کے دروازے پر کھڑا ہو۔

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبح ہوتے ہی رابیل نے سب سے پہلے بی جان سے ایک ہی سوال کیا۔

بی جان ابھی آنکھیں کھول ہی رہی تھیں کہ رابیل ان کے سر کے پاس بیٹھ گئی، چہرے پر وہی بے چینی اور جوش جھلک رہا تھا۔ بی جان کی نیم جاگتی حالت میں تھیں۔

جب رابیل پوچھنے لگی۔

بی جان!! کیا میں رمیز کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہوں

بی جان نے ابھی پوری طرح اٹھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کہ رابیل کی بے چینی واضح تھی، وہ جیسے انتظار کر رہی تھی۔ اور جیسے ہی بی جان تھوڑا سا بیٹھیں اور وہ اپنے سوال کا جواب لے۔

رابیل پہلے مجھے منہ اور ہاتھ دھونے دو۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، ایسے بھی کوئی کرتا ہے؟ میرے سر پر سوار ہو گئی ہو۔ بی جان آدھ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بولیں،

رابیل پھر فوراً بولی، بتائیں نہ بی جان، آپ کو نہیں پتہ میں کتنی مشکل سے رات کو سوئی ہوں۔ میرا دل چاہا کہ میں آپ کو نیند سے جگا کر پوچھ دوں، لیکن پھر خود پر قابو پایا۔ اب بتائیں۔

بی جان نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا،

ہاں، نگین کہہ رہی تھی کہ بات پکی کی شاپنگ وہ کر کے دیں گے، ان کی کوئی رسم ہے، اس لیے تم نے جانا ہے رمیز کے ساتھ۔

رابیل نے دل ہی دل میں بڑبڑایا، یہ کوئی رسم نہیں، اس کے دماغ کا گند افتور ہے بس۔

میں اکیلی جا رہی ہوں؟ رابیل نے اگلا سوال بھی فوراً کیا،

ارے نہیں، میں اور تسنیم بھی جائیں گے، اور ادھر سے وہ ساری فیملی جائے گی۔

شکر الحمد اللہ

رابیل نے ایک سکون بھرا لمبا سانس کھینچا، جیسے اسے اتنے عرصے بعد راحت ملی ہو۔

اب میں جاؤں؟ بی جان بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

جی بی جان،اب جائیں،مجھے بھی آفس جانا ہے۔ آفس سے آ کر اس بارے میں سوچیں گے۔

رابیل تیار ہو کر آفس کے لیے نکل گئی۔ آفس پہنچتے ہی اس نے محسوس کیا کہ پورے آفس میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں کوئی کسی سے کوئی غیر ضروری بات

بھی نہیں کر رہا تھا۔

یہ آج آفس میں اتنی ہل چل کیوں ہے؟رابیل نے ارد گرد نظر دوڑائی اور پھر بڑبڑائی۔

اتنے میں ایک امپلائے کو رابیل نے روک کر پوچھا۔

یہ آفس میں اتنی ہل چل کیوں ہے؟؟

عید کے بعد کام کا پریشر زیادہ ہے،۔اس لیے۔وہ سرسری سا بول کر چلی گئی۔

رابیل نے دل ہی دل میں کہا

پریشر کام کا ہو نہیں۔ سر کے غصے کا پریشر زیادہ ہے جو سب کی جانیں سولی پر لٹکائے ہوئے ہیں۔

پھر وہ خاموشی سے اپنے ڈیسک کی طرف بڑھی۔

اپنے ڈیسک پر جا کر بیٹھتے ہی اس نے اپنے ذہن میں صورتحال کا جائزہ لیا۔

کیبن کے اندر اُس نے جھانکا، اندر کا ماحول بھی باہر سے دیکھنے پر کافی سنجیدہ لگ رہا تھا۔

سر مد صائم سے کچھ اہم پوائنٹس ڈسکس کر رہا تھا۔

سر، فارن کئی کنٹریز میں ایگزیبیشن ہے۔ جن فارن بزنس کلائنٹس کے ساتھ ہمارے رابطے ہیں، اگر پاکستانی آرٹ چاہیے تو وہ ہم سے لیں گے۔ اور باقی کچھ کنٹریز کو اگر ہم اپنا کام دکھائیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ ڈیلز کر سکتے ہیں، لیکن ایک مسئلہ ہے۔ صائم بولتے بولتے رکا،

کیا؟ سر مد نے پوری توجہ سے صائم کی بات سنی۔

اگر ہم فارن کلائنٹس کے ساتھ ڈیلز کرتے ہیں تو ہمیں ان کے بتائے گئے ٹائم پر پینٹنگز بھیجنی ہوں گی۔ زرا سا ڈیلے ہوا تو وہ آرڈرز کینسل کر دیں گے،اور نقصان ہمارا ہی ہو گا۔

اور کب تک ہیں ان کی ایگزیبیشن؟

سر،ایک دو مہینے تک۔

اوکے۔ابھی جو ہمارا نقصان ہے وہ زیادہ نہیں ہے۔لیکن اگر جو اب ڈیلز ملی ہیں،جن پر رابیل کام کر رہی ہے،وہ دے دیں گے تو نقصان ریکور ہو جائے گا۔

جی سر۔

اگر ان تین آرڈرز میں سے ایک بھی مکمل نہ ہوا،تو جو انٹرنیشنل نیوز آتی ہیں،میرے جن میوزیم کے ساتھ رابطے ہیں،وہ متاثر ہوں گے۔

صحیح کہا۔سرمد بھی اپنے پوائنٹس بتاتا جا رہا تھا،اس وقت وہ لاس کو لے کر بہت پریشان تھا اس لیے کسی قسم کی کوئی غلطی کی گنجائش نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جی سر۔

تو پھر ٹھیک ہے، مس رابیل آئی ہیں تو انہیں میرے کیبن میں بھیجو، باقی میں ان سے ڈسکس کر لوں گا۔

کچھ دیر بعد رابیل اندر آئی۔

تو مس رابیل، آپ نے کام شروع کیا؟ وہ ٹیبلٹ کھول کر اہم نیوز دیکھتے ہوئے بولے۔

نو سر؟

سرمد نے ٹیبلٹ سے نظریں ہٹا کر رابیل کی طرف دیکھا۔

وائے؟ سرمد کے ماتھے پر بل واضح تھے۔

سر، ٹائم نہیں ملا تھا... رابیل کی آواز میں ہلکی بے چینی تھی، جیسے وقت کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہو۔

دس از ناٹ مائی پرابلم، سرمد نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا،

رابیل نے فوراً جواب دیا،

سر، میں کوشش کروں گی کہ جو مجھے کام ملا ہے، وہ کر دوں۔

کوشش نہیں، مجھے ہر حال میں مکمل کام چاہیے۔ سرمد نے اپنے لہجے میں سختی بڑھا دی تھی۔

سر میں ایک ساتھ اتنا کام نہیں کر سکتی...

میں نے پوچھا نہیں ہے۔ جو سائٹ والی پینٹنگز ہیں، وہ آپ بنائیں گی۔ اس میں، میں بھی ہیلپ کروا رہا ہوں۔ لیکن جو فارن کلائنٹس کے آرڈرز ہیں، وہ آپ نے ہی بنانی ہیں۔ اس لیے اس

میں مجھے کوئی غلطی نہیں چاہیے۔ سرمد نے اپنا حتمیٰ فیصلہ سنایا۔

اور ایک بات، نوٹ کر لو۔

نو لیو!!

سائٹ پر کب جانا ہے؟ رابیل نے ساری باتوں کو چھوڑ کر اگلا سوال کیا۔

میرے دو کلائینٹس ابھی آنے والے ہیں، ان کے ساتھ ڈیل کر لوں گا، پھر

اوکے، سر، تب تک میں آرڈرز والی پینٹنگ بنا لیتی ہوں۔ رابیل کے چہرے پر تھوڑا سا

سکون نمودار ہوا۔

گڈ... سرمد نے خوش دلی سے کہا،

سٹوڈیو میں ہر چیز اویلیبل ہے، آپ جا کر کام کریں۔ سائٹ پر جانے کے لیے میں آپ کو

انفارم کر دوں گا۔

اوکے سر... رابیل نے آہستہ سے کہا،

رابیل نے سٹوڈیو کا رخ کیا، جہاں رنگ، برش، کینوس، اور تمام ضروری سامان ان کے

سامنے تھا۔

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز کا آفس پوری طرح سے بند تھا، کمرے کی لائٹس کے علاہ کوئی روشنی آنے کا ذریعہ نہیں تھا۔ رمیز کے سامنے فائلوں کے ڈھیر پڑے تھے، ہر فائل پر چھپے ہوئے نمبر اور خطوط، جیسے راز سننے کے منتظر ہوں۔ رمیز اپنی کرسی پر بیٹھا تھا، ہاتھ میں قلم، لیکن نظر کاغذوں پر نہیں، بلکہ ذہن میں پلاننگ پر تھی۔

دروازے پر آہستہ قدموں کی آواز آئی۔ کوئی اندر آیا۔ وہ دیکھنے میں کوئی اچھی خاصی جاب کرنے والا انسان تھا۔ اس کی آنکھوں میں اضطراب کے ساتھ امید بھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اندر آ کر کھڑا ہو گیا۔

رمیز نے سر اٹھایا اور اُسے دیکھا،

رمیز صاحب آپ کی مدد چاہیے۔ وہ آدمی بولا،

رمیز نے اُسے کرسی کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کا کہا۔ آدمی جلدی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ رمیز نے اُس کا بغور جائزہ لیا اور بولا،

ابھی؟؟؟

جی صاحب۔ آدمی نے پر سکون انداز میں جواب دیا۔

آج ناممکن ہے۔ میں آج کہیں نہیں جا سکتا۔ مجھے کچھ کام ہے۔ رمیز نے نظر پھر سے فائل پر جمادی جس پر وہ کام کر رہا تھا۔

صاحب کام ضروری ہے۔ آدمی نے دباؤ ڈال کر کہا،

رمیز نے اُس آدمی کو دیکھا، اُس نے فائلیں ایک طرف کیں اور آنکھیں اس کی طرف مرکوز کیں۔

کیا کام ہے؟؟

سر ایک جگہ لینی ہے۔

کھل کر بتاؤ۔ رمیز اپنے بازو ٹیبل پر ٹکائے، دونوں ہاتھوں کو آپس میں جکڑے تھوڑی سے ٹکائے پوچھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

سرہاوسنگ سکیم والی سائیڈ پر جو جگہ سب سے زیادہ پرائس پر ہے وہ چاہیے۔ آدمی نے تفصیل دی۔

تو مسئلہ کیا ہے، لے لو۔ رمیز کے لہجے میں صرف اس وقت سکون تھا۔

سر وہ جگہ کسی وکیل کی ہے۔ وہ اب کام کی بات پر آیا تھا۔

تو پھر تم قانون کے منہ ہاتھ ڈالنے والی بات کر رہے ہو۔ رمیز نے ہاتھوں کو ٹیبل سے ہٹا کر سینے سے باندھ لیا۔

تو اس لیے تو آیا ہوں۔ کیونکہ آپ سب کر سکتے ہیں۔ اُس کی آنکھوں میں رمیز کے لیے اعتماد جھلک رہا تھا۔

رمیز نے ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

کیش یا بنک پیمنٹ؟؟؟ رمیز نے بھی اپنی ڈیمانڈ اُس کے سامنے رکھی۔

منہ بولا کیش۔ آدمی نے ایک منٹ بھی نہیں لیا سوچنے کا اور فوراً بول پڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گریٹ۔۔رمیز کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

کب تک چاہیے۔رمیز پھر بولا،

جتنا جلدی ہو سکے۔اگر آج کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

آج اور کل ناممکن ہے۔پرسوں دیکھتے ہیں۔رمیز مسلسل اُسے دیکھتے ہوئے بولا،

اوکے۔کل آپ کے آفس میرا بندہ کیش لے کر آجائے گا۔

پرسوں آپ کے پاس سارے ڈاکیومنٹس ہوں گے۔رمیز نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

پھر پرسوں ملاقات ہوتی ہے۔وہ آدمی کرسی سے اٹھا اور رمیز سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا،

پھر وہ باہر نکلا تو رمیز نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اپنی کرسی پر ٹیک لگائی۔

دماغ میں منصوبہ بندی جاری تھی۔

ابھی تو بہت وقت ہے۔تب تک میں کیا کروں گا؟؟؟

رابیل کا چہرہ اس کے ذہن میں نمودار ہوا۔۔وہ کرسی سے ٹیک لگا کر رابیل کے بارے میں سوچنے لگا،

(****)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842